شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے
۴
سہ ماہی
احیائے خلافت
(جولائی ۲۰۱۲ء ،شعبان ۱۴۳۳ھ)
شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیب خانؒ کی شہادت
امیر محترم کیساتھ تفصیلی انٹرویو
بنوں جیل شیروں کے نرغے میں
علماء کرام کے نام ایک اہم خط
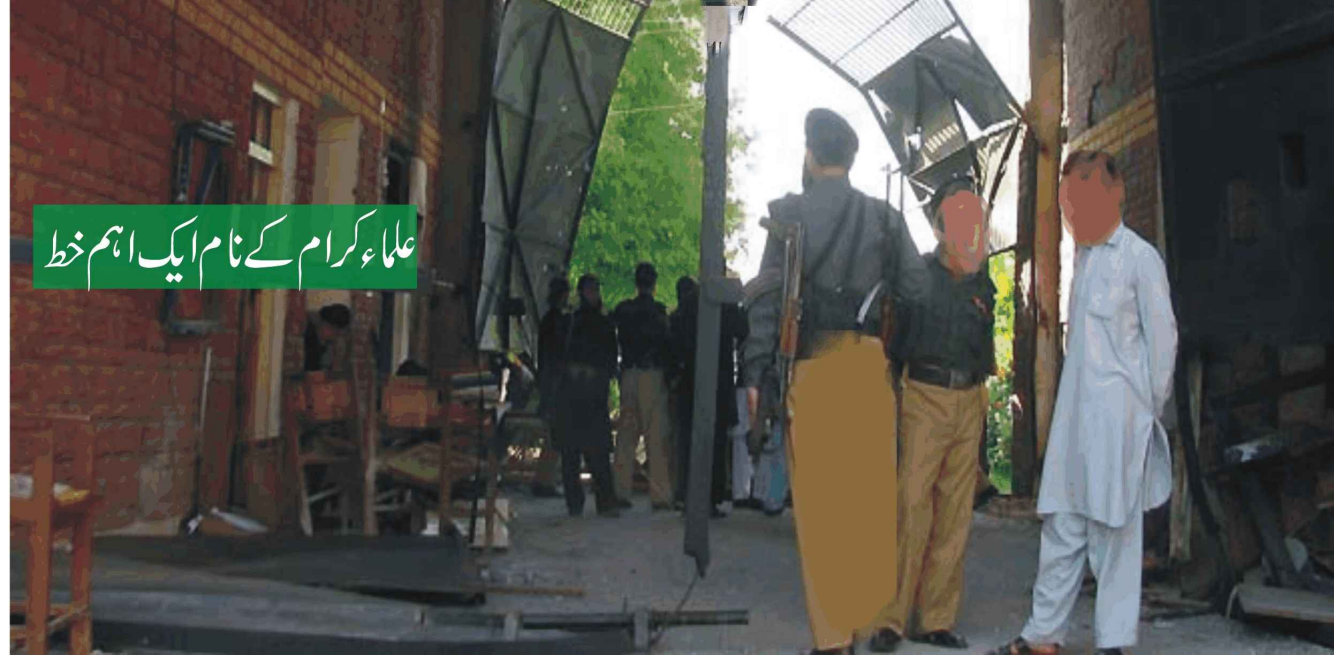
اے دین کی طرف دعوت دینے والو!

موت کو ڈھونڈو، تمھیں زندگی ملے گی! دیکھو! کہیں تمہاری تمنائیں تمہیں کسی فریب میں مبتلا نہ کریں۔ کہیں وہ دھوکے باز ابلیس تمھیں اللہ سے غافل نہ کردے۔ خبردار! محض کتابوں کے مطالعے اور نوافل کی کثرت سے اپنے آپ کو دھوکہ مت دینا۔ ایسا نہ ہو کہ آسان اعمال میں مشغولیت عظیم تر کاموں کو تمہاری نگاہوں سے اوجھل کردے: "و تو دون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ۔۔۔؟ (الانفال: ۷) "اور تم یہ چاہتے ہو کہ غیر مسلح گروہ تمھیں مل جائے؟ جہاد کے معاملے کسی کی بات مت مانوں، اور خوب سمجھ لو کہ جہاد میں شرکت کیلئے اپنے قائد سے اجازت لینے کی ضرورت ہرگز نہیں۔ یاد رکھو! جہاد تمہاری دعوت کی بنیاد ہے، تمہارے دین کا مظبوط قلعہ ہے اور تمہاری شریعت کی حفاظتی ڈھال ہے۔

اے علمائے دین!

اٹھیں اور اس نسل نو کی قیادت سنبھالیں جس نے اپنی ساری دلچسپیوں کا مرکز اپنے رب کی رضا کو بنالیا ہے! بزدلی کا مظاہرہ مت کریں، مت اس حقیر دنیا کی طرف جھکیں۔ للہ! طاغوتوں کی ہم نشینی سے بچیں۔ یہ تو سینوں کی تاریکی اور دلوں کی موت کا باعث ہے۔ طاغوت کی قربتیں آپ کو اہل ایمان سے دور کرنے کا سبب بنیں گی اور ان کے قلوب سے آپ کا احترام جاتا رہے گا۔

اے میرے مسلمان بھائیو!

بہت سولیا تم نے، تمہارے علاقوں پر قابض شیر کی کھال اوڑھے گیدڑ بھی بہت مزے کر چکے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ اخر کب تلک ذلت کی نیند سوتے رہوگے؟ کب یہ شیر پھر بیدار ہوگا؟ کیا گدھ تمہارا جسم یونہی نوچتے رہیں گے کب یہ غلامی کا درد ختم ہوگا؟ تم لوہے کی زنجیروں میں تو نہیں جکڑے، تم تو اپنی ہی کمزوریوں کے قیدی ہو! پھر بتاؤنا! کب اس قید کو توڑو گے؟ آخر کب؟ بتاؤ بھی!

(وصیت عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ، ماخوذ از "وصایا عزام")

QUARTERLY
IHYA-E-KHILAFAT

تحریک طالبان پاکستان کا ترجمان

سہ ماہی احیائے خلافت

زیر اہتمام

انتظامیہ احیائے خلافت

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت

تحریک طالبان پاکستان

اس شمارے میں

القرآن والسنه

قال الله تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ **(المائدہ، ۵۱)**

ترجمہ: اے ایمان والو یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے انہیں دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

تشریح: اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو اپنے دوست نہ بنائیں، امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ کفار سے براءت اور دوری اختیار کریں، آیت میں صرف یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے لیکن یہ حکم تمام کفار کا ہے کیونکہ الکفار کلهم ملة واحدة کہ کفار تمام ایک ملت ہے لہٰذا یہ حکم تمام کفار کا ہے، لہٰذا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کافر کیساتھ دوستی رکھے ایک دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿یاایها لذین آمنو الاتتخذو بطانکم من دونکم اولیاء﴾ یعنی ایمان والے کفار کو اپنا جگری دوست نہ بنائیں۔ قرآن وسنت میں بے شمار نصوص ہیں جو اس بات پر دلالت کررہی ہیں کہ کفار کو اپنا دوست بنانا جائز نہیں، سورہ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے ﴿لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین﴾ ترجمہ: مومنین کفار کو اپنا دوست نہ بنائیں مسلمانوں کو چھوڑ کر۔ ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار کیساتھ سختی اور دشمنی سے پیش آنا چاہیئے اور انکے ساتھ ملاطفت اور نرمی شرعاً جائز نہیں، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو کہ کہیں یہ خطرہ ہو کہ مسلمان کے جان، مال یا اعضاء کو خطرہ ہو تو پھر اگر وہ صرف زبانی طور پر انکے سامنے نرمی کا اظہار کریں اور یہ عقیدہ رکھے کہ انکے ساتھ دوستی اور نرمی حرام ہے تو شریعت میں اس کی گنجائش ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں استثناء موجود ہیں کہ ﴿الا ان تتقو ا منهم تقٰة﴾ یہی خلاصہ امام ابوبکر جصاص نے بھی احکام القرآن میں نقل کیا ہے۔

کفار سے براءت اور لاتعلقی پر علماء کرام نے سخت انداز میں گفتگو کی ہے، اور یہ جو آیتیں ہم نے ذکر کی ہیں یہ مطلق دوستی اور تعلقات کے بارے میں ہیں، اور اگر کہیں یہ دوستی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اور انہیں ضرر اور تکلیف پہنچانے یا انہیں تکلیف دینے کی غرض سے ہو تو پھر اس کا حکم اور بھی سخت ہوجاتا ہے، تاریخ اسلام میں اس کی مثالیں بہت کم ہونگی کہ کسی مسلمان نے کافر کیساتھ مل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں بنائی ہوں کیونکہ یہ مسئلہ ان کے ذہن میں راسخ تھا کہ کفار کے ساتھ ملکر اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں حصہ لینا انسان کو ایمان سے فارغ کردیتی ہے، اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ کفار بھی اس حد تک اپنے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہوئے تھے کہ مسلمانوں کو اسلام کے خلاف کھڑا کر کے انہیں ہی اپنے دین کے خلاف استعمال کرسکے، لیکن یہ صورتِ حال جب متحدہ ہندوستان پر انگریزوں کے قبضہ کے دوران سامنے آئی، تو اس وقت کے علماء کرام کو جب اس بات کا احساس ہوا تو انہوں نے اس پر سخت انداز میں تنقید کی، مثلاً علماء ہند کے سرخیل مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے فرمودات کے مجموعہ ارشاداتِ مدنی میں انہوں نے مسلمان کے قتل میں کافروں کی اعانت اور تعاون کو کفر کا بدترین قسم کہا ہے۔ عالم عرب کے ایک عالم دین عبدالرحمٰن بن عبدالخالق نے اپنی کتاب الولاء والبراء میں یوں تحریر فرمایا ہے "کل من والیٰ کافراً و اعانه و ظاهره علیٰ مسلمٍ فقد کفر" یعنی جس نے کسی کافر کے ساتھ موالات کیا اور مسلمان کے خلاف اس کی اعانت کی تو اس نے کفر کیا۔ پھر مزید آگے تحریر فرماتے ہیں" کہ باری تعالیٰ کا یہ قول "فانه منهم یدلُّ علیٰ انه قد خرج بذلك من الایمانِ الی الکفر وھو نص صریحٌ" **یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد فانه منهم اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ وہ اس عمل کی وجہ سے ایمان سے کفر کی طرف نکل گیا اور یہ ایک صریح نص ہے۔**

اب اگر ہم ان آیات اور اکابر کے فرامین کی روشنی میں دیکھے تو ہمیں پاکستانی حکمرانوں کی موجودہ حالت واضح ہوجائیگی، کہ انہوں نے کتنے بے گناہ مسلمانوں کے قتل میں امریکیوں کا تعاون کیا، اور پھر انتہائی فخر اور جرأت کے ساتھ اسے دنیا کے سامنے دہراتے رہتے ہیں کہ ہم نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اتنی قربانیاں دی اور ہم امریکہ کے فرنٹ لائن کے اتحادی ہیں۔ اعاذنا اللہُ من ذالک۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیب خان رحمہ اللہ کی شہادت

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیب خان رحمہ اللہ تعالیٰ بھی قافلۂ شہداء سے جاملے، آپ ایک بات اکثر کہا کرتے کہ مجاہد کی چار حالتیں ہوتی ہیں آزاد، قیدی، زخمی اور شہید، جبکہ ان تمام حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب کا وعدہ ہے، لہٰذا کسی حالت میں بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ واقعی آپ نے ایک اچھی حالت ''درس حدیث اور دعوتِ جہاد'' سے ایک دوسری اچھی حالت ''شہادت'' کی طرف رحلت فرمائی ہے۔

حضرت شیخ کو آئی ایس آئی کے انسان نما بھیڑیوں نے ۲ مئی ۲۰۱۲ء کو ضلع نوشہرہ کے علاقہ پبی سے گرفتار کیا، گرفتاری کے وقت خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا آپ ہمیں مرتد کہتے ہیں؟ اس پر انہوں نے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جواب دیا کہ میں پہلے بھی تمہیں مرتد کہتا تھا اور اب بھی تمھیں مرتد کہتا ہوں اور اگر زندہ رہا تو مستقبل میں بھی تمہیں مرتد کہوں گا۔ ایک عالم اور قائد کا طرزِ عمل ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ اگر وہ بھی مصلحت پسندی اور نام نہاد حکمت کا لبادہ اوڑھ کر حقیقت کو چھپائے تو پھر شریعت کی روح ہی برقرار نہیں رہیگی۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو کسی نے خلق قرآن کے مسئلہ میں حکمت اور توریہ کرنے کا کہا تھا تو انہوں نے یہ تاریخی جملہ کہا "أأنجو بنفسي و أضلّ هؤلاءِ" کیا میں اپنے آپ کو بچا کر ان لوگوں کو گمراہ کروں؟ کچھ خام خیال اور غیرت و جرأت سے محروم لوگ شیخؒ کی شہادت تک یہی بات کہتے رہے کہ شیخ نصیب خان اگر واقعی حکومت کے مخالف ہیں اور جامعہ حقانیہ کے دارالحدیث میں بیٹھ کر ہزاروں علماء کے سامنے افواج پاکستان کے قتل کی جواز کا برملا اعلان کرتے ہیں تو حکومت انہیں کیوں گرفتار نہیں کرتی؟ آج مولانا صاحب نے اپنے خون کے سرخ دھاروں سے ان لوگوں کو بھی خاموش کیا۔

حضرتِ شیخ نے روزِ اوّل جو بات کہی تھی اس میں ذرا لچک اور فرق نہ آنے دیا، حکومتِ پاکستان نے جب جنوبی وزیرستان میں عرب مجاہدین کے خلاف امریکی ایماء پر آپریشن شروع کیا تو وہاں کے غیرت مند مقامی مجاہدین نے مسلح مزاحمت شروع کی، اور اپنے مہمانوں کی عزت و ناموس کو بچانے کی غرض سے میدان میں نکل آئے، لیکن سوال یہ تھا کہ یہ تو ایک مسلمان ملک کی کلمہ گو فوج ہے، انکے خلاف لڑنا کہیں شریعتِ مطہرہ کی خلاف ورزی تو نہیں ہوگی؟ یہ ایک اہم سوال تھا اور اس شبہہ کے زائل ہونے کی صورت یہ تھی کہ معتمد اور معتبر علماء کی ایک جماعت یہ فتویٰ دیں کہ یہ جہاد جائز ہے، اور یہ ایک شرعی جہاد ہے۔ مولانا صاحب کی قبر پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، انہوں نے علماء کرام کے ایک وفد کے سامنے وزیرستان میں اس مسئلہ پر ایک مدلل انداز میں بات کی، اور ان علماء کے سامنے اس جہاد کی مشروعیت کو بیان کیا، جس کے بعد ان علماء کو شرح صدر ہوگیا اور انہوں نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ صادر کیا۔ گویا کہ جہاد پاکستان کے لئے شرعی اور علمی بنیادیں فراہم کرنے والا علماءِ پاکستان میں سے یہ پہلی شخصیت تھی، آج جب کہ تحریک طالبان پاکستان نے ایک منظّم انداز میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں اور اہل جہاد پاکستان میں اسلامی نظام کے لئے تگ ودو کررہے ہیں، اس کا سہرہ مولانا نصیب خان رحمہ اللہ ہی کے سر ہے۔

شروع میں شیخ صاحب کی سرگرمیاں اتنی عام نہ تھیں، لیکن جب سانحۂ لال مسجد پیش آیا تو آپ نے اس روز سے کھلم کھلا حکومتِ پاکستان کے خلاف قتال و جہاد کی دعوت شروع کی، آپ ہی نے پشاور کی مسجد مہابت خان میں تحریکِ نفاذ اسلام کے جلسہ ٔعام سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ جن فوجیوں نے لال مسجد آپریشن میں حصہ لیا ہے، انہیں قتل کرنا ہم پر فوری طور پر واجب ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیب خان رحمہ اللہ کی زندگی کے صرف آخری چار پانچ سال انقلابی سرگرمیوں میں صرَف نہیں ہوئیں، بلکہ آپ کی پوری زندگی انقلابات میں گزری ہے، آپ کا آبائی علاقہ پاک افغان بارڈر پر واقع وزیرستان سے متصل بیرمل ہے، آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی، اور کافی عرصہ تک معقولات اور منقولات کی کتابیں پڑھتے رہے، چودہ سال تک مختلف فنون پڑھنے کے بعد علمی پیاس بجھانے کی خاطر آپ نے جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کا رخ کیا اور چار سال تک وہاں مختلف فنون پڑھتے رہے اور ۱۹۸۴ء میں وہاں دورہ حدیث شریف سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد پورا ایک سال جہاد میں گزارا اور اس سال باقی تمام سرگرمیاں موقوف کئے اور روسی فوجیوں کے خلاف مختلف محاذوں پر دادِ شجاعت دی۔

جب افغانستان میں ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی امارت میں امارتِ اسلامی قائم ہوئی تو آپ نے بغیر کسی پس وپیش کے اس کی مکمل تائید وحمایت کی، اور عملی طور پر اس میں حصہ لیا، ولایتِ خوست جہاں مولانا جلال الدین حقانی حفظہ اللہ تعالیٰ والی (گورنر) تھے، آپ چونکہ انکے قریبی دوستوں میں سے تھے، اور انہیں ایک معتمد عالم دین کی ضرورت تھی، جو عہدۂ قضا کو سنبھال سکے، تو انہیں اس مقصد کے لئے شیخ صاحب کی شخصیت ہی نظر آئی اور یہ ذمہ داری انکے کندھوں پر ڈال دی گئی ،آپ نے دورانِ قضاء ایک شخص پر حدِ سرقہ جاری کی تھی اور یہ امارتِ اسلامی میں پہلی حد تھی۔

چودہ سال آپ نے جامعہ حقانیہ سے باہر گزارے، لیکن پھر مادرِ علمی میں آپ کی ضرورت محسوس کی گئی، آپ نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک بار پھر مدرس کی حیثیت سے جامعہ حقانیہ کا رخ کیا اور پھر چودہ پندرہ سال تک وہاں مسندِ تدریس کو زینت بخشتے رہے۔ آپ کو علوم نقلیہ وعقلیہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک رسوخ عطا فرمایا تھا۔ آپ کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ آپ بغیر مطالعہ کے درس دیتے ہیں، لیکن آپ کے دروس میں کسی کو کسی قسم کی کمزوری نظر نہیں آتی۔ احادیث مبارکہ کا ایک معتد بہ حصہ آپ کو زبانی حفظ تھا، آپ جب کسی جگہ بیان فرماتے تو پہلے اس موضوع سے متعلق بہت ساری احادیث کے متن زبانی سناتے، ایک موقعہ پر جب آپ نے احادیث شریفہ کی تلاوت شروع کی تو میزبان جلسہ نے خیال کیا کہ شاید حضرت عربی زبان میں خطاب کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا ان سے رہا نہ گیا اور شیخ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت ان احادیث کا ترجمہ بھی ہونا چاہئے، آپ نے نہایت اطمینان سے جواب ارشاد فرمایا کہ ہو جائیگا۔

حضرت شیخ صاحب ایک عالم اور مجاہد ہونے کیساتھ ساتھ ایک متقی اور عابد انسان بھی تھے، آپ کا معمول یہ تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد کسی سے ملاقات نہیں کرتے، اکثر جاننے والوں کا خیال یہ تھا کہ چونکہ شیخ صاحب تہجد کی پابندی کرتے ہیں اس وجہ سے انکی کوشش ہوتی ہے کہ عشاء کو جتنا جلد ہو سکے، بستر پر چلا جائے۔

شیخ صاحب کی تمام زندگی اتنی دلچسپ اور پرکشش ہے کہ جس کے ہر دور میں ہمارے لئے بیش بہا اسباق ہیں، یہ انکے متعلقین اور معتقدین کی ذمہ داری ہے کہ انکی زندگی کے تمام گوشوں کے احوال مرتب کر کے منظر عام پر لائیں، تاکہ آنے والی نسلیں یہ بات جان سکیں کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے کیسے کیسے علماء نے اپنے آپ کو قربان کیا ہے۔

آئی ایس آئی والوں نے حضرتِ شیخ کو شہید کیا، شہید کرنے کے بعد اس کا سینہ چھیرا اور پھر انکے نعش مبارک کو اُٹھا کر کھیتوں میں پھینکا۔ چونکہ آپ نے پوری زندگی ایسے ڈھنگ سے گزاری تھی کہ کبھی کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا تھا اور وہ تمام صفات آپ میں جمع تھیں جو ایک عظیم انسان میں ہونے چاہئیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ آپ کی موت بھی ایک عظیم انسان کی موت کے مشابہ ہو، اسی وجہ سے شہید ہو کر آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سنّت تازہ کردی کہ کفار نے ان کا سینہ چاک کرا کے کلیجے کو نکال کر باہر پھینکا تھا، اور ظلم کی یہی بھیانک صورت پاکستانی خفیہ اداروں کے ظالم وسفاک انسانوں نے اُن کے ساتھ کیا۔ لیکن یہ بھی انکی غلطی تھی کیونکہ کسی کو قتل اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس کی دعوت اور اس کے نظریات کو دبایا جا سکے، لیکن شیخ صاحب موصوف کی شہادت سے تو انکی دعوت کو اور تقویت ملی اور انکے نظریات دنیا کے سامنے اور بھی کھل کر سامنے آگئیں۔ ہم آپ کے بارے میں وہی بات کہینگے جو ایک عرب داعی جہاد ابو دجانہ الخراسانی نے شہادت سے پہلے کہی تھی کہ آج میرے زبان سے نکلے ہوئے حروف میرے خون سے مزین ہو جائینگے۔

شیخ نصیب خان صاحب نے تو ایک عالم ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں نبھالیں، لیکن اب مسئلہ ہمارا ہے کہ ہم انکے مشن اور انکے افکار ونظریات کو کس حد تک آگے پہنچاتے ہیں اور یہ ذمہ داری انکے ہزاروں شاگردوں پر بالخصوص عائد ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے تو انکو قریب سے دیکھا تھا، یہ ایک انتہائی عجیب بات ہوگی کہ ہم اپنے آپ کو تو انکا جانشین بھی کہیں اور پھر بھی ہم بجلی اور گیس کے مسائل کو حل کرنے کے لئے تو آواز اُٹھائے لیکن انکے چاک شدہ سینے کی آواز کو بھول جائے۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائے اور انکے پسماندہ گان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور امت کو انکی خلاء پُر کرنے کے لئے ایسے ہی جرأت مند علماء پیدا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

عليك سلامُ الله دوماً فانني   رأيتُ الكريمَ الحرَ ليسَ له عمر

گذشتہ دنوں تحریک طالبان پاکستان کی مرکزی قیادت کی طرف سے ملک کے مخلص اور معتبر علماء کرام کے نام ایک دعوتی خط ارسال کیا گیا، جس میں تحریک کے موقف کو واضح کیا گیا ہے، خط میں علماء کرام سے تحریک کے موقف کے بارے میں مختلف پہلوؤں سے بات کی گئی ہے، پاکستان کے خلاف جاری جہاد کے اسباب اور اسکے دلائل مختصراً بیان کئے گئے ہیں۔ادارہ احیائے خلافت قارئین کے استفادہ کے لئے اس خط کو نشر کر رہی ہے۔

لحمد لله والصلاتان علی رسو ل الله وعلی اله ومن والاه

ازتحریک طالبان پاکستان..................

الی فضیلۃ الشیخ...........

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب والا ! ہم آپ کی خدمت میں یہ خط ایسے حالات میں تحریر کر رہے ہیں کہ پاکستانی افواج کا ہمارے مظلوم قبائل اور مجاہدین طالبان والقاعدہ کے خلاف جنگ نویں سال میں داخل ہو چکی ہے اور ہم پر وحشیانہ بمباری کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔عام آبادی پر میزائلوں کی برسات اور مساجد ومدارس کو ٹینکوں اور توپوں سے نشانہ بنانا ایک معمول کی بات بن چکی ہے۔

ان حالات میں اگر آپ ہم سے دریافت فرمائیں کہ آپ کیسے ہیں تو ہم بخوشی کہیں گے کہ الحمد للہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے سامنے تاریخ کی ایک پوری داستان موجود ہے جو ہمیں اپنے پیارے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ مشابہت کی بشارت دیتے ہیں، ہمارے سامنے شعب ابی طالب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محصور ہونے کی داستان بھی ہے، ہمارے سامنے کفار مکہ کا مدینے کا محاصرہ کرنا بھی ہے جس نے مؤمنین کے لئے ایمان اور اسلام پر ثبات کو ہی اضافہ کیا، ہمارے سامنے سفاکِ امت حجاج بن یوسف کا جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حرم مکہ میں محاصرہ کرنے کا واقعہ بھی ہے جس میں اہل بصیرت کے لئے کافی سامان عبرت ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ سے لے کر شہید مفتی نظام الدین شامزئی اور غازی عبد الرشید شہید رحمہم اللہ تک ہزاروں اسلاف واکابر کی قربانیاں ہمارے لئے بہترین مشعلِ راہ ہیں۔

<u>ہمارا گناہ کیا ہے ؟</u>

پاکستانی فوج ہمیں مارتی ہے......آخر ہمارا جرم کیا ہے؟ ہمارا جرم صرف یہ ہے کہ ہم لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں، اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کیسے پاکستانی فوج آپ کو لا الہ الا اللہ پر قتل کرتی ہے حالانکہ وہ خود بھی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں اور لا الہ الا اللہ تو پاکستان کے سولہ کروڑ عوام بھی پڑھتے ہیں، پھر ان کو کیوں قتل نہیں کرتے؟؟

تو عرض ہے کہ ہمارے اور عوام کے لا الہ الا اللہ میں بہت فرق ہے، ہم وہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں جس کا ہمارے اکابر نے پاکستان بناتے وقت نعرہ لگایا تھا اور جو ہر خاص وعام کا جواب ہے جب ان سے پوچھا جائے کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ تو وہ فوراً کہتے ہیں لا الہ الا اللہ۔

اکابر کے اس مبارک نعرے کا مطلب کیا تھا؟ اگر ہم اکابر کے اس مبارک نعرے پر غور وفکر کریں تو ہمارے سامنے چند منطقی احتمالات آتے ہیں، مثال کے طور پر اکابر کا مقصد لا الہ الا اللہ سے زمین کا یہ ٹکڑا تھا تو یہ احتمال باطل ہے کیونکہ یہ زمین تو ہندوستان میں بھی موجود تھی اور زمین سے لا الہ الا اللہ کا کیا واسطہ؟ اور اگر اس نعرے کا مطلب یہ لیا جائے کہ پاکستان میں بسنے والے لوگ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے ہوں گے تو پاکستان کے مقابلے میں ہندوستان میں کئی گنا زیادہ کلمہ پڑھنے والے موجود تھے اور آج بھی ہیں، معلوم ہوا کہ یہ احتمال بھی غلط ہے، اور اگر اکابر کے نعرے سے یہ مراد لیا جائے کہ پاکستان میں مساجد ومدارس ہوں گے جن میں درس وتدریس ہوگی تو یہ سلسلہ ہندوستان میں بھی موجود تھا بلکہ ام المدارس دارالعلوم دیوبند تو ہندوستان ہی میں ہے، اور اس احتمال کو مراد لینے پر تو ہم اپنی مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے بھی بے وفا ٹھہریں گے کہ ہم اس کو ہندوستان میں چھوڑ کر لا الہ الا اللہ یعنی مدارس اور مساجد کی زمین میں چلے آئے لیکن ہم اپنے اسلاف پر اتنی بے وفائی کا گمان کیسے کر سکتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ سابقہ تمام احتمالات باطل ہیں کیونکہ یہ تمام چیزیں ہندوستان میں موجود تھیں تو ان کا مطالبہ اور اس کے لئے اتنی جدوجہد کرنا تحصیلِ حاصل ہے جو کہ باطل ہے۔ایک دیوانہ بھی طلبِ حاصل نہیں کرتا چہ جائیکہ ہمارے اکابر کے بارے میں یہ گمان کیا جائے!

ان تمام احتمالات کے باطل ہونے کے بعد ہمارے سامنے ایک ہی احتمال متعین ہوتا ہے کہ ہمارے اکابر کی لا الہ الا اللہ سے مراد ایک ایسی زمین تھی جس میں لا الہ الا اللہ کا نظام ہو؛ کیونکہ ہندوستان میں سب کچھ ہونے کے باوجود اسلامی نظام موجود نہیں تھا بلکہ وہاں سیکولر جمہوری نظام تھا اس لئے ہمارے اکابر نے مسلمانوں کے لئے ایک ایسے خطے کی بات کی جس میں لا الہ الا اللہ کا نظام ہو یعنی پاکستان سے اُن کی مراد: زمین اور اسلامی نظام دونوں تھے اور جب مطلب دونوں تھا تو قاعدہ یہ ہے کہ جزء کے انتفاء سے کل کا انتفاء ہوتا ہے، آج چونکہ اس زمین پر لا الہ الا اللہ کا نظام قائم نہیں ہے اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلاف کا پاکستان اب تک قائم نہیں ہوا ہے۔

لہٰذا ہم نے اپنے اکابر کی سوچ وفکر کے مطابق شریعت سے مزین پاکستان بنانے کا نعرہ بلند کیا اور موجودہ پاکستان سے صاف انکار کیا کہ یہ ہمارے اکابر کا پاکستان نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلامی نظام قائم نہیں ہے، لا الہ الا اللہ کا یہ مراد لینے پر پاکستانی افواج نے ہمارا خون مباح سمجھ کر ہمارے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور ہمارے گھروں کو مالِ غنیمت سمجھ کر لوٹ لیا **وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ** ۔ہم **الله علی کل شیء شهید** کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم صرف اس وجہ سے قتل ہو رہے ہیں کہ ہم نے یہ نعرہ لگایا ہے کہ اللہ کی زمین پر صرف اللہ کا نظام ہوگا **لا نظام الا نظام الاسلام** اور ہم اس پر خوش ہیں کہ اللہ ہمیں اس پر **ذلک الفوز الکبیر** جیسے جامع کلمات سے بشارت دیتا ہے۔

کیا اکابر کا پاکستان آج موجود ہے ؟

ہم نے پہلے عرض کیا کہ اکابر کا پاکستان تو زمین اور نظام دونوں سے عبارت تھا چنانچہ زمین تو آج موجود ہے لیکن نظام موجود نہیں ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج اکابر کا پاکستان موجود نہیں ہے، اور جب اکابر کا پاکستان موجود نہیں ہے تو ہماری یہ شکایت طالبان سے بے جا ہے کہ طالبان پاکستان کے خلاف لڑتے ہیں جس کے بنانے کے لئے ہمارے اکابر نے بہت تکلیفیں برداشت کی ہیں ۔کیا ہمارے اکابر نے ایسے پاکستان بنانے کے لئے یہ تکلیفیں برداشت کی تھیں جو ایک ایسی عمارت سے عبارت ہے جس پر کفری نظام کا چھت ہے؟ معاذ اللہ۔ اکابر جس پاکستان بنانے کے لئے جدو جہد کر رہے تھے اگر وہ ایک ایسا ملک تھا جس میں اسلامی نظام ہو تو ہم دعوے سے کہ سکتے ہیں کہ وہ پاکستان ابھی تک نہیں بنا۔لہٰذا ہم ان کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے اور اسلامی نظام کے لئے کٹ مریں گے۔ان شاءاللہ

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ بڑے زور وشور کے ساتھ دفاع پاکستان اور استحکامِ پاکستان کے نام پر بڑی بڑی کانفرنسوں کا انعقاد کر رہے ہیں اور ان میں طالبان پر بھی خوب ملامتیں کر رہے ہیں ۔کیا آپ اس پاکستان کا استحکام اور دفاع چاہتے ہیں جس کے چپے چپے پر کفری قانون کی حکمرانی ہے اور جس کے تمام اداروں پر طاغوتی نظام کی بالا دستی ہے، جہاں ساٹھ سالوں سے آپ شریعت بل نامی کشکول اٹھا کر پارلیمنٹ نامی بت کے سامنے جھک جھک کر شریعت شریعت کی التجائیں کر رہے ہیں اور وہ ہر بار انتہائی حقارت کے ساتھ آپ کے کشکول کو آپ کے منہ پر مار کر آپ کو دھتکار رہا ہے۔اگر کوئی غیرت منداس طریقے سے ذرا آگے بڑھ کر شریعت کا مطالبہ کر رہا ہے تو اس کی سزا گولی ٹھہرتی ہے!!!

ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے کہ وہ اپنے وطن مکہ معظّمہ (جس میں مسجد حرام اور بیت اللہ شریف بھی موجود تھا) پر تب تک حملے کرتے رہے جب تک وہاں سے کفر کا مکمل خاتمہ کر کے پورا اسلامی نظام قائم نہیں کر لیا؛ ہم الحمدللہ اپنے آپ کو اکابر کا اصلی پیروکار سمجھتے ہیں اور ہم وہ پاکستان چاہتے ہیں جس کا مطلب حقیقت میں لا الہ الا اللہ ہو،

۲۔ پاکستانی فوج کا ہمارے ساتھ جنگ کا دوسرا سبب یہ ہے کہ ہم نے اُن مہاجرین کو جو امریکہ کی وحشیانہ بمباری کی وجہ سے افغانستان چھوڑ کر ہمارے علاقوں میں آئے...... پناہ دی، جن لوگوں نے اس دور میں سلمان فارسیؓ اور صہیب رومیؓ کی طرح اسلام کی خاطر اپنے علاقوں کو چھوڑ کر افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں کی طرف ہجرت کی، جو کعبۃ اللہ اور روضہ رسول ﷺ کا جوار چھوڑ کر اسلامی امارت کا جزء بننے کے لئے یہاں آئے، ہم نے دیکھا کہ پاکستانی افواج نے ان مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر ایک ایک کو امریکہ کے حوالے کر دیا جو آج تک بدنام زمانہ جیل گوانتانا موا اور دیگر عقوبت خانوں میں ظلم کی چکیوں میں پس رہے ہیں۔اس طاغوتی حکومت نے ہم قبائیلوں سے بھی یہ مطالبہ کیا کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر وتا کہ ہم ان کو امریکہ کے حوالے کریں اور اُن کے عوض ڈالر حاصل کریں اور اپنی معیشت کو سہارا دیں، ہم نے اسلامی غیرت وحمیت کی بناء پر ان کی حوالگی سے واضح انکار کیا۔اس پر پاکستانی فوج نے ہمارے خلاف جنگ کو اپنا فریضہ سمجھا اور ہمارا خون بہانا شروع کیا جو آج تک جاری ہے، ہمارا عزم ہے کہ ان شاءاللہ خون کے آخری قطرے تک ایک ایک مجاہد کا دفاع کرتے رہیں گے۔

پاکستانی حکومت اور فوج سے ہمیں کوئی گلہ نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تو کھل کر امریکہ اور نیٹو کے فرنٹ لائن اتحادی ہونے کا اعلان کر کے اپنے ارتداد کو بالکل واضح کر دیا ہے ؛لہٰذا جو کام امریکیوں کا ہوگا وہی ان مرتد اتحادیوں کا ہوگا، لیکن گلہ ہمیں اپنے علماء اور بزرگوں سے ہے کہ جب امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے ایک عرب مجاہد کے حوالہ کرنے سے انکار کیا اور پورے امارت اسلامی کو اس پر قربان کر دیا تو تمام علماء بلکہ عوام الناس تک نے اُن کو اس عظیم غیرتِ ایمانی پر شاباش دی اور آفرین کہا، اور آج تک ان کے اس کارنامے پر برملا فخر کرتے ہیں، لیکن جب پاکستانی حکومت نے سینکڑو ں مجاہدین کو گرفتار اور شہید کیا اور ہم نے ہزاروں مجاہدین (عرب، ازبک، چیچن وغیرہ) کی خاطر غیرت کرتے ہوئے پاکستانی فوج کے ساتھ جنگ شروع کی تو ہمارے اوپر امریکی دارالافتاء سے جاری کردہ دہشت گرد اور شدت پسند کے فتوے لگائے گئے، کیا ان مجاہدین کے حوالہ کرنے سے انکار پر، ان کے اور ان کے اہل وعیال کے دفاع میں لڑنے پر ہم دہشت گرد اور شدت پسند جیسے القاب کے مستحق ہوئے؟ کیوں؟ کیا صرف اس لئے کہ ہم سرحد کے اِس پار ہیں اور امیر المؤمنین حفظہ اللہ عظیم مجاہد کے لقب کے مستحق ہوئے اس لئے کہ وہ باونڈری لائن کے اُس پار ہیں اور ان کے جہاد سے ہمارے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ببین تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا ۔

افسوس کہ انصار جنہوں نے اپنے دین کو بچانے والے مہاجرین کی نصرت کی تھی اوران کے لیے غیرت کھائی قرآن مجید نے توان دونوں کواولـــئك هــم المؤمنون حقا کہا اوران کی اس نصرت کوایمان کا معیارقرار دیا ہے جبکہ ہمارے ساتھ اس وجہ سے بغض روا رکھا جاتا ہے کہ ہم نے ان مہاجرین کو جگہ دی ہے،ان کے دفاع میں ناپاک فوج سے لڑ رہے ہیں۔اس کی پاداش میں ناپاک فوج نے ہمارے اوپر جنگ مسلط کر رکھی ہے ،اور ہمارے معزز وموقر علماء خاموش تماشائی کا کردارادا کرر ہے ہیں۔کوئی نہیں جو ہمارے اوران مظلوم مہاجرین کے حق میں آواز اٹھائے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توانصار کے ساتھ محبت کوایمان کی علامت قرار دیا ہے بخاری شریف کی روایت ہے:(اية الايمان :حب الانصار واٰية النفاق: بغض الانصار) .

کیا آپ کو پتہ نہیں کہ پاکستانی حکومت نے کتنے مجاہدین اور بے گناہ عوام کوقتل اورگرفتار کیا؟

پورے ملک خصوصا سوات اور قبائلی علاقہ جات میں مسلمانوں اور مجاہدین کے دین ودنیا پرحملہ آور ہوتے ہوئے ہزاروں مسلمانوں کوقتل لاکھوں کو بے گھر و بے آسرا اور سینکڑوں مدارس ومساجد کوملیامیٹ کرنے کے باوجود کیا یہ فوج مرتد اورعدوصائل قرار نہیں پاتی جن کے خلاف قتال کے واجب ہونے کی تمام فقہاءِامت نے تصریح فرمائی ہے،حضرت مدنی رحمہ اللہ کا تاریخی فتوی اس سلسلے میں ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

آپ کے اس فتوی کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے گویا کہ آپ پاکستانی فوج کو ذہن میں رکھ کرفتوی دے رہے تھے فرماتے ہیں"قتل مسلم کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس فعل کو حلال سمجھے اوراس پر نادم ومتاسف نہ ہومثلاکوئی مسلمان فوجی ہووہ یہ سمجھے کہ لڑائی لڑنا ہمارا کام ہے...........تواس صورت میں تمام امت کا اجماعی فیصلہ یہ ہے کہ وہ شخص قطعا وحتما کافر ہے۔

......قتل مسلم کی تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کافروں کے ساتھ ہوکر ان کی فتح ونصرت کے لئے مسلمانوں سے لڑے یا لڑائی میں ان کی اعانت کرے ۔۔۔۔۔دنیا کے وہ سارے گناہ،ساری معصیتیں ،ساری ناپاکیاں ہرطرح وہرقسم کی نافرمانیاں جوایک مسلمان اس دنیا میں کرسکتا ہے یااس کا وقوع دھیان میں آسکتا ہے سب اس کے آگے ہیچ ہیں۔جومسلمان اس کا مرتکب ہووہ قطعا کافر ہے اور بدترین قسم کا کافر ہے...........

(قتل مسلم ص۵۰۱،۵۰۲ از کتاب معارف مدنی وافادات حضرت مدنی)

کیا اس تاریخی فتوی کو پڑھنے اور پاکستانی فوج کے کردار سے خوب واقف ہونے کے بعد بھی دیوبند کا کوئی دیوانہ اورحضرت مدنی کا کوئی پیروکار حکومت اور ناپاک فوج کے ارتداد اوران کے خلاف قتال کی شرعی حیثیت میں ذرہ برابر شبہہ کرسکتا ہے؟؟

اور کیا فقہاء نے اس بات پر تصریح نہیں کی ہے کہ اگر ایک مسلمان عورت مشرق میں کفار کے ہاتھوں گرفتار ہوجائے تو مغرب میں تمام مسلمانوں پر اس کا بازیاب کرانا واجب اورفرض ہے چنانچہ بزازیہ میں ہے امرأة مسلمة سبيت في المشرق وجب على اهل المغرب تخليصها ۔حالانکہ ہمارے اس ملک میں اُن اسیر مجاہدین کی تعداد چھ سو سے زیادہ ہے جن کو ناپاک فوج اورایجنسیوں نے گرفتار کرکے امریکہ کے حوالہ کیا،جبکہ ان مجاہدین کی تعداد تو ہزاروں میں ہے جوخود پاکستان کے مختلف جیلوں،عقوبت خانوں،آئی ایس آئی اورایم آئی کے خفیہ ٹارچرسیلوں میں بدترین تشدد کا نشانہ بن رہے ہیں۔کیا ان لوگوں کا اس کے علاوہ کوئی دوسرا گناہ تھا کہ انہوں نے ارض الجہاد اور ارض الاسلام کی طرف ہجرت کی تھی اورانہوں نے امریکہ طاغوت اکبر کے خلاف جہاد میں شرکت کی تھی؟ کیا جہاد اور ہجرت دین میں سے نہیں ہے......!؟ تو پھر اس ہجرت وجہاد کی وجہ سے ان کوقتل کرنے والوں کا حکم کیا ہوگا؟اور شرح عقائد کے اس فتوے کا مصداق کون ہوگا؟ جوفرماتے ہیں:قاتل المؤمن لكونه مؤمنا لا يكون الا كافرا.

کیا یہ وہی بدبخت فوج نہیں ہے؟ جنہوں نے مسجد اور مدرسے کے اندر بے گناہ معصوم بچوں اور پاک دامن بچیوں کورکوع اور سجود کی حالت میں شہید کیا۔کیا ان معصوموں کا اس کے علاوہ کوئی اور جرم تھا کہ انہوں نے اس ملک میں اسلامی نظام کے لئے آواز بلند کیا تھا؟ کیا یہ وہی بے غیرت حکومت نہیں ہے جس نے قوم کی بیٹی عافیہ صدیقی کو چند ڈالروں کے عوض امریکا کوفروخت کردیا؟ان کفار کی تاریخ میں جواپنے بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے دختر فروش کہیں بھی نہیں ملتے ،لیکن ان بے حمیتوں نے یہ کارنامہ بھی انجام دے کرتاریخ کے ابواب کوسیاہ تر کردیا۔

کیا پاکستان میں اسلامی نظام موجود ہے؟

کیا پاکستان میں اسلامی نظام موجود ہے کہ اس نظام اورخلیفہ کے خلاف لڑنا خروج اور بغاوت ہو؟اگر اس ملک میں اسلامی نظام موجود ہے تو پھر جولوگ اور جماعتیں اس ملک میں اسلامی نظام کے لئے کوشش کررہی ہیں ان کی یہ کوشش تحصیل حاصل ہوگی جو کہ باطل ہے۔حالانکہ خوداس طاغوتی نظام سے جزء بنے ہوئے بہت سے لوگوں کا دعوی ہے کہ ہم اس ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔جب اسلامی نظام نہیں ہے جو ہمارے اوپر مسلط ہے؟ تو کیا یہ کفری نظام ہے؟اگر جواب ہاں میں ہے تو پھرتو بات ختم ہوگئی لیکن اگر جواب نہیں میں ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کفری نظام بھی نہ ہو اور اسلامی بھی نہ ہو؟ حالانکہ ہم اہل سنت وجماعت معتزلہ کی طرح منزلہ بین المنزلتین کے بھی قائل نہیں ہیں،اوراگر یہ کہیں کہ کچھ اسلامی ہے اور کچھ کفری ہے تو قرآن ایسے پرواضح رد کرتا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے افتؤمنون ببعض الكتاب

وتکفرون ببعض اورفرماتے ہیں **ادخلوا فی السلم کافۃ** ویسے ہی نتیجہ تو اخس وارذل کے تابع ہوتا ہے لہذا کفرہی شمار کیا جائے گا۔

درحقیقت انہوں نے اس ملک کوایک ایسے آئین کا پابند کیا ہے جس میں انہوں نے اپنے دلی تسکین اورنفسانی خواہشات کے لئے پورا سامان کیا ہے اور عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے کیلئے اس میں کچھ اسلامی قوانین کوشامل کرکے اس پر لیبل لگا دیا ہے کہ حاکمیت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اوراس میں ایسے چور راستے رکھے گئے ہیں کہ ان کے ہر خلافِ شریعت کام کوآئینی تحفظ ضرور ملتا ہے خواہ وہ خود شریعت اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا انکار کیوں نہ ہو، اُن کے اس آئین کی حیثیت چنگیز خان کی یاسق نامی آئین سے بدتر نہ ہوتو بہتر ہرگز نہیں جس کے بارے میں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں **وهو عبارة عن كتاب مجموع اقتبسها من شرائع شتى من اليهودية والنصرانية والملة الاسلامية وفيها كثير من الاحكام اخذها من مجرد نظره وهواه فصارت فى بنيه شرعا متبعا يقدمونها على الحكم بكتاب الله وسنة رسوله ومن فعل ذالک منهم فهو كافريجب قتاله حتى يرجع الى حكم الله ورسوله فلايحكم سواه فى قليل ولا كثير (تفسير ابن كثير سورة المائده آيت نمبر ٥٠)**

اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس ملک کا نظام اسلامی ہو؟ جبکہ اسکے پارلیمنٹ میں تین دفعہ شریعت بل پیش کیا گیا لیکن اب تک یہ منظور نہ ہوسکا تاکہ اسلامی نظام کی راہ ہموار ہو۔ پارلیمنٹ میں جو بل پیش کیا جاتا ہے اس پر دونوں ایوانوں میں بحث کے بعد دوطرح کے حالات ضرور پیش آتے ہیں۔ایک یہ کہ وہ بل پاس ہو جائے اور بل کا متن ملک کا ایسا قانون بن جائے کہ وہ واجب العمل ہو اور اس سے انحراف قانون سے بغاوت تصور ہو، دوسرا یہ کہ فیل (fail) ہو جائے۔اب ہم پوچھتے ہیں کہ جو بل پیش کیا گیا کیا وہ پاس ہوا یا نہیں تو جواب یقیناً نفی میں ہوگا کیونکہ اگر پاس ہوتا تو آج واجب العمل ہوتا اور ان لوگوں کی بھی کوئی وجہ نہیں رہتی جو سڑکوں پر اسلامی نظام کے نفاذ کے نعرے لگاتے رہتے ہیں۔

جب پاس نہیں ہوا تو مطلب یہ ہوا کہ فیل ہوا، اکثریتی رائے سے منظور نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ نامنظور ہوا، قبول نہیں کیا گیا یعنی رد کیا گیا۔معاذ اللہ۔اب آپ حضرات فیصلہ فرمائیں کہ کیا شریعت کو رد کرنے والا، نامنظور کرنے والا اور فیل کرنے والا مسلمان ہوسکتا ہے؟؟ اور یہ کیسا اسلامی نظام ہے اور اسلامی آئین ہے؟ جو انکو تین مہینوں تک اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ شریعت بل پر بحث کریں کہ نعوذ باللہ یہ قابلِ نفاذ ہے یا نہیں اور پھر ہر ایک کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اس بل کے حق میں ووٹ دے یا مخالفت میں اپنی رائے پیش کرے، حضرات مجتہدین جن کی رائے ہمارے لئے معتبر ہے کو یہ اختیار نہیں کہ نص کی موجودگی میں اس کے خلاف رائے صادر کرے، اگر وہ قصداً ایسا کرے اور اسے نص معلوم ہو تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔اور پھر یہ کونسا اسلامی نظام ہے جس نے ان کو اس بات پر بحث کی اجازت دی کہ چودہ سو سال پہلے بلکہ ازل سے منظور شدہ قانون پر بحث کریں کہ آیا ملک میں اس کو قانون کا درجہ دیا جائے یا نہیں؟ اسکو نافذ العمل اور واجب العمل قرار دیا جائے یا نہیں؟ کیا یہ اللہ کے قانون اور شریعت اسلامیہ کا کھلا مذاق نہیں ہے؟ کیا یہ ان کے خود ساختہ قانون کا قانونِ الٰہی پر مکمل بالادستی نہیں ہے؟ اور یہ کونسا اسلامی نظام ہے کہ جو ان تمام مرتدین کو آئینی وقانونی تحفظ دیتا ہے جو پارلیمنٹ میں دوران بحث شریعت بل کے خلاف رائے دیتے ہیں حتیٰ کہ بعض بدبختوں نے اسکو پھاڑ کے پھینک دیا اور شریعت اسلامیہ کی واضح گستاخی کی۔کیا کسی عدالت نے ان کو توہین شریعت اور دفعہ ارتداد کیس میں بلایا اور ان کو سزا دی اور اگر یہ اسلامی ہے تو اس میں دفعہ ارتداد کیوں نہیں ہے؟ بلکہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں ان مرتدین کو تحفظ فراہم کرنے کیلئے یہ دفعہ بھی مقرر کیا گیا ہے کہ کسی بھی بل پر بحث کے دوران ہر رکن پارلیمنٹ کو بل پر اپنی رائے اور خیال کے اظہار کی مکمل آزادی ہے اور پاکستان کی پینسٹھ سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ پارلیمنٹ میں تین دفعہ شریعت بل پیش ہوا اور تین دفعہ اس کے خلاف رائے اکثریت کے ساتھ دی گئی اس لئے تو نافذ نہیں ہوا اور ان پینسٹھ سالوں میں عدلیہ نے ان شریعت کے خلاف رائے دینے والوں کو کوئی سزا نہیں دی اور نہ پاکستانی قانون نے ان کو کافر قرار دیا، حالانکہ علامہ شاہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی کافر کو کافر نہ کہے وہ اس کافر کے ساتھ کفر میں مساوی ہے۔اگر قرآن کو کچرے میں ڈالنا فقہاء کے نزدیک کفر ہے تو کیا قرآن کی قانونیت سے انکار اور شریعت بل کو پھاڑنا اور اس کی توہین کرنا کفر نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر کیوں وہ لوگ مسلمان شمار کئے جاتے ہیں جن کے بارے میں ہمیں خوب معلوم ہے کہ انہوں نے شریعت بل کی توہین کی ہے؟ اگر یہ قانون انہیں کافر قرار نہیں دیتا تو پھر کیا شاہ صاحب اور بہت سے علماء کے فتاویٰ کے مطابق یہ قانون اسلامی رہ سکتا ہے؟؟

جب مجتہدین کیلئے ایک نص کی مخالفت ناجائز اور کفر ہے تو کیا شیخ رشید جیسے زانیوں اور زرداری جیسے ڈاکوؤں کے لئے پوری شریعت کی مخالفت جائز ہے؟؟ جب ایک مجتہد کی رائے اور قیاس نص کے خلاف قانون کا درجہ حاصل نہی کرسکتی تو کیا ان رزیلوں کی رائے قانون بن سکتا ہے؟ کیا یہ ڈاکو اور زانی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی بہتر ہیں؟ العیاذ باللہ۔اور جب ان خبیثوں کا قول نص کے خلاف قانون بن سکتا ہے اور مجتہدین کا نہیں تو معلوم ہوا کہ اس نظام نے ان پارلیمنٹ والوں کو مجتہدین سے بھی اعلیٰ درجہ عطا کیا ہے جو کہ شارع کا ہے کیونکہ مجتہد کا کام حکم کا اظہار ہے نہ یہ کہ مجتہد حکم بناتا ہے اس لئے وہ رائے دینے میں قرآن وحدیث کا پابند ہوتا ہے جبکہ یہ لوگ قانون سازی میں آزاد ہوتے ہیں گویا کہ یہ لوگ ہمارے اوپر شارع بن کر بیٹھے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۔ پاکستانی فوج نفاذِ شریعت کی وجہ سے ہمارے خلاف لڑتی ہے۔

یہ ناپاک فوج ہمارے خلاف صرف مہاجرین کی نصرت اور شریعت کی نفاذ کی وجہ سے لڑتی ہے جیسے جب سوات میں ان کو معاہدہ توڑنا تھا اور آپریشن کرنا تھا لیکن اس کے لئے طالبان کے سر پر ایک ایسے جرم تھوپنے کی ضرورت تھی جس کے ذریعے اس آپریشن کا جواز بن سکے، تو پورے سوچ وبچار کے بعد انہوں نے طے کیا کہ کسی شرعی حد یا تعزیر کو ان کا جرم ٹھہرایا جائے تو یہ آپریشن شروع کرنے کے لئے سب سے بڑا اور مؤثر سبب ہوگا، کیونکہ ان کے ہاں شرعی احکامات کا نفاذ سب سے عظیم جرم ہے اس لئے انہوں نے ایک جعلی ویڈیو جاری کی کہ طالبان ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کی سزا دے رہے ہیں اگر یہ ویڈیو ثابت بھی ہو جائے تو کیا اس کی وجہ سے آپریشن شرعی تعزیر اور سزا کا واضح انکار نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر اس وجہ سے سوات مجاہدین کے خلاف بد ترین آپریشن خود ان کے اقرار کے مطابق شریعت کے خلاف لڑنا نہیں ہے۔ **شهدوا على انفسهم بالكفر** جب شریعت کے خلاف لڑتے ہیں تو پھر ان کا کیا حکم ہونا چاہئے؟

۲۔ ہر وقت یہ بد بخت میڈیا پر بیانات جاری کرتے ہیں کہ طالبان کا وہ نظام ہمیں قبول نہیں جس میں لوگوں کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں، کوڑے مارے جاتے ہیں اور قصاصا قتل کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ شریعت کا انکار نہیں ہے؟ اور کیا یہ لوگ امام بخاری رحمہ اللہ کے اس ترجمۃ الباب کا مصداق نہیں ہیں (باب من ابی قبول الفرائض ونسبوه الی الردة)؟؟

۳۔ پارلیمنٹ کی ایک وزیر عورت فوزیہ وہاب نے میڈیا پر بیان دیا کہ طالبان ہم کو پتھر کے دور میں لے جانا چاہتے ہیں، یعنی اسلامی نظام کو پتھر کے دور کا نظام قرار دیا اور اسے جدید تقاضوں کو پورا کرنے میں قاصر نظام قرار دیا کیا یہ اسلامی نظام کا مذاق نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر اس عورت کا کیا حکم ہے؟ اور اس نظام اور آئین کا کیا حکم ہے جس نے اس کو اور اس کی طرح سینکڑوں بدمعاشوں کو اس طرح شریعت کا کھلا مذاق اڑانے کی اجازت دی ہے؟ اور اس عدلیہ کا کیا حکم ہے جو عدلیہ کی توہین کرنے والا اگر وزیر اعظم بھی ہو تو اسے مجرم قرار دیتا ہے لیکن شریعت کی اس طرح کے توہین کرنے والے مجرم کو قانونا تحفظ فراہم کرتا ہے بلکہ توہین رسالت ایکٹ کو کالا قانون کہنے والے ملعون سلمان تاثیر کو بے گناہ شہید اور اس کے قاتل ممتاز کو غازی کہنے کے بجائے مجرم قرار دیتا ہے اگر اس طرح ملعون کا قتل شرعا واجب یا جائز ہے تو کیا اس کو جرم قرار دینا تحریم الحلال بلکہ تحریم الواجب نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر تو یہ لوگ اس فتوے کا مصداق بنتے ہیں: (والانسان متى حلل الحرام المجمع عليه اوحرم الحلال المجمع عليه صار كافرا مرتدا باتفاق الفقهاء) (مجموع الفتاوى)

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ طالبان کلمہ پڑھنے والوں کے خلاف لڑتے ہیں تو کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلمہ گو لوگوں کے خلاف قتال نہیں کیا؟ حالانکہ وہ لوگ نماز بھی پڑھتے تھے، روزے بھی رکھتے تھے اور حج بھی ادا کرتے تھے، اگر وہ انکار کرتے تھے تو صرف زکوۃ کی ادائیگی سے انہوں نے انکار کیا تھا جبکہ یہ بد بخت تو پورے اسلامی نظام کی اقامت سے انکار کرتے ہیں۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی قیادت میں جب افغانستان میں تحریک طالبان کھڑی ہوئی اور جہاد شروع ہوا تو اس وقت وہ جہاد امریکا کے خلاف تھا؟ یا روس کے خلاف؟ بلکہ وہ جہاد شروع سے آخر تک کلمہ گو حکومت کے خلاف ہی تو تھا، نہ صرف کلمہ گو بلکہ وہ لوگ پابند صوم وصلوۃ علماء اور فضلاء بھی تھے بلکہ وہ سابقہ مجاہدین تھے جنہوں نے روس کی شکست میں اہم کردار ادا کیا تھا، آپ حضرات ہی نے امیر المؤمنین کو انکے خلاف فورا جہاد کا فتوی دیا، ان کی جنگ کو جہاد کہا، ان کے مقتولین کو شہداء قرار دیا اور خود ان کو امیر المؤمنین کے مبارک لقب سے نوازا، وجہ صرف یہی تھی کہ امیر المؤمنین جس جگہ کو قبضہ میں لیتے وہاں فورا پوری طرح اسلامی نظام نافذ کرتے تھے۔

اور اگر کوئی یہ کہے کہ وہ لوگ تو باغی تھے اس لئے امیر المؤمنین کی ان کے خلاف جنگ جائز تھی تو یہ جواب درست نہیں ہوگا کیونکہ بغاوت کے باب میں مسئلہ یہ ہے کہ جب دو خلیفہ بیعت لینا شروع کریں تو دوسرے کو قتل کیا جائے گا نہ کہ پہلے کو، چنانچہ حدیث شریف میں ہے: **اذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما كائنا من كان**؛ اور ہمیں معلوم ہے کہ اس سے پہلے مجاہدین کے شوری نے برہان الدین ربانی کو افغانستان کا صدر مقرر کیا تھا تو ظاہر ہے کہ وہ پہلا امیر ہوا اور امیر المؤمنین حفظہ اللہ آخر۔ لیکن علماء نے امیر المؤمنین کے حق میں صرف اس وجہ سے فتویٰ دیا کہ وہ شریعت مطہرہ کو بالفعل نافذ کرتے تھے، اور اگر یہ کہا جائے کہ ربانی کے خلاف تو جنگ جاری تھی اس لئے وہ امیر نہیں ہوسکتا کہ اس پر اتفاق رائے نہیں تھا تو وہ تو امیر المؤمنین کے خلاف بھی امارت اسلامیہ کے سقوط تک جاری تھا۔

اب اگر ادھر افغانستان میں اقامتِ شریعت کے لئے کلمہ گو عالم اور مجاہد کے خلاف بھی لڑنا جائز اور جہاد ہے تو ادھر پاکستان میں کلمہ گو جو نہ عالم ہے اور نہ مجاہد، فساق اور فجار بلکہ کفار ومرتدین وزنادقہ شیعہ وقادیانیوں پر مشتمل فوج کے خلاف لڑنا ناجائز اور حرام کیوں ہے؟ اور یہ کیونکر دہشتگردی اور شدت پسندی کہلاتا ہے؟ کیا صرف سرحد کے اس پار اور اُس پار کی تبدیلی سے فتاوی میں اتنی بڑی تبدیلی آتی ہے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ افغانی اور ہندوستانی شراب حرام ہو اور پاکستانی حلال ہو اس لئے کہ ہمارا قومی شراب ہے؟ **أكفاركم خير من أولئكم أم لكم براءة في الزبر؟** (سورۃ قمر)

گرامی قدر علماء کرام! ہمیں ایک دن ضرور رب العالمین کے سامنے پیش

ہونا اور اُس کو جوابدہ ہونا ہے، کیا جواب ہوگا ہمارے پاس اگر پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاقوں سے آئے مہاجرین ومہاجرات فی سبیل اللہ حوض کوثر پر پیش ہوکر محبوب خدا ﷺ سے ہمارے خلاف شکایت کردیں کہ ان کے ملک میں ہم فقط تیرے دین کی وجہ سے کفار ومرتدین کے ہاتھوں قتل اور گرفتار ہوئے، عورتوں کی عصمتیں لوٹی جاتی رہیں اور یہ چین سے اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے رہے، کوئی نہیں تھا جو ہماری فریاد سنتا، خدا جانے کہ اس وقت ہمیں محبوب خدا ﷺ کی طرف سے حوض کوثر کا پانی نصیب ہوگا یا نہیں؟

ہماری آپ سے دردمندانہ اپیل یہ ہے کہ ہم آپ کے اپنے اور آپ ہمارے ہیں، ہم اپنی گردنیں کٹوا رہے ہیں، ہم نے اعلاء کلمۃ اللہ اور قانون الٰہی کے لئے سب کچھ تج دیا ہے، خون کی دریائیں عبور کررہے ہیں، اس کفری نظام کو الحمد للہ جڑوں سے ہلا چکے ہیں، اس کی مضبوط عمارت میں دراڑیں پڑ چکی ہیں، آیئے آگے بڑھ کر ہمارے سروں پر اپنا مبارک ہاتھ رکھیں، اس ظلم اور کفر کے خلاف آوازِ حق بلند کریں اور اس کی برائی کو عوام الناس کے سامنے آشکارا کرکے ان کو اس اندھیرے سے نکالیں۔

اے علماء حق! خلافت علی منہاج النبوۃ کے طلب گاروں کی یہ مختصر سی جماعت آپ کا قیمتی اثاثہ ہے، یہ اس طاغوتی نظام کے خاتمے، ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور مدارس ومساجد کی حفاظت و بقا کا ضامن ہے، میڈیا اور منافقین کے جھوٹے پروپیگنڈوں سے نکل آئیں، ان کا ساتھ دیں اور اس مکروہ اور طاغوتی سسٹم سے اپنی اور مسلمانوں کی جان چھڑائیں۔

ہم تو چھوٹے ہیں، بوقتِ مجبوری کلمہ ءکفر کہنا بھی ہمارے لئے جائز ہے لیکن آپ تو بڑے ہیں، امت کے مقتدا ہیں، آپ کی خاموشی اور آپ کا بیان دونوں عوام الناس اور آئندہ نسلوں کے لئے دلیل کا درجہ رکھتی ہے لہذا آپ کو تو عزیمت ہی پر عمل کرنا ہوگا، تاریخ کی کتابوں میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا واقعہ ہمیشہ کیلئے علماءِ حق کے لئے روشن نمونہ بن کر محفوظ ہے جب آپ جیل میں تھے تو امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ آپ کے پاس جیل میں ملاقات کیلئے تشریف لائے اور یہ وہ دن تھا کہ جس دن حکومت نے آپ رحمہ اللہ کو شہید کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، تو امام مروزی رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے کہا کہ: حضرت! آج فقط اپنے آپ کو بچانے کے لئے خلق قرآن کا زبانی اقرار کرلیں، عقیدہ تو ویسے بھی آپ کا یہ نہیں ہے، تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا تم ذرا جیل سے باہر جاکر ان لوگوں سے پوچھ لو جو جیل کے باہر جمع ہیں کہ یہ لوگ کس چیز کا انتظار کررہے ہیں، امام مروزی رحمہ اللہ جب باہر گئے تو ہزاروں لوگ جمع تھے، امام مروزی رحمہ اللہ نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کیا کررہے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ آج امام احمد رحمہ اللہ کا آخری دن ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے بارے میں ان کا آخری قول کیا ہوگا، امام مروزی رحمہ اللہ واپس امام احمد کے پاس آئے اور لوگوں کے جمع ہونے کا مقصد بیان کیا، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کیا آج میں وہ غلط بات کرلوں جو میرے بعد لوگوں کیلئے دلیل بن جائے، حالانکہ خلقِ قرآن کا مسئلہ جتنا بھی بڑا ہو لیکن علماء نے آج تک متفقہ طور پر معتزلہ کے اوپر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا ہے، لیکن پھر بھی ہمارے ائمہ کرام اور ہمارے اسلاف بوقتِ مجبوری بھی کوئی ایسا چھوٹا کام رخصت سمجھ کر ایسا نہیں کرتے تھے جو بعد میں آنے والوں کے لئے دلیل بن جائے۔

فرحمہم اللہ ونور اللہ قبورہم آمین۔

ہم اپنے محترم علماءِ کرام کی خدمت میں انتہائی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ جمہوری نظام کے فتنہ وفساد، اس حکومت کے کفر وارتداد اور اقامتِ دین وخلافت علی منہاج النبوۃ کو مسلمانوں پر خوب واضح فرمائیں۔

جزاكم الله خيرا وحفظكم من الشرور والفتن

نوٹ: ہم اس خط کے جواب میں آپ کے ارشادات کے منتظر رہیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

28\5\1433-20-4-2012 جمعۃ المبارک

تحریکِ طالبان پاکستان

قال رسول الله صلى اللهُ عليه و سلم: لا يزالُ الجهاد حلواً حضرا ما قطر القطرُ من السماءِ و سيأتي على الناس زمان يقول فيه قراء منهم: ليس هذا بزمانِ جهاد فمن ادرك ذالك الزمان فنعم زمانُ الجهاد، قالوا يا رسولُ الله او احد يقول ذلك قال: نعم من لعنهُ الله و الملئكةُ والناس اجمعون ـ (ابن عساكر) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد برابر تروتازہ رہے گا جب تک کہ آسمان سے بارش ہوتی ہو اور عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جو پڑھے لکھے لوگ ہونگے وہ کہینگے کہ یہ جہاد کا زمانہ نہیں، حالانکہ جس نے اس زمانے کو پایا تو وہ جہاد کے لئے بہترین زمانہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کوئی ایسا بھی کہہ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! وہ شخص یہ بات کہے گا جس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

امیر محترم کمانڈر حکیم اللہ محسود صاحب دامت برکاتھم العالیہ کا خصوصی اور تفصیلی انٹرویو

گزشتہ دنوں امیر محترم کیساتھ احیائے خلافت کا ایک تفصیلی انٹرویو ہوا، جس میں انکی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر کافی تفصیلی بحث ہوئی، تنظیمی امور کے علاوہ انکی ذاتی زندگی کے بارے میں بھی کافی معلومات سامنے آئیں، انٹرویو کا ہر لفظ ایسے قیمتی اسباق پر مشتمل ہے جن میں ایک مجاہد اور ایک طالب حق کے لئے منزل مقصود تک پہنچانے والی ایسی ہدایات ہیں جو کہ نشانِ منزل کا کام دیتی ہے۔ اور مشکلات و مصائب کے اس دور میں انکی زندگی اور عزائم مشکلات کو خندہ پیشانی سے جھیلنے کا درس دیتی ہے۔ یہ امیر محترم کا پہلا تفصیلی انٹرویو ہے جو منظر عام پر آرہا ہے، اس سے پہلے امیر محترم نے کسی ادارے کیساتھ تفصیلی انٹرویو نہیں کیا تھا۔ عنقریب اس انٹرویو کی ویڈیو بھی جاری کی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انٹرویو سے پوری طرح مستفید فرمائے۔ (آمین)

احیائے خلافت: السلام علیکم ورحمة اللہ

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

احیائے خلافت: اگر مناسب ہو تو تنظیمی اور جماعتی امور سے پہلے آپکی ذاتی زندگی کے بارے میں مختصر گفتگو ہوجائے۔ آپ اپنی پیدائش، تعلیم وتربیت اور آبائی علاقہ کے بارے میں مختصراً کچھ ارشاد فرمایئے۔

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یاایھاالذین آمنو استعینو ابالصبر والصلوة۔

میرا نام حکیم اللہ محسود ہے، ۱۹۷۹ء میں جنوبی وزیرستان کے گاؤں کوٹکی میں میری پیدائش ہوئی ہے۔ کوٹکی میرا آبائی علاقہ ہے، اور جنوبی وزیرستان کا ایک دوسرا علاقہ بدر میں، ہم سردیوں کے موسم میں چلے جاتے تھے۔

میں نے... ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں قائم ایک دینی مدرسے میں حاصل کی، وہاں میں... دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی حاصل کرتا تھا، چنانچہ اس مدرسے میں میں نے... ناظرۂ قرآن کریم پڑھا اور پھر درجہ ثانیہ تک دینی کتب بھی اسی مدرسے میں پڑھی۔ اسی طرح نویں جماعت تک عصری تعلیم بھی وہاں حاصل کی، اس کے بعد میں دینی تعلیم کے حصول کی خاطر... فیصل آباد چلا گیا جہاں میں نے جامعہ امینیہ جانیوالہ میں داخلہ لیا، وہاں کچھ عرصہ تک پڑھتا رہا اور پھر ضلع ہنگو میں... مولانا محمد امین اورکزئی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، کچھ عرصہ انکی خدمت میں رہنے کے بعد ڈی آئی خان میں واقع... مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ جبکہ حصول علم کی خاطر میرا آخری سفر... ضلع صوابی کی طرف ہوا۔

احیائے خلافت: جہاد میں آپ کی آمد کب اور کیسے ہوئی؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: امارتِ اسلامی کی سقوط سے پہلے میں نے دو(۲) دفعہ راہِ جہاد میں نکلنے کا قصد کیا، لیکن ہر بار مجھے یہ کہا گیا کہ ابھی آپ کی داڑھی نہیں آئی ہے اور... امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی طرف سے یہ امر ہے کہ جس کی داڑھی نہ ہو اسے تاحال جہاد... میں عملی حصہ نہیں لینا چاہئے اسی وجہ سے مجھے دوبار واپس کیا گیا اور میرے دیگر ہم عمر ساتھیوں کو اجازت ملی کیونکہ وہ اگرچہ عمر میں میرے برابر تھے، لیکن قدرتی طور میری داڑھی اس وقت ظاہر نہیں ہوئی تھی اور انکی داڑھیاں آئی تھیں۔

اسی دوران کشمیر میں جہاد کرنے والے تنظیموں سے وابستہ چند ساتھیوں نے مجھے دعوت دی کہ آپ ہمارے... ساتھ چلئے، تربیت کے بعد آپ کشمیر میں جاکر ہندوؤں سے لڑیں گے، لیکن میرے دل میں ایک کھٹکا رہتا کہ اگر بالفرض ہم... کشمیر کو آزاد بھی کرلے تو وہاں تو پھر بھی... پاکستانی نظام رائج ہوگا جو کہ خود ایک غیر اسلامی نظام ہے۔ اسی وجہ سے میں نے اس جہاد میں شرکت نہیں کی۔

اسی عرصہ میں امریکہ پر حملہ ہوا اور یہ باتیں گردش کرنے لگی کہ امریکہ افغانستان پر حملہ کرنے والا ہے، اس دوران لوگ یہ دعائیں کرتے کہ امریکہ حملہ نہ کردے تو بہتر ہوگا کہ امارت اسلامی بچ جائیگی، لیکن میری... کیفیت اس وقت بالکل مختلف تھی، ایک طرف امارتِ اسلامی کیساتھ دیرینہ محبت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں... امریکی حملے کے حق میں ہوجاؤں جبکہ دوسری طرف جذبات کی لہریں میرے ذہن میں گردش کررہی تھی کہ اگر امریکہ حملہ کردے تو پھر سب پر جہاد فرض ہوگا اور کوئی... مجھے اس بہانے جہاد سے نہیں روک سکے گا کہ میری داڑھی نہیں ہے۔ اب اسے میں جوانی کا جوش کہوں یا شوقِ جہاد!

> امارتِ اسلامی افغانستان کے قیام کے عرصہ میں، میں نے دو دفعہ جہاد پر نکلنے کا ارادہ کیا لیکن ابھی تک داڑھی نہ آنے کی وجہ سے ہر بار مجھے واپس کیا

امریکہ نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو اس... وقت میں مدرسہ میں پڑھ رہا تھا اور اس کے بعد میں نے تعلیم کو خیر باد کہا اور ہمارے... علاقے میں جو مہاجرین افغانستان... سے آئے ہوئے تھے، انکی خدمت میں مصروف ہوگیا۔ حملے کے بعد چھ سات مہینے... تک ایک پروپیگنڈہ چل رہا تھا کہ امریکیوں پر اگر کوئی فائر کرے تو گولی واپس اسی کی طرف آتی ہے اور امریکی ہیلی کاپٹر فضاء سے

...کلاشنکوف چھین لیتے ہیں،اسی وجہ سے ..شروع میں بہت سارے لوگ ان پروپیگنڈوں کی وجہ سے پریشان تھے۔پھر چھ سات ماہ بعد امریکیوں پر حملے شروع ہوئے اوران ابتدائی جنگوں میں ...امیر شہید بیت اللہ محسود رحمہ اللہ نے حصہ لیا،اور انہوں نے...خوست اور...لواڑہ کے محاذوں پر دادِشجاعت پیش کی۔

اسی اثناء میں محسود قبائل کے کچھ بیس، پچیس ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ اپنا کوئی امیر بنالیں،انہوں نے جاکر...مولانا معراج الدین صاحب سے مشورہ کیا کہ آپ ہمارے امیر بن جائیے،انہوں نے کہا کہ...ابھی ابھی میرا ایک بھائی افغانستان میں...شہید ہو چکا ہے اور گھر کی تمام ذمہ داریاں میرے سر پر ہیں اسی طرح انہوں نے یہ عذر بھی پیش کیا کہ میں...درس وتدریس میں مشغول ہوں،اس لئے یہ میرے لئے مشکل ہے ،البتہ میں آپ لوگوں کو ایک ایسے شخص کا پتہ بتا دیتا ہوں جو کہ اس بات کے لئے... بالکل مناسب ہے کہ وہ آپ لوگوں کی امارت...کر سکے کیونکہ میں نے انہیں بہت اعلیٰ صفات سے...متصف پایا ہے،وہ طالب علم شمالی وزیرستان میں مدرسہ نظامیہ میں پڑھتا ہے اور اس کا نام...بیت اللہ...ہے۔

یہ لوگ جب بیت اللہ امیر صاحب محترم کے پاس چلے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں...قیادت وسیادت تو نہیں کرسکتا البتہ اگر کوئی...جہاد کی خدمت ہو تو...میں اس کے لئے...تیار رہوں،اس وقت تک محسود کے جتنے مجاہدین تھے ان میں سے بہت کم امیر صاحب محترم سے...متعارف تھے کیونکہ امیر صاحب کا گھر...بنوں میں تھا اور شمالی وزیرستان...میں وہ پڑھتے تھے،اسی وجہ سے بہت کم لوگ ان سے متعارف تھے۔

لیکن آخر کار...امیر صاحب کو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ وہ امارت سنبھال لیں،امیر بننے کے تقریباً...۲۰ دن بعد آپ نے مشی کنڈاؤ (خوست) میں افغان آرمی پر...شب خون مارا گیا۔دوسری جنگ پھر شکئی میں لڑی،اور جب وہ تیسری...دفعہ میدان جہاد میں نکلے تو امیر صاحب کے...نائب عبداللہ (یہ وہ مشہور عبداللہ محسود نہیں ہے جنہیں حکومتِ پاکستان نے بلوچستان میں شہید کیا، بلکہ یہ ایک اور مجاہد تھے) اس جنگ میں شہید...ہو گئے اور امیر محترم کی گاڑی کو بھی حادثہ پیش آیا جس میں امیر صاحب کا ایک ہاتھ...ٹوٹ گیا۔افغانستان کے ان سرحدی علاقوں پر تقریباً دو سال تک حملے جاری رہے،اسکے بعد پاکستان نے...جنوبی وزیرستان میں آپریشن شروع کیا اوراس آپریشن کا دائرہ محسود قبائل...تک بھی بڑھایا،اسکے بعد ہم نے حکومتِ پاکستان کے خلاف... جہاد...کا آغاز کیا جو کہ الحمدللہ...تا حال جاری ہے۔اورہمیں اسمیں پوری طرح...اطمینان حاصل ہے۔

مولانا معراج الدینؒ نے محسود مجاہدین کو مشورہ دیا کہ آپ ایک شخص کو اپنا امیر بناؤ جو کہ بہت اعلیٰ صفات کیساتھ متصف ہے، وہ طالب علم شمالی وزیرستان میں مدرسہ نظامیہ میں پڑھتا ہے اور اس کا نام ''بیت اللہ'' ہے۔

احیائے خلافت: آپ نے شروع میں بتایا کہ میں نے اپنے علاقے میں مہاجرین کی خدمت شروع کی، یہ مہاجرین...صرف افغانستان...کے مقامی تھے یا ان میں دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والے...مہاجرین بھی تھے؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: یہ مہاجرین افغانستان کے مقامی بھی تھے اور دیگر ممالک کے مجاہدین بھی ان میں شامل تھے،ہم ان کے لئے گھر ڈھونڈتے اور انکی دیگر ضروریات......کو پورا کرتے،ان میں سے اکثر ایسے تھے جو بعد میں اپنے ممالک کی طرف چلے گئے اور کچھ تا حال میدانِ جہاد میں لڑ رہے ہیں۔

احیائے خلافت: افغان جہاد میں آپ نے کبھی حصہ لیا ہے؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: افغان جہاد میں میں نے دو طرح سے حصہ لیا ہے ایک سرحدی پوسٹوں پر......تعارض (حملہ) کرنا اور دوسرا افغانستان کے داخل میں تشکیل،خوست پکتیا، پکتیکا......اور کنڑ کے سرحدات پر میں نے جنگیں لڑی ہیں،اسی طرح......صوبہ ننگرہار کے سرحدی پوسٹوں پر بھی مجھے......الحمد للہ حملے کرنے کی توفیق ملی ہے۔

اور جہاں تک افغانستان کے اندر تشکیلات......کا تعلق ہے تو اسکی مختصراً تفصیل یہ ہے کہ افغانستان کا ایک علاقہ ہے بیرمل...... جہاں امریکی کانوائے آتے......رہتے اور مجاہدین وہاں انکا انتظار کرتے،اسی غرض سے میں نے بھی وہاں ایک جگہ جسے ''منگرتی اور''رخا'' کہتے ہیں، میں تقریباً ۲۸،۳۰ دن گذارے۔پھر وہاں سے ......ہماری تشکیل غزنی کی طرف ہوئی جہاں میں نے ۲۴، ۲۵ دن گزارے۔اسی طرح ہلمند کی طرف بھی میری......تشکیل ہوئی۔ان دنوں ہلمند میں سنگین ولسوالی امریکیوں کے قبضہ میں تھی اور باقی ہلمند......طالبان کے زیر تسلط تھا،......ملا داد اللہ رحمہ اللہ اور کمانڈر عبدالمنان......کے بہت سارے ساتھی ان دنوں وہاں موجود تھے اور ہلمند کا جو مسئول......تھا اس کا نام......ملا مشر تھا۔عبداللہ محسود رحمہ اللہ بھی ان دنوں ہلمند میں تھا۔میں نے تقریباً دو مہینے وہاں گزارے، پھر میں اور عبداللہ محسود شہید رحمہ اللہ ......نے اکٹھے واپسی کا فیصلہ کیا،لیکن ان دنوں پاکستانی ذرائع ابلاغ میں ایک بات مشہور ہوئی کہ بیت اللہ محسود کے ساتھی حکیم اللہ محسود گرفتار کئے گئے۔پھر ہم نے مشورہ کیا تو عبداللہ شہید نے مجھے مشورہ دیا کہ جدا جدا سفر کرنا چاہئے،لہٰذا میں پہلے روانہ ہوا اور ہلمند سے براہچہ کے مقام تک آیا پھر وہاں سے میں گردی جنگل کے علاقہ میں آیا ،وہاں سے کوئٹہ،ژوب کے راستہ سے ہوتا ہوا اپنے علاقے جنوبی وزیرستان پہنچا۔پھر جب......عبداللہ محسودؒ نے سفر شروع کیا تو اس وقت کے وزیر داخلہ......آفتاب شیر پاؤ کے......حکم سے پولیس اور فوج نے انہیں محاصرہ کر کے شہید کیا،عبداللہؒ محسود ایک لمبا عرصہ ہلمند......میں گزار چکا تھا اور امریکیوں کے خلاف جہاد میں ایک سال سے زیادہ عرصہ گزار چکے تھے،لیکن ان ظالموں نے انہیں بلوچستان......میں

جہاد...... کے جرم میں شہید کیا۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائے۔

احیائے خلافت: بانئ تحریک بیت اللہ محسود رحمہ اللہ کیساتھ آپکی خصوصی رفاقت تھی، انکی کوئی خاص بات جو آپ نے نوٹ فرمائی ہو؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: امیر صاحب کیساتھ میری دیرینہ رفاقت تھی، اللہ تعالیٰ نے ان میں اتنے صفات بیک وقت جمع فرمائے تھے کہ وہ...... بمشکل کسی انسان میں جمع ہو سکتے ہیں، میں اکثر ساتھیوں سے کہا کرتا ہوں کہ امیر صاحب ایک...... جہان تھے کہ جہان میں بہت سارے صفات جمع ہوتے ہیں اسی طرح امیر صاحب...... میں بھی بہت سارے اعلیٰ صفات جمع تھیں، لیکن مجھے انکی جن ......صفات کا اکثر مشاہدہ ہوتا ان میں ایک صفتِ سخاوت...... ہے کہ امیر صاحب ایک سخی انسان تھے، میں نے انہیں طالب علمی کے زمانہ...... میں بھی دیکھا تھا اور بعد میں بھی دیکھا ہے لیکن آپ نے کبھی دنیاوی مال ومتاع کو کوئی حیثیت نہیں دی، اور ہر جگہ آپ اپنے...... ساتھیوں پر اپنی طرف سے خرچ کرتے ، مدرسہ میں آپ کے کمرہ میں ہر وقت طلبہ...... کی آمد رہتی اور آپ کے پاس جو کچھ ہوتا اس سے انکی ضیافت فرماتے۔ دوسری صفت جو میں نے محسوس کی وہ...... توکل کی تھی، کہ آپ بہت متوکل...... انسان تھے، بہت سارے امور ایسے تھے کہ جنہیں ہم جنون سمجھتے لیکن آپ اللہ کا نام لیکر اسکی...... ابتداء فرماتے۔ ایک اہم صفت ان میں یہ تھی کہ آپ دنیا سے بالکل...... بے رغبت تھے۔ اسی طرح بہت سارے ساتھیوں نے آپ کی ذات میں جو ایک بات نوٹ کی تھی وہ آپ کی استقامت اور شجاعت تھی۔ ایک دفعہ جنوبی وزیرستان میں...... فوج کے خلاف ہماری جنگ جاری تھی اور دورانِ جنگ آپ ایک چوٹی پر چڑھ ......کر ساتھیوں کو ہدایات دے رہے تھے، ہم جب اس پوائنٹ پر پہنچے تو امیر صاحب کو اس حال میں پایا کہ آپ کے پاؤں میں صرف چپل تھے، جوتے اور جراب کچھ نہیں پہنا تھا اور سردی کی وجہ سے...... کانپ رہے تھے، ساتھیوں نے بہت اصرار کیا کہ آپ یہاں سے اُتر جائیے لیکن انہوں نے انکار کیا، ہم نے اس ...... پوائنٹ پر تین گھنٹے گزارے اور ایسی حالت ہوئی جو برداشت سے باہر تھی، لیکن امیر صاحب محترم تین دن اور تین رات سے وہاں موجود تھے اور صرف ایک...... خیمہ لگایا تھا جو اس شدید سردی کا مقابلہ کرنے کے لئے بالکل ناکافی تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ وہاں اس سخت سردی میں مستقل مزاجی کیساتھ بیٹھے رہے۔

احیائے خلافت: امیر محترم کے ساتھ آپ کی خاندانی رشتہ داری تھی؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: نہیں، امیر محترم میرے رشتہ دار نہیں تھے، البتہ دونوں کا تعلق محسود قبیلے سے تھا، پھر محسود کے اندرونی تقسیم میں بھی انکا قبیلہ ہمارے قبیلے سے کافی دور جا کر ملتا ہے۔

احیائے خلافت: تحریک طالبان پاکستان کے امیر بننے سے پہلے آپ نے کن کن عہدوں پر خدمات انجام دیں ہیں؟

افغان جہاد میں میں نے مختلف محاذوں پر حصہ لیا، بیرمل غزنی اور ہلمند کے اسفار کیئے

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: میں تحریک کی ابتداء سے امیر محترم کے شانہ بشانہ رہتا، شروع میں میں امیر محترم کا...... ذاتی خزانچی تھا اور امیر صاحب کی آمدن اور اخراجات کی تفصیلات میرے ذمہ ہوتی، اسی طرح امیر صاحب نے کافی عرصہ مجھے اپنے ساتھ بطور ڈرائیور بھی رکھا۔ اسی طرح میں امیر صاحب کی طرف سے شروع میں...... ذوالفقار محسود کے نام سے ترجمانی بھی کرتا تھا، اور مختلف اداروں، اخبارات، ٹی وی چینلز اور ریڈیو اسٹیشنوں سے میری گفتگو ہوتی تھی۔

احیائے خلافت: کیا دیگر قبائل کی طرف کبھی آپ کی تشکیل ہوئی ہے؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: ہاں! دیگر قبائل کی طرف میری تشکیل ہوئی ہے، اور اسکی صورت یہ بنی کہ میں نے امیر محترم کیساتھ مشورہ کیا کہ ہمیں چاہئے کہ دیگر قبائل ......میں اپنے دعوتی کام کو پھیلائے تاکہ وہاں بھی جہاد پاکستان کے لئے ساتھی تیار ہو جائیں، اس مشورہ کو انہوں نے پسند...... فرمایا اور اس غرض سے میرا پہلا سفر مہمند ایجنسی کا ہوا، جہاں بھائی عمر خالد حفظہ اللہ پہلے سے تحریک کے مسئول تھے اور ان سے ہماری ملاقات جنوبی وزیرستان میں ہوئی تھی جب انہوں نے یہاں کا دورہ کیا تھا ۔ جب میں مہمند ایجنسی پہنچ گیا...... تو اس سے ایک دن پہلے مولانا لیاقت صاحب رحمہ اللہ کے مدرسہ پر بمباری ہوئی تھی۔ ان دنوں لوگ مہمند ایجنسی میں پاکستانی جہاد...... کے لئے راہ ہموار ہونے کو جوئے شیر لانے کے مترادف سمجھتے تھے، لیکن الحمدللہ پھر وہاں اتنے ساتھی اس قافلہ میں شامل ہوگئے...... جو ہمارے تصور سے بھی باہر تھے۔

نیٹو سپلائی لائن پر ہم نے کامیاب کاروائیاں کی، ایک مشترکہ کاروائی میں نیٹو کے ۲۵۰ ٹینکر جلائے۔

میرا دوسرا سفر بھی مہمند ایجنسی...... کی طرف ہوا، اس سفر میں میرا ساتھ دیا تھا بھائی عمران، بشیر اور مولانا عظمت اللہ صاحب نے، جبکہ میرا تیسرا سفر بھی مہمند کی طرف ہوا جہاں اب تک تقریباً ۲۵، ۳۰ ساتھیوں...... نے کام شروع کیا تھا، اسی سفر میں ہم نے ناوا پاس کے مقام پر افغان بارڈر پر تعارض (حملہ) کیا، جس میں دشمن کو الحمدللہ کافی نقصان پہنچا تھا۔

مہمند ایجنسی سے واپسی پر میں خیبر ایجنسی چلا گیا اور وہاں پر اپنی مرکزیں قائم کیں ، اسی طرح اورکزئی ایجنسی...... میں بھی مرکز قائم کیا، وہاں کے ساتھیوں کے ساتھ میرے پہلے سے تعلقات تھے۔ ایک مرکز میں نے کرم ایجنسی میں کھولا اور پھر کافی عرصہ تک میں ان تین ایجنسیوں میں مصروف رہا، اورکزئی کو مرکز بنا کر میں کبھی کاروائی

کی غرض سے خیبر جاتا اور کبھی کرم ایجنسی چلا جاتا اور ان تین ایجنسیوں ......کی مسئولیت میرے ذمہ تھی۔

امیر صاحب بیت اللہ محسودؒ کی شہادت سے دو ماہ پہلے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اورکزئی کے ساتھیوں کو لیکر جنوبی وزیرستان آجاؤں کیونکہ وہاں جنگ جاری تھی، اس امر کی تعمیل میں ہم اورکزئی سے روانہ ہوئے اور جنوبی وزیرستان میں اورکزئی کے ساتھیوں کے لئے ایک محاذ کھول دیا۔اسی اثناء میں امیر محترم بیت اللہ محسود رحمہ اللہ...... شہید ہوگئے۔انکی شہادت کے بعد اورکزئی ایجنسی میں ایک اجلاس کے دوران مجھ پر تحریک کی مسئولیت کی ذمہ داری ڈال دی گئی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے مجاہدین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور میرے ہاتھوں کفار کو شکست دے اور ہم سے مسلمانوں کو نفع پہنچے۔

احیائے خلافت: یہ بات مشہور ہے کہ نیٹو کی سپلائی لائن پر آپ نے کامیاب حملے کئے ہیں، ان حملوں کی ذرا تفصیل بتایئے؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: جب خیبر ایجنسی میں میری تشکیل ہوئی تو اس وقت نیٹو سپلائی کے خلاف کسی نے خاطر خواہ کاروائی نہیں کی تھی، کیونکہ وہاں کچھ لوگ ایسے تھے جو ان کاروائیوں کے حق میں نہیں تھے، لیکن ہم نے اللہ کا نام لیکر کام شروع کیا اور پھر الحمد للہ بہت ......کامیاب کاروائیاں ہوئی، ایک کاروائی وہ ہے جس میں ہمارے ساتھی اور القاعدہ کے ساتھیوں نے ملکر نیٹو کے ۲۵۰ ٹینکر جلائے تھے، اس کے علاوہ ان کاروائیوں میں ہمیں بہت سارا مالِ......غنیمت ہاتھ لگا، جس میں ٹینک، بکتر بند گاڑیاں اور دیگر قیمتی ساز و سامان شامل ہے۔اب بھی میری یہ خواہش ہے کہ پاکستان کے جتنے مجاہدین ہیں وہ اس سپلائی لائن کو توڑ دیں تاکہ......نہ کوئٹہ کے راستہ سے انکی سپلائی محفوظ ہو اور نہ طورخم......کے راستے سے۔

احیائے خلافت: جہاد میں آپ پر کوئی مشکل مرحلہ اگر آیا ہو تو اس کی ذرا تفصیل بتایئے۔

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: جہاد میں مشکلات کا پیش آنا ایک بدیہی بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک مشکل کام قرار دیا ہے، لیکن ایک بات ہے کہ جہاد......میں جو مشکلات پہنچتی ہیں وہ عارضی ہوتی ہیں اور دیگر مشکلات کی طرح ذہن میں انکا ٹھراؤ نہیں ہوتا، جہاد میں مجھ پر بھی بہت مشکل مرحلے گزرے ہیں، لیکن الحمد للہ......دل مطمئن ہوتا، اور جب کسی کاروائی میں زیادہ تکلیف پہنچتی تو واپس آکر دو تین......دن کے بعد وہ تکلیف بالکل ذہن سے نسیاً منسیاً ہوجاتی۔اور پھر بالکل تازہ دم ہوجاتا تھا۔

احیائے خلافت: تحریک طالبان پاکستان چار پانچ سال سے پاکستان میں لڑ رہی ہے، اس دوران بہت سارے مالی و جانی نقصانات کا فریقین کو سامنا کرنا پڑا، اس پوری دوڑ دھوپ اور ہنگامہ آرائی کے پیچھے کیا مقاصد کارفرما ہیں؟

امیر محترم: ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بن رہا تھا تو ہمارے بزرگوں کو یہ کہا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ ہے، یعنی جو ملک ہمیں ملے گا اس میں اسلامی نظام ہوگا لیکن بعد میں بدقسمتی سے پاکستان پر ان لوگوں کا قبضہ ہوگیا جو مغرب زدہ اذہان ...... کے مالک تھے اور انہوں ہمارے بزرگوں کی ان قربانیوں کو ضائع کیا اور اس ملک میں خالص سیکولر نظام لاگو کرنے کے درپے ہوگئے۔اور آج تک وہ لوگ اس محنت میں لگے ہوئے ہیں، لہٰذا ہمارا مقصد پاکستان میں اس نظام کو نافذ کرنا ہے جس کی خاطر یہ ملک بنایا گیا اور وہ ہے شریعتِ اسلامیہ......کا عملی نفاذ، لہٰذا ہم پاکستان کو اس بنیادی نقطے کی طرف لانا چاہتے ہیں جس کی خاطر یہ معرض وجود میں آیا تھا۔

احیائے خلافت: تحریک طالبان پاکستان کی سرگرمیاں آج کن علاقوں میں جاری ہیں؟

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم پاکستان کو اپنا گھر سمجھتے ہیں اور ہم قطعاً یہ بات نہیں چاہتے کہ یہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، ہم تو اس ملک میں وحدت اور اتفاق چاہتے ہیں

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: الحمد للہ تحریک کی سرگرمیاں پورے ملک میں جاری ہیں اور ہر ضلع و صوبہ میں ہمارے ساتھی موجود ہیں، جو مرکزی قیادت کے ہدایات کی روشنی میں ایک منظم انداز میں اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں، البتہ چند علاقوں......میں ہم نے اپنے ساتھیوں کو کہا ہے کہ وہ فی الحال خاموش رہے اور وقت آنے پر انشاء اللہ وہ اپنا کام انجام دینگے۔

احیائے خلافت: پاکستانی میڈیا بار بار یہ پروپیگنڈہ کر رہی ہے کہ تحریک طالبان پاکستان کو بھارت کی طرف سے تعاون مل رہی ہے، اور یہ لوگ بھارت کے اشاروں پر کام کر رہے ہیں، آپ اس بارے میں کچھ کہنا پسند کرینگے؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: پہلی بات یہ ہے کہ آجکل جنگ جس طرح میدانوں میں لڑی جاتی ہے، اسی طرح ذرائع ابلاغ بھی جنگ کا ایک لازمی حصہ ہے، تو یہ پاکستان کا ایک......مؤثر پروپیگنڈہ ہے جو ہمیں بدنام کرنے کے لئے کیا جارہا ہے اور چونکہ ذرائع ابلاغ پر انکا قبضہ ہے جس کا وہ بھرپور استعمال کر رہے ہیں اور تحریک کو ان جیسے الزامات سے بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دیگر قبائل کی طرف دعوت کی سلسلے میں میرا سب سے پہلا سفر مہمند ایجنسی کو ہوا

دوسری بات یہ ہے کہ پاکستانی فوج کرائے کی قاتل فوج ہے، جو امریکہ سے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر ڈالر وصول کرتی ہے اور پھر بے گناہ عوام کو شہید کرتی ہے، اور مسلمان بہنوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کرتی ہے، لہٰذا اب انکے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ اگر کوئی......کسی کو قتل کر رہا ہو تو ضرور اسے کچھ پیسے وغیرہ ملیں گے اور یہ انکو محال نظر آتا

ہے کہ کوئی للہ فی اللہ بھی اللہ کی رضا کی خاطر اپنی جان کے ٹکڑے ٹکڑے کرا سکتا ہے، لہٰذا یہ بات انکے اذہان کی سطح سے بلند ہے کہ......وہ اسکو سمجھ سکے۔

اور ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جس طرح پاکستان کا نظام کفری...... ہے اسی طرح ہندوستان کا نظام بھی کفری ہے، ہمارا اللہ تعالیٰ سے یہ عہد ہے کہ اگر ہمیں پاکستان میں اسلامی نظام کو نافذ کرنے کی توفیق ملی تو انشاء اللہ ہماری اگلی منزل بھارت ہوگی۔ اور انشاء اللہ وہاں بھی اسلامی نظام کو نافذ کرینگے۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ تاریخ میں جب بھی مسلمانوں نے کفار سے جہاد کے لئے مدد طلب کی ہے تو مسلمانوں کو اس جہاد کے کما حقہ فوائد نصیب نہیں ہوئیں اور جب مسلمانوں...... نے اپنے جان و مال سے اللہ کی راہ میں قربانی دی ہے، اس وقت پھر جہاد کے ثمرات بھی ظاہر ہوئے ہیں آج اگر تحریک اور امارتِ اسلامی کا جہاد ایک......مثمر اور معنیٰ خیز جہاد ہے تو اس کی یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے مال و جان......کو اللہ کی راہ میں پیش کررہے ہیں۔

احیائے خلافت: چند لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ تحریک سے اگر کوئی شخص کسی مسئلہ میں خالص علمی بنیادوں پر اختلاف کرے تو تحریک بجائے اس کہ اس عالم کے دلائل کا جواب دلائل سے دیں، اسے قتل کرڈالتی ہیں، کیا حقیقت ہے ان باتوں کی؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: میں نے پہلے یہ بات کہی کہ آجکل کی جنگوں میں میڈیا کا بڑا کردار ہوتا ہے، یہ بات اس لئے مشہور کی گئی ہے کہ علماء کرام کو تحریک سے بدظن کیا جائے ہم کسی عالم کے قتل کو صرف اس وجہ سے...... ہرگز جائز نہیں کہتے کہ وہ کسی مسئلہ میں تحریک سے مختلف رائے رکھتا ہے، ہماری تحریک ایک جہادی تحریک ہے اور جہاد قرآن کریم کا حکم، نبی کریم ﷺ کی سنت اور سلف و صالحین......کا طریقہ ہے لہٰذا اس جہاد کو ہم اسی طریقے پر کررہے ہیں جیسا کہ اللہ کا حکم، نبی ﷺ کی سنت اور اسلاف کا طریقہ ہے، اگر کوئی ہمارے ساتھ علمی مسائل میں اختلاف......رکھے تو اسے اس بات کا حق حاصل ہے، وہ اپنے دلائل پیش کریں ہم اپنے دلائل پیش کرینگے، اگر ان کے دلائل قوی ہوں تو پھر ہم اپنے موقف سے رجوع......کرینگے اور اگر ہمارے دلائل قوی ہوں تو پھر انہیں اپنے موقف پر نظر ثانی کرنا چاہیے۔ ہمارے سامنے تو فقہاءِ امت کی تاریخ موجود ہیں کہ انکے آپس میں کئی سارے فقہی اور فروعی مسائل میں اختلاف تھا لیکن انہوں نے ایک دوسرے کو تو قتل نہیں کیا تھا۔

احیائے خلافت: پاکستانی معاشرے میں ایک بات عام ہے کہ......تحریک طالبان پاکستان بے گناہ اور معصوم عوام کی دشمن ہے۔ اس بارے میں آپ کیا کہینگے؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: یہ حکومتِ پاکستان کا ایک پروپیگنڈہ ہے جو انہوں نے میڈیا کے ذریعے عوام الناس......میں پھیلایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم پاکستان کو اپنا گھر سمجھتے ہیں اور ہم قطعاً یہ بات نہیں چاہتے کہ یہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے، ہم تو اس ملک میں وحدت......اور اتفاق چاہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ نہ پھیلاؤ۔ ہم تو حقیقت میں افواجِ پاکستان اور پولیس کے بھی......دشمن نہیں ہیں، بلکہ ہم اس نظام کے خلاف ہیں کیونکہ یہ ایک کفری اور طاغوتی نظام ہے آج اگر اس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہوجائے اور کفریہ نظام کی خاتمہ کا اعلان......کیا جائے تو ہماری ان لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں، چہ جائیکہ ہم بے گناہ اور معصوم عوام کو قتل کریں۔ پاکستان میں جو مسلمان عوام ہیں وہ ہمارے...... بھائی ہیں اور جو کافر ہیں تو وہ اگر ہمارے نظام میں رہنا چاہے اور اسلام کی بالادستی کو قبول کریں تو انکی حفاظت اور انکے اموال کی حفاظت ہمارے فرائض میں سے ہوگی۔

احیائے خلافت: امارتِ اسلامی افغانستان کیساتھ آپ کے تعلقات کس نوعیت کے ہیں؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ جس طرح افغانستان کے طالبان...... کے امیر ہیں، اسی طرح وہ ہمارے بھی امیر ہیں۔ ہم انکی ہدایات کی روشنی میں جہاد کرتے ہیں اور افغانستان میں ہمارے ساتھیوں نے انکی قیادت میں بہت سارے جنگیں لڑیں ہیں۔

احیائے خلافت: چند ہفتے قبل فرانس کے ایک خبر رساں ادارے نے ایک رپورٹ شائع کی، جس میں یہ بات کہی گئی کہ تحریک طالبان پاکستان چند لوگوں کا ایک کمزور اتحاد ہے اور اندرونِ خانہ بہت سارے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ کیا تجزیہ کرینگے آپ اس رپورٹ کے بارے میں؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: یہ اس ادارے کی اپنی نظر ہے، اور جہاں تک تحریک کا تعلق ہے تو میں تو کہتا ہوں کہ ہم اسے اتحاد کہتے ہی نہیں، بلکہ یہ تحریک ہے اتحاد نہیں کیونکہ اتحاد شرائط اور مفادات کی خاطر ہوتا ہے اور جب ان مفادات کو زک پہنچتی ہے تو پھر وہ اتحاد باقی نہیں رہتا، جبکہ تحریک میں امیر کے ہاتھ پر بیعت ہوتی ہے جو بلاشرط ہوتی ہے امیر ایک شوریٰ...... سے مشاورت کرتا، اگر چاہے تو انکے مشورہ کو قبول کرلے اور اگر کسی مصلحت کے تحت اسے قبول نہ کرے تو اس بات کا اسے اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فاذا عزمت فتو کل علی اللہِ﴾ کہ مشورہ کرنا چاہئے لیکن جب امیر ارادہ کرے تو اسے اللہ کا نام لیکر اس کام پر توکل کرنا چاہئے۔ لہٰذا ہماری جماعت اتحاد نہیں، تحریک ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ الحمد للہ......تحریک آج تک ایک منظم انداز میں قائم ہے۔

احیائے خلافت: تحریک طالبان پاکستان نظم وضبط کے اعتبار سے ایک نئے دور میں داخل ہورہی ہے، عالی شوریٰ، اجرائی شوریٰ اور مرکزی دارالقضاء جیسے اہم ادارے تشکیل دئے گئے، یہ اقدامات تحریک کی اپنی مقصد تک رسائی میں کس حد تک معاون ثابت ہوسکتے ہیں؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: یہ اقدامات تو بہت پہلے ہونے چاہئے تھیں، لیکن تحریک مسلسل حالتِ جنگ میں رہی، اس وجہ سے ان اداروں کا...... قیام تاخیر کا شکار ہوا ہو، عالی شوریٰ نے تحریک کا داخلی ڈھانچہ فوری طور پر تشکیل دیا اور اجرائی شوریٰ مرکز سے جاری ہونے والی ہدایات کو عملی جامہ پہنائے گی اسی طرح مرکزی دارالقضاء کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انصاف کی فراہمی کو یقینی بنائے، انشاءاللہ یہ اقدامات بہت مفید ثابت ہونگے۔

احیائے خلافت: ایک سوال ذہن میں یہ آتا ہے کہ آپ امریکہ اور پاکستان کو مطلوب افراد میں سرفہرست ہیں، ظاہر ہے کہ آپ کے لئے کچھ مشکلات...... بھی پیدا ہوئے ہونگے، کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ آپ اپنے موقف میں لچک پیدا کریں اور اپنی طرف سے کچھ نرمی دکھائیں اور کسی طرح ان جنگوں کا خاتمہ ہوجائے؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: یہ بات تو کبھی میرے ذہن میں آئی ہی نہیں ہے کہ ہم کبھی اصول پر سودا بازی کریں اور اپنے موقف سے پیچھے ہٹ جائینگے، شریعتِ اسلامیہ کی عملی نفاذ اور اسلامی قانون کی بالادستی تک ہماری تحریک جاری رہیگی، اور اس سفر میں اگر کبھی خالق و مالک کی طرف سے بلاوا آجائے...... تو پھر انشاءاللہ ہماری آئندہ نسلیں اس سفر کو جاری رکھیں گی۔ آپ کو یہ بات معلوم ہوگی کہ لوہے سے جب کوئی چیز بنانا ہو تو اسے پہلے آگ میں رکھکر خوب گرم کیا جاتا ہے اور پھر اسے مارا جاتا ہے، تب جاکر کہیں اس سے کوئی چیز بن سکتی ہے۔ لہٰذا ہم پر جو مشکلات آتی ہیں، وہ اور بھی ہمارے عزم کو پختہ کردیتی ہے اور ہم اپنے موقف پر اور بھی مضبوطی کیساتھ...... جم جاتے ہیں۔

احیائے خلافت: مجلّہ احیائے خلافت تحریک کا مرکزی رسالہ ہے، آپ اس کی کارکردگی سے کس حد تک مطمئن ہیں؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: احیائے خلافت ماشاءاللہ منظّم انداز میں تحریک کی ترجمانی کا فریضہ ادا کررہا ہے اور عوام الناس اور علماء کرام اور مجاہدین تک تحریک کی سرگرمیاں اور اس کی دعوت پہنچا رہا ہے، بہت سارے علماء کرام نے مجھے اس بارے میں مبارکباد دی ہے کہ ماشاءاللہ یہ ایک اچھی کاوش ہے، لیکن اب بھی بہت سارا کام باقی ہے تاکہ مستقبل میں یہ اور بھی ترقی کرسکے اور اس سے زیادہ فعال ہوجائے۔

احیائے خلافت: احیائے خلافت کے قارئین کے نام آپ کا کوئی پیغام؟

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: قارئینِ احیائے خلافت اور پوری امت مسلمہ کو میرے طرف سے یہ پیغام ہے کہ امت مسلمہ آج مظلوم اور کمزور ہے، اور غلامی کی زندگی گزار رہی ہے، اگر علماء کرام لوگوں کو راہِ جہاد کی طرف بلائے اور مسلمان انکی دعوت پر لبیک کہے اور بزرگ اور سفید ریش انکے لئے دعائیں کریں تو انشاءاللہ عنقریب امت مسلمہ کا یہ ہچکولے کھاتی ہوئی ناؤ کسی ساحل پر قرار پکڑ سکتی ہے۔ حدیث شریف میں یہ واضح اعلان آج بھی موجود ہے کہ اگر تم جہاد کو ترک کردوں گے تو تمہارے اوپر ذلّت مسلط کردی جائیگی، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "اذا ترکتم الجهاد فسلط اللہُ علیکم الذلة لا ینزعه حتیٰ ترجعوا الیٰ دینکم" یعنی اگر مسلمان جہاد چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ذلت مسلط کردے گا یہاں تک کہ وہ اپنے دین یعنی جہاد کی طرف...... واپس آجائیں۔

احیائے خلافت: احیائے خلافت آپ کا بہت شکرگزار ہے کہ اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر ہمیں وقت دیا اور ہم آپ سے خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔

امیر محترم حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ: اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جزائے خیر دیں، یہ میری ذمہ داری ہے اور یہ میرا آپ لوگوں پر کوئی احسان نہیں، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب قیدیوں کو رہائی عطا فرمائے، اور جو مجاہدین زخمی ہیں، اللہ تعالیٰ انکے زخموں کو مندمل فرمائے اور جو مجاہدین شہید ہوچکے ہیں، اللہ تعالیٰ انکی شہادتوں کو قبول فرمائے۔ آمین

میڈیا کے میدان میں دشمن کی تیاریوں کی ایک مختصر سی جھلک

سجّاد

عصر حاضر میں لڑی جانے والی جنگوں میں میڈیا کے کردار سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا بلکہ یہ بات زبان زد عام ہے کہ موجودہ جنگوں میں ۹۰ فیصد جنگ وہ میدان جنگ سے باہر میڈیا کے ذریعہ لڑی جاتی ہے۔اسی ہتھیار کو آج دشمن نے انتہائی مضبوطی ،سلیقہ مندی اور مہارت سے اختیار کیا ہے جس سے وہ سادہ لوح عوام کے اذہان کو اپنی مرضی سے جس طرف چاہے پھیر دیتے ہیں اور کالے کو سفید اور سفید کو کالا کر کے پیش کرتے ہیں انکے ایمان وعقیدہ کے خلاف ایک غیر محسوس طریقہ سے ایک منظم تحریک چلا رہے ہیں۔مجاہدین اسلام کو ایک غیر مہذب اور وحشیانہ انداز میں پیش کر رہے ہیں اور عوام کے تصور میں انہیں ایک دوسری مخلوق جو انسانیت اور ہمدردی نامی چیز سے بالکل بیگانہ ہو، کی شکل میں پیش کر رہے ہیں۔پچھلے شمارہ میں میں نے میڈیا ہی کے موضوع پر لکھنے کی جسارت کی تھی جس میں یہ کوشش کی گئی تھی کہ میڈیا کی اصلی تصویر قارئین کرام کے سامنے پیش کی جا سکے،اس مضمون میں یہ واضح کرنے کی کوشش کرونگا کہ دشمن نے اس مہلک ہتھیار کو ہمارے خلاف استعمال کرنے کے لئے کتنی تیاری کی ہے اور اسکو کتنی اہمیّت دیتے ہیں

سب سے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کرینگے کہ میڈیا ہے کیا؟ میڈیا دراصل ایسے افعال کے مجموعہ کا نام ہے جن کے ذریعہ لوگ آپس میں جذبات،احساسات،تاثرات ،افکار،خیالات اور معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں یہ تبادلہ ایسے وسائل کے ذریعہ ہوتا ہے جن کو دو الگ الگ اقسام میں تبدیل کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) ایسے محدود وسائل جو محدود افراد کو باہم مربوط رکھتے ہوں،ان وسائل میں ٹیلی فون ،فیکس وغیرہ کے ساتھ ساتھ جلسے،کانفرنسیں اور سیمینار بھی شامل ہیں کیونکہ یہ بھی چند افراد کے باہمی ربط کا ذریعہ ہے۔

(۲) ایسے وسائل جو غیر محدود افراد تک بات پہنچانے کا ذریعہ ہوں ان میں اخبار،ٹی وی ،سنیما گھر اور انٹرنیٹ وغیرہ شامل ہیں۔

امریکی میڈیا یا یہودی میڈیا اور انکی تیاریاں

یوں تو امریکی ذرائع ابلاغ کو امریکی میڈیا کہا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہی امریکی میڈیا پس پردہ یہودی اشاروں پر چل رہا ہے اور اسکے پیچھے انہی کی فکروسوچ کارفرما ہے۔کیونکہ یہ امریکہ کے ارب پتی تاجروں کے زیر اثر ہو کر چلتا ہے۔اور یہی یہودی کمیونٹی کا اصل ہتھیار سمجھا جاتا ہے جس کے ذریعہ وہ یہودی دانشوروں کے پروٹوکول کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔پروٹوکولز کے بارہویں باب میں درج ہے ”ہماری منظوری کے بغیر کوئی ادنیٰ سی خبر سماج تک نہیں پہنچ سکتی،اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ہم یہودیوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ خبر رساں ایجنسیاں قائم کریں جن کا بنیادی کام ساری دنیا کے گوشے گوشے سے خبروں کو جمع کرنا ہو،اس صورت میں ہم اس بات کی ضمانت دے سکتے ہیں کہ ہماری مرضی اور اجازت کے بغیر کوئی خبر شائع نہ ہو سکے“۔

یہودی اس پروٹوکولز کو تشکیل دینے سے پہلے ہی امریکہ میں ۱۸۴۸ء میں ایک خبر رساں ایجنسی قائم کر چکے تھے۔اس ایجنسی کو امریکہ کے پانچ بڑے روزناموں نے مل کر ”ایسوسی ایٹڈ پریس“ کے نام سے قائم کیا۔نصف صدی گزر جانے کے بعد ۱۹۰۰ء میں یہ ایجنسی عالمی سطح پر کام کرنے لگی اور امریکہ میں شائع ہونے والے تمام اخبارات اور رسائل سمیت دنیا کے دیگر علاقوں کے ذرائع ابلاغ کو خبریں فراہم کرنے لگی۔۱۹۸۴ء کے اعداد وشمار کے مطابق اس ایجنسی سے امریکہ میں ۱۳۰۰ روزنامے اور ۳۷۸۸ ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن وابستہ ہیں۔جبکہ امریکہ سے باہر ۱۹۲۷ روزنامے اور ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن وابستہ ہیں۔یہی ادارہ سیٹیلائٹ اور دیگر ذرائع سے روزانہ ۱۷ ملین (ایک کروڑ ستر لاکھ) الفاظ پر مشتمل مضامین میڈیا کو فراہم کئے جاتے ہیں۔اقتصادی اور مالی خبروں کے خاص شعبے ہیں، جہاں سے ۸ ہزار مرکزی بنکوں کو تازہ ترین خبریں فراہم کی جاتی ہیں۔ان خبروں کا معاوضہ غیر معمولی حد تک گراں ہوتا ہے۔اس نیوز ایجنسی کے امریکہ میں ۱۱۷ دفاتر اور دوسرے ملکوں میں (۸۱) اخباری مراکز ہیں۔پانچ سو انسٹھ نامہ نگار صدر دفتر میں متعین ہیں۔کل نامہ نگاروں کی تعداد ڈھائی ہزار (۲۵۰۰) ہے۔یہ ایجنسی سو فیصد یہودی سرمایہ سے چلتی ہے اسکے علاوہ 95% کارکن یہودی ہیں اسلئے اسے یہودی نیوز ایجنسی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

> **پروٹوکولز کے بارہویں باب میں درج ہے ”ہماری منظوری کے بغیر کوئی ادنیٰ سی خبر سماج تک نہیں پہنچ سکتی ،اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ہم یہودیوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ خبر رساں ایجنسیاں قائم کریں**

۱۹۰۷ء میں امریکہ کے دو یہودی سرمایہ کاروں نے یونائیٹڈ پریس (UNITED PRESS) کے نام سے ایک نیوز ایجنسی کی بنیاد ڈالی اس کے دو سال بعد ۱۹۰۹ء میں انٹرنیشنل نیوز سروس کے نام سے ایک کمپنی قائم ہوئی جس نے بعد میں ایسے عالمگیر اشاعتی ادارے کی شکل اختیار کی جسکی شاخیں دنیا بھر میں پھیل گئی۔یہ دو نیوز ایجنسیاں سو فیصد یہودیوں کی تھی۔۱۹۵۸ء میں یونائیٹڈ پریس اور انٹرنیشنل نیوز سروس آپس میں ضم ہو گئیں۔اور یہ دونوں نیویارک ٹائمز کی ملکیت بن گئی جو آج

بھی ایک یہودی کے ماتحت ہے۱۹۸۴ء میں انگومیڈیا نیوز کارپوریشن میں ضم کر دیا گیا، اس نیوز ایجنسی کے خریداروں کی تعداد سات ہزار اناسی (۷۰۷۹) ہے۔ جن میں دو ہزار دو سو چھیالیس (۲۲۴۶) خریدار (اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن) امریکہ سے باہر ہیں۔ اس مرکزی خبر رساں ایجنسی کے ماتحت ۳۰ خبر رساں ایجنسیاں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یونائیٹڈ پریس انٹرنیشنل سے امریکہ میں گیارہ سو اخبارات اور پبلشنگ ادارے اور تین ہزار چھ سو نانوے ریڈیو اسٹیشن وابستہ ہیں۔ پوری دنیا میں اس ایجنسی کے ایک سو ستہتر (۱۷۷) مراکز ہیں۔ صرف امریکہ میں اس کے چھیانوے (۹۶) دفاتر ہیں، روزانہ اٹھارہ ملین الفاظ پر مشتمل مضامین اور خبریں خریداروں کو بھیجی جاتی ہیں، جبکہ روزانہ بیاسی (۸۲)...........تصاویر بھیجنے کا اوسط ہے۔ عالمی نیوز ایجنسیز کا تذکرہ آتا ہے تو رائٹر کا ذکر ضرور ہوتا ہے یہ ایجنسی برطانیہ، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے ذرائع ابلاغ کو سب سے زیادہ خبریں فراہم کرتی ہیں، لیکن خود یہ ایجنسی اکثر خبریں امریکی ایجنسیوں سے لیتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ امریک کیساتھ خبر رساں ایجنسیوں کا ایک ایسا بلاک ہے جو دنیا میں شائع ہونے والی 90% فیصد خبروں کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ ۱۸۵۱ء سے مسلسل شائع ہونے والے اخبارات میں نیویارک ٹائمز، ہیرالڈ ٹریبون رسائل ومجلّات میں ریڈر (READER) ڈائجسٹ نیشنل جیوگرافک، میگزین ٹائم اور نیوز ویک شامل ہیں۔ ٹی وی چینلز میں NBC, ABC اور ۱۹۸۰ء سے عالمی شہرت یافتہ چینل CNN شامل ہیں۔

اسی وجہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ امریک کیساتھ خبر رساں ایجنسیوں کا ایک ایسا بلاک ہے جو دنیا میں شائع ہونے والی 90% فیصد خبروں کا واحد ذریعہ ہے

لیکن عصر حاضر میں سب سے جھوٹا اور مکّار ادارہ (VOA) یعنی Voice of America ہے یہ ادارہ مکمّل طور پہ امریکہ اور یہودیوں کے لئے کام کر رہا ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے آئندہ اقساط میں انشاء اللہ VOA کا اصلی چہرہ اور کام کرنے کے انداز کو ظاہر کرنے کی کوشش کریں گے لیکن ہمیں تو یوں محسوس ہو رہا ہے گویا کہ تمام ادارے جن کا پہلے ذکر ہوا یہود اور امریکہ کے مفادات کے لئے کام کر رہے ہیں اور بلا مبالغہ پوری دنیا میں امریکی پالیسیوں کے لئے ماحول سازگار بنانے اور لوگوں کو انکے ہم خیال بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اور اس میڈیائی جال ہی کی بدولت امریکی ناپاک ثقافت اور رسوم ورواج پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ سابق امریکی صدر بل کلنٹن اور نائب صدر ایل گور نے ایک جلسہ سے خطاب کے دوران کہا تھا کہ امریکہ کے لئے بنیادی جنگوں میں ایک جنگ ذرائع ابلاغ کی جنگ ہے۔ اس وقت ایل گور نے یہ اعتراف بھی کیا تھا کہ امریکہ نے گذشتہ دس سالوں سے اس جنگ کو جیتنے کے لئے (۱۰۰) ارب ڈالر سے زیادہ خرچ کر چکا ہے۔ مذکورہ بالا تمام تیاریوں اور کوششوں سے آپ میڈیائی جنگ کی اہمیت سمجھ چکے ہونگے اور یہ جان چکے ہونگے کہ میڈیا پر جس کا قبضہ ہے وہ ہے امریکہ!

ایک زمانہ تھا کہ افغانستان میں روس کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کو غازی اور شہید کا خطاب دیا جاتا تھا جبکہ آج لڑنے والے مجاہدین دہشت گرد، شدّت پسند جیسے مکروہ الفاظ سے پکارا جاتا ہے اس لئے کہ یہ جنگ امریکہ اور اسکے اتحادیوں کے خلاف ہے۔ تو کیا آپ اسے آزادی صحافت کہہ سکتے ہیں۔ عراق میں اسی میڈیا سے ایسا جھوٹ کہلوایا گیا کہ پھر خود امریکہ نے اس کا اعتراف کیا کہ یہ ہم نے جھوٹ کہا تھا۔

اور طرفہ تماشہ یہ کہ عالمی میڈیا کے عربی، اردو، پشتو اور فارسی سروسز کے کارکنان عام طور پہ مسلمان ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک فیصد بھی دین، ملک یا قوم کی محبت نہیں ہوتی۔ میڈیا کے اس جنگ میں امریکہ صرف سیاسی اہداف حاصل نہیں کر رہا بلکہ ثقافتی اہداف بھی حاصل کر رہا ہے۔ جبکہ ہمارے یہ نام نہاد مسلمان انکی خوب خدمت کر رہے ہیں اور فحاشی وعریانی کو ایک خوبصورت لفظ صحافتی آزادی سے تعبیر کرتے ہیں علاّمہ محمد اقبال مرحوم نے فرمایا تھا ؎

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

لہٰذا تمام عالمِ اسلام اور خصوصاً علماء و مجاہدین سے عرض ہے کہ وہ یہودی میڈیا کے اس جنگ میں اپنا حصہ ڈالکر انکے سازشوں اور منصوبوں کو ناکام بنادیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسکے لئے تیّاری کر وورنہ پھر خدانا خواستہ اللہ تعالیٰ کی قہر کے مستحق نہ ٹھریں۔ اب بھی تیّاری اور جاگنے کا موقع ہے اللہ تعالیٰ نے تحریک طالبان پاکستان کی صورت میں ایک وسیع فلیٹ فارم ہمیں مہیّا کیا ہے اس فورم پہ آکر آپ بیباک انداز میں اس جنگ میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔

آخر میں، میں تحریک طالبان پاکستان اور دوسرے جہادی جماعتوں کے اُمراء کرام اور میڈیا سے وابستہ افراد کی توجّہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ اس طرف بھی خصوصی توجّہ دیں اور اس شعبہ کے لئے اہل اور قابل لوگوں کا انتخاب کریں، اور ہر مجاہد اپنے ذہن میں اس جنگ کو جیتنے کے لئے پلانز اور ترتیبات سوچیں اور انکو اپنے بڑوں کے سامنے لائے

(بقیہ صفحہ 60 پر)

جمہوریت پرایک تبصرہ

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتھم

اب تک ہم نے مختلف سیاسی نظریات اور اس وقت دنیا میں رائج مختلف سیاسی نظاموں کا مختصر تعارف کرایا ہے جس کے آخر میں جمہوریّت کے بنیادی افکار، اس کا فلسفہ، اس کے قائم کردہ ادارے اور اسکے تحت قائم ہونے والے مختلف طرز حکومت آپ کے سامنے آئے ہیں۔ چونکہ دوسرے سیاسی نظریات اب عملاً دنیا سے تقریباً معدوم ہو چکے ہیں، اور آج کا سب سے زیادہ فیشن ایبل نظریہ سیکولر جمہوریّت ہے، اسی لئے اب اسی پر تبصرہ مقصود ہے۔ کیونکہ اس وقت دنیا میں یہ کہا اور سمجھا جارہا ہے کہ دنیا کے مختلف نظاموں کے تجزیات کرنے کے بعد آخر میں سیکولر جمہوریّت ہی سب سے بہتر نظام حکومت ہے۔ یہاں تک کہا جارہا ہے کہ اب اس سے بہتر نظام حکومت وجود میں نہیں آسکتا۔ ابھی حال ہی میں امریکہ کی وزارتِ خارجہ کے ایک بڑے افسر کی طرف سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے: "The End of the History and theLast Man" ''تاریخ کا خاتمہ اور آخری آدمی'' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تاریخ میں جو ارتقاء ہوتا رہا ہے اس کے بعد اب تاریخ اپنی انتہا پر جا پہنچی ہے۔ سیکولر جمہوریت دریافت کرنے کے بعد لبرل جمہوریت تیار کرنے کے بعد اب کوئی اچھا نظام وجود میں نہیں آسکتا۔ یہ باقاعدہ اُسی طرح کی پیش گوئی ہے جیسے کسی زمانے میں کارل مارکس کہا کرتا تھا کہ اشتراکی نظام ہی دنیا کا آخری نظام ہے اور اس کے بعد کوئی اور بہتر نظام وجود میں نہیں آئے گا۔ اسی طرح سیکولر جمہوریت اور سرمایہ دارانہ نظام کے بارے میں بھی یہ بات کہی جارہی ہے۔ بالخصوص روس کی سوویت یونین کے سقوط کے بعد یہ دعوے کئے جارہے ہیں کہ سیاست میں سیکولر جمہوریت اور معیشت میں سرمایہ دارانہ نظام کو عملاً ایسی فتح حاصل ہوگئی ہے کہ اب کوئی دوسرا نظام اس کی ہم سری نہیں کرسکتا، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ نظام جس کو جمہوریت کہا جاتا ہے، یہ کس قدر پختہ اور معقول نظام ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ جمہوریت کے تحت بعض ایسے اصول دنیا میں پھیلے جنہوں نے بحیثیت مجموعی فرد کی آزادی کو فائدہ پہنچایا، اس سے پہلے مطلق العنان حکومتیں اور بادشاہتیں تھیں یا ڈکٹیٹر شپ تھی، ان میں جو جبر وتشدد ہوتا تھا یا فرد پر جو ناروا پابندیاں عائد ہوتی تھیں اس نظام میں ان کا بڑی حد تک خاتمہ ہوا، اور یہ بات بھی درست ہے کہ لوگوں کے اظہار رائے پر جو قدغن تھی، وہ جمہوریت نے دور کی اور مطلق العنان بادشاہتوں میں جو گھٹن کی فضا پائی جاتی تھی، اس کو جمہوریت نے بڑی حد تک رفع کیا۔ لیکن اگر اُس کے بنیادی تصور کے لحاظ سے دیکھئے تو یہ نظام درحقیقت کسی سنجیدہ فکر پر مبنی نہیں، بلکہ یہ صدیوں کے ان نظاموں کا ردعمل ہے جو خودساختہ تصورات کے تحت لوگوں پر جابرانہ حکومت کررہے تھے۔

آپ نے دیکھا ہے کہ یورپ کی تاریخ کے بیشتر حصے میں مطلق العنان بادشاہتیں رہیں۔ اگر کہیں مذہب کا درمیان میں ذکر آیا بھی یا مذہب کو بنیاد بنایا گیا بھی تو تھیوکریسی کی ان خرابیوں کے ساتھ جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہیں۔ سلطنتِ روما کی تھیوکریسی میں درحقیقت کوئی روحانی بنیاد موجود نہیں تھی محض پوپ کے ذاتی تصورات کو معصوم قرار دیکر انکو مذہبی حکم کے طور پہ نافذ کیا جاتا تھا، اور اس سے لوگوں کے حقوق پامال ہوتے تھے۔ اس کا ردعمل یہ ہوا کہ جمہوریت والوں نے مذہب کا جوا بالکل اتار پھینکا، اور تصور یہ قائم ہوا کہ حاکمیت اعلیٰ خود عوام کو حاصل ہے۔ جمہوریت دراصل انگریزی لفظ ڈیموکریسی (Democracy) کا ترجمہ ہے۔ جس کا معنی ہیں عوام کی حاکمیت۔ لیکن سرکار کے معاملات سے اس کا کوئی سروکار نہیں ہے۔ کیونکہ عوام جب خود حاکم ہیں اور کسی دوسری اتھارٹی کے پابند نہیں ہیں تو اس کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ وہ حکومت کے معاملات میں کسی الٰہی قانون کے بھی پابند نہیں، بلکہ وہ خود فیصلہ کرینگے کہ کیا چیز اچھی اور کیا چیز بری ہے؟ لہٰذا آزاد جمہوریت یا لبرل ڈیموکریسی سیکولرزم کے بغیر نہیں چل سکتی۔

اس نظریہ کی معقولیت جانچنے کے لئے سب سے پہلے دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اگر سارے عوام حاکم ہیں تو محکوم کون ہے؟ کیا محکوم زمین ہے یا ملک کی عمارتیں ہیں؟ یا جمادات یا نباتات ہیں؟ اگر یہ چیزیں محکوم نہیں بن سکتیں تو آخر محکوم کون ہے؟ یہ عوام جو حاکم ہیں، یہ کس پر حکومت کرینگے؟ حاکم ہونیکا لازمی نتیجہ ہے کسی کا محکوم ہونا اور جب عوام کو حاکم قرار دیدیا تو محکوم کا کوئی وجود ہی نہیں رہا۔ سب کے سب حاکم ہیں، اور جب سب حاکم ہیں تو یہ انارکی ہے۔ جمہوریت کی تعریف میں یہ جملہ مشہور ہے کہ "Government of the people by the people for the people" یہ حکومت ہے عوام کی، عوام کے ذریعے، اور عوام کے لئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عوام خود ہی حاکم ہیں اور خود ہی محکوم بھی ہیں۔ یہ بات کسی منطق کی رو سے درست نہیں ہوتی کہ ایک ہی شخص کو حاکم بھی قرار دیا جائے، اور اسی کو محکوم بھی قرار دیا جائے، اور اسی کو ذریعۂ حکومت بھی قرار دیا جائے۔ لہٰذا عوام کی حاکمیت کا جو بنیادی تصور ہے وہ مفقود ہو گیا۔

اس اعتراض کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ عوام کی حاکمیت کا مطلب یہ

ہے کہ وہ خود اپنی مرضی سے اپنے نمائندے مقرر کر لیتے ہیں، پھر وہ نمائندے حاکم بن جاتے ہیں، اور باقی عوام محکوم ہو جاتے ہیں۔لیکن اول تو اس نمائندگی کی حقیقت ہم انشاءاللہ عنقریب واضح کرینگے، دوسرے اس کا مطلب یہ ہوا کہ عوام کی اکثریت اپنے نمائندے مقرر کرنے کے بعد بے دست و پا ہو گئی، پھر سارا اختیار ان گنے چُنے نمائندوں کے پاس چلا گیا، اور عوام کی بھاری اکثریت اُن کی دست نگر بن گئی تو یہ اُن گنے چُنے افراد کی حاکمیت ہوئی، عوام کی اکثریت کی حاکمیت تو نہ ہوئی۔

حاکمیت کے معنی خود علم سیاست کے ماہرین یہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص کا کسی دوسرے کا پابند ہوئے بغیر خود اپنی مرضی سے حاکمانہ اختیارات استعمال کرنا یا دوسرے پر احکام جاری کرنا۔خود علم سیاست کی رو سے یہ حاکمیت کے معنی قرار دیئے جاتے ہیں۔لہٰذا اب یہ کہا جائے کہ عوام حاکم ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کسی دوسری اتھارٹی کے پابند ہوتے ہیں، پھر وہ حاکمیت کہاں رہی؟

دوسرے عوام کو بے مہار طریقے پر حاکم ماننے کے بعد سوال یہ پیدا ہوا کہ اس جمہوری حکومت کا مقصد کیا ہے؟ یہ کس مقصد کے تحت وجود میں لائی جائیگی؟ اس سوال پر علم سیاست کے ماہرین نے گفتگو کی ہے کہ جمہوریت کا کیا مقصد ہے ؟ جب کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آیا تو کسی نے عاجز آ کر کہا کہ حکومت بذات خود مقصد ہے۔یہ ایک تھیوری ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس حکومت کا مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں کو خوشی فراہم کرنا ہے، اور عوام جو کچھ بھی احکام جاری کریں گے، خوشی فراہم کرنے کیلئے کریں گے ۔لیکن خوشی تو ایک اضافی چیز ہے، ایک شخص کو ایک کام میں خوشی ہوتی ہے، اور دوسرے شخص کو دوسرے کام میں خوشی ہوتی ہے۔اب کون سی خوشی کو مقدم رکھا جائے؟ اس کا کوئی اطمینان بخش جواب سوائے اس کے نہیں ہے کہ جس کام میں اکثریت کو خوشی حاصل ہو، وہ خوشی برحق ہے، لیکن سارے عوام کو تو خوشی حاصل نہ ہوئی، اس کے علاوہ اگر عوام کی اکثریت کو کسی بد اخلاقی میں خوشی حاصل ہو جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس بد اخلاقی کا رواج بھی جمہوریت کے مقاصد میں شامل ہو گیا۔

آخری تھیوری جو سب سے زیادہ مقبول سمجھی جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ جمہوری حکومت کا مقصد ہے عوام کے حقوق کا تحفظ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کے جن حقوق کا تحفظ مقصود ہے، وہ حقوق کون متعین کریگا؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ فیصلہ بھی عوام خود ہی کرینگے۔لیکن عوام کا حال یہ ہے کہ وہ آج ایک چیز کو حق قرار دیتے ہیں، اور کل اس کے حق ہونے سے منکر ہو جاتے ہیں۔اس لئے حقوق کا کوئی مطلق یا دائمی تصور موجود نہیں، بلکہ حقوق سارے کے سارے اضافی ہیں۔

بہر حال! جمہوریت کے مبینہ مقاصد میں کہیں بھی آپ یہ نہیں پائیں گے کہ خیر کو پھیلایا جائیگا، اور شر کو روکا جائیگا، اچھائی کو فروغ دیا جائیگا، اور برائی کو روکا جائیگا۔یہ اس لئے نہیں کہتے کہ اول تو اچھائی اور برائی کا کوئی ابدی دائمی معیار ان کے پاس نہیں ہے کہ فلاں چیز اچھی اور فلاں چیز بری ہے ۔بلکہ اب تازہ ترین فلسفہ یہ ہے کہ خیر اور شر کوئی چیز نہیں ہے۔دنیا میں ساری چیزیں اضافی ہیں۔ایک زمانے میں ایک چیز خیر ہے، اور دوسرے زمانے میں وہ شر ہے۔ایک زمانے میں ایک چیز شر ہے، اور دوسرے زمانے میں وہ خیر ہے، اور ایک ملک میں خیر ہے، اور دوسرے ملک میں شر ہے، ایک ماحول میں خیر ہے اور دوسرے ماحول میں شر ہے۔یہ اضافی چیزیں ہیں ان کا کوئی اپنا حقیقی وجود نہیں ہے، بلکہ خیر و شر کے پیمانے ماحول کے زیر اثر متعین ہوتے ہیں۔اسی کا نتیجہ ہے کہ جب سے سیکولر جمہوریت کا رواج ہوا ہے، اسی وقت سے مغرب میں اخلاقی بے راہ روی اور جنسی بے راہ روی کا طوفان اُٹھا ہے۔جب تک جمہوریت وجود میں نہیں آئی تھی، بلکہ یا تو بادشاہتیں تھیں، یا عیسائی تھیوکریسی تھی تو اس وقت تک اخلاقی بے راہ روی کا وہ طوفان نہیں اُٹھا تھا جو جمہوریت کے برسر کار ہونے کے بعد یورپ میں اُٹھا ہے۔حالت یہ ہے کہ کوئی بد سے بدتر کام ایسا نہیں ہے جس کا آج آزادی کے نام پر سندِ جواز نہ دی گئی ہو، یا کم از کم اُس کا مطالبہ نہ کیا جا رہا ہو۔کیونکہ جمہوریت نہ کسی اخلاقی قدر کی پابند ہے، نہ کسی آسمانی ہدایت سے فیض یاب ہے، بلکہ عوام کی اپنی مرضی اور خواہش پر سارا دار و مدار ہے۔اسی کا نتیجہ ہے کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ نے ہم جنس پرستی کو سندِ جواز دی، اور اس کے جواز کا قانون تالیوں کی گونج میں منظور کیا، اور اسکے بعد یورپ کے بعض ممالک میں ہم جنس شادیوں کو قانونی طور پر تسلیم کیا جا رہا ہے۔جس وقت برطانیہ کی پارلیمنٹ میں یہ بل پیش ہوا تو سب لوگ تو اس کے حامی نہیں تھے اختلاف رائے موجود تھا۔اس اختلاف رائے کو دور کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی اس کمیٹی کو "Wolfendern committe" کہا جاتا تھا وہ کمیٹی اس لئے بنائی گئی تھی کہ وہ اس معاملے میں رائے عامہ کا اندازہ لگائے، اور جو مفکرین اور دانشور ہیں، ان سے تبادلہ خیال کرے، اور بالآخر یہ رپورٹ پیش کرے کہ ایوان رائے عامہ کا جائزہ لینے کے بعد اور تمام متعلقہ حلقوں سے گفتگو کرنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچے۔اس کمیٹی کی رپورٹ بڑی عبرت ناک ہے۔اس رپورٹ میں کمیٹی نے جو باتیں کہی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم جنس پرستی ایک برائی ہے، لیکن ہماری دشواری یہ ہے کہ ہم نے اپنے

جب سے سیکولر جمہوریت کا رواج ہوا ہے، اسی وقت سے مغرب میں اخلاقی بے راہ روی اور جنسی بے راہ روی کا طوفان اُٹھا ہے۔جب تک جمہوریت وجود میں نہیں آئی تھی ، بلکہ یا تو بادشاہتیں تھیں، یا عیسائی تھیوکریسی تھی تو اس وقت تک اخلاقی بے راہ روی کا وہ طوفان نہیں اُٹھا تھا جو جمہوریت کے برسر کار ہونے کے بعد یورپ میں اُٹھا ہے

پروگرام کو اچھائی یا بُرائی پر تعمیر نہیں کیا ہے، بلکہ اس بنیاد پر تعمیر کیا ہے کہ افراد اپنے لئے قانون طے کرنے کیلئے آزاد ہیں، اور جب ہم نے یہ اصول تسلیم کر لیا تو قانون کا دائرہ اخلاق کے دائرۂ کار سے بالکل الگ ہو گیا ہے۔ قانون اور چیز ہے اور اخلاق اور چیز ہے۔ اخلاق انسان کا ذاتی معاملہ، اور قانون رائے عامہ کا مظہر ہے، آزادی کا مظہر ہے۔ لہٰذا جب تک معاشرے میں کوئی ایسی کوشش نہیں کی جاتی جو بداخلاقی یا گناہ کو جرم کے مساوی قرار دے دے، تو اخلاق اور قانون کا دائرۂ کار الگ رہے گا، اور یہ قانون کا کام نہیں ہے کہ وہ خیر اور شر کا فیصلہ کرے کہ کون سی چیز اچھی ہے، اور کون سی چیز بری ہے، لہٰذا ہم اس قانون کی حمایت میں رائے دینے پر مجبور ہیں۔ جب رائے عامہ اس کے جواز کی طرف جا رہی ہے تو ہم اس پر یہ رائے دینگے کہ یہ قانون بنا دیا جائے۔ چنانچہ اس کمیٹی کی رپورٹ کی بنیاد پر برطانیہ کے دارالعوام نے یہ فیصلہ دیا کہ ہم جنس پرستی قانوناً جائز ہے اور جب برطانیہ نے یہ قانون بنایا تو امریکہ نے بھی بنایا، اور اب یورپ اور امریکہ میں ان کی باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں جن کو ہم جنس پرست کہتے ہیں بر سر عام یہ لوگ اپنے آپ کو gay کہتے ہیں۔ اس کے لفظی معنی ہیں مگن، یعنی خوشی میں مگن۔ ان کی جماعتیں ہیں اور انکی تنظیمیں ہیں جن کے ذریعے وہ اس نقطہ نظر کا پرچار کرتے ہیں، نہ صرف پرچار کرتے ہیں مرد gay کہلاتے ہیں اور عورتیں lesbian کہلاتی ہیں۔

ایک اور تنظیم چلی ہے جو Swap union کہلاتی ہے، اس کے معنی تبادلہ ہے اور اس سے مراد بیویوں کا تبادلہ ہوتا ہے اور اس کے کلب قائم ہیں۔ چونکہ ابھی تک یہ قانون نافذ ہے کہ غیر شادی شدہ عورت کو اجازت ہے کہ وہ جو چاہے کرے، لیکن ایک شادی شدہ عورت کسی دوسرے مرد کے ساتھ زنا نہیں کر سکتی، کیونکہ اس سے شوہر کا حق پامال ہوتا ہے لیکن Swap union کی تنظیم کی طرف سے اب یہ آواز اُٹھ رہی ہے کہ یہ پابندی ختم ہونی چاہئے، اب شادی شدہ عورت کو بھی اجازت ملنی چاہئے کہ وہ جو چاہے کرے، اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت یورپ اور امریکہ کی بہت سی ریاستوں میں لوگوں کی اکثریت یا کم از کم بہت بڑی تعداد غیر ثابت النسب ہے۔ بعض ریاستوں کے اعداد و شمار شائع ہو چکے ہیں، اور بعض کے نہیں ہوئے ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ قبل "Time" رسالے میں ایک مضمون آیا تھا کہ امریکہ میں غیر ثابت النسب افراد کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ افسوس اس بات کا نہیں تھا کہ یہ کیسی قوم پیدا ہو رہی ہے جو ثابت النسب نہیں ہے، اس بات پر اخلاقی اعتبار سے کوئی تشویش نہیں تھی، تشویش صرف یہ تھی کہ جو بچے غیر ثابت النسب ہوئے ہیں، ان کا معاشی طور پر دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوتا، اور اس سے معاشی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ معاشی مسائل کی وجہ سے یہ مسئلہ قابل غور تھا، فی نفسہ غیر اخلاقی ہونے کی وجہ سے نہیں، اور اب عورتوں نے یہ مطالبہ شروع کر دیا ہے، اور بعض ریاستوں میں منظوری بھی ہو گئی ہے کہ اسقاط حمل کی قانونی اجازت ہونی چاہئے اور اس کے حق میں بہت بڑی فضا بن رہی ہے۔ جس رفتار سے یہ بات چل رہی ہے، اس سے اندازہ یہی ہے کہ اسقاط حمل کی اجازت ہو جائیگی۔ ایک زمانہ تھا کہ عریانی قانوناً منع تھی۔ لیکن اب رفتہ رفتہ ساری قیدیں ختم ہو گئی ہیں۔ اب کوئی قید برقرار نہیں ہے۔ اس وقت عریاں فلموں اور تصاویر کا جو سیلاب ہے وہ ہمارے ملک میں بھی آ رہا ہے، اٹھتا وہاں سے ہے اور پہنچتا یہاں بھی ہے اس پر کوئی روک عائد نہیں ہوتی۔ وجہ یہ ہے کہ کوئی بنیاد نہیں ہے جس کی بنا پر روکا جائے، کیونکہ جب عوام کی حاکمیت ٹھہری، اور وہ اس کو پسند کرتے ہیں تو اسے ناجائز کہنے کی کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔

غرض کوئی بد سے بدتر کام ایسا نہیں ہے جو جمہوریت کے سائے میں جائز قرار نہ دیا جا رہا ہو۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے۔ یعنی خاندان کے جو رشتے ہوتے ہیں کہ یہ شوہر ہے، یہ بیوی ہے، یہ باپ ہے، یہ اولاد ہے، ان کے باہمی رشتے ختم ہو چکے ہیں۔ حد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طور پر ایڈز کی بیماری مسلط کر دی ہے، یہ بیماری پیدا کیسے ہوئی؟ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ بیماری دو چیزوں سے پیدا ہوئی ہے۔ ایک ہم جنس پرستی، دوسرے ایک شخص کا کئی عورتوں سے یا ایک عورت کا کئی مردوں سے جنسی تعلق قائم کرنا۔ لیکن بیماری کے نتیجے میں بجائے اس کے کہ فحاشی میں کمی آتی، اور عفت و عصمت کی طرف لوگوں کا رجحان ہوتا، فحاشی میں اور اضافہ ہو گیا اس لئے کہ ایڈز کی بیماری کو روکنے کے لئے یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ناجائز جنسی تعلقات قائم نہ کرو۔ لہٰذا یہ کہتے ہیں کہ ان حفاظتی تدابیر کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرو، اور ان تدابیر کے لئے باقاعدہ تعلیمی کورس منعقد ہوتے ہیں، ٹیلی ویژن پر عملی تربیت دی جاتی ہے، اور کوئی تعلیم گاہ ایسی نہیں ہے جس میں جنسی تعلیم کا انتظام نہ کیا گیا ہو۔ بات کہتے ہوئے بھی ایک حجاب معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت حال بتانے کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں جہاں غیر شادی شدہ لڑکے اور لڑکیاں پڑھتے ہیں، وہاں ایڈز کی روک تھام کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر یونیورسٹی کے غسل خانے میں وہ خودکار مشینیں لگائی ہوئی ہیں جن کے اندر پیسے ڈال کر کنڈوم نکل آتا ہے۔ تاکہ بوقتِ ضرورت ہر آدمی وہ کنڈوم استعمال کر سکے۔ اس طرح جو بیماری درحقیقت اس جنسی بے راہ روی سے پیدا ہوئی تھی، اس کی روک تھام کی جو تدابیر اختیار کی گئیں، ان سے جنسی بے راہ روی کو اور فروغ ملا۔ غرض کوئی اخلاقی قدر سالم نہیں رہی۔

غرض کوئی بد سے بدتر کام ایسا نہیں ہے جو جمہوریت کے سائے میں جائز قرار نہ دیا جا رہا ہو۔

(بقیہ صفحہ 53 پر)

افواجِ پاکستان کے نام

میجر (ر) شمشاد حسن

ان فوجی جوانوں کے لئے جو محمد ﷺ کے غلام ہیں

جنھیں اپنی نوکری اور اپنی وردی سے زیادہ کالی کملی والے سے محبت ہے......

آپ ﷺ کی ذات مبارک ہر مسلمان کے لئے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہونی چاہئے....اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے کہ وردی پہننے سے پہلے آقائے مدنی ﷺ سے کتنی محبت کرتے تھے ......اپنی جان سے بھی زیادہ......لیکن کیا ہوا کہ وردی پہننے کے بعد آپ اس محبت کو بھول گئے۔آج ہمارے آقا ﷺ کے کارٹون بنائے جارہے ہیں، آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی جارہی ہے، خود آپ کے ملک میں ایسی این جی اوز ہیں جو علی الاعلان توہینِ رسالت کے قانون میں ترمیم یا اس کو ختم کرانے کی کوشش کررہی ہیں۔اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ آپ کے جرنیل ان این جی اوز کے ساتھ ہیں۔

دنیا میں جو مظالم بھی محمد ﷺ کے ماننے والوں پر کئے جارہے ہیں انکے پیچھے امریکہ کا ہاتھ ہے۔یہاں تک کہ امریکہ اس سرزمین پر بھی قبضہ جمائے ہوئے ہے جو ہر مسلمان کے لئے اپنی جان سے زیادہ قیمتی ہے۔یہ سرزمین جسکا نام لیتے ہی ایک مسلمان کے دل میں محبت کا سمندر امڈ آتا ہے اور آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگتے ہیں ۔آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سرزمین میرا اور آپکا ذاتی گھر نہیں، بلکہ یہ وہ مقدس جگہ ہے جہاں میرے اور آپ کے آقا ﷺ کے قدمِ مبارک پڑے۔جہاں کے گلی کوچوں میں ہر مسلمان ادب سے چلتا ہے۔جہاں کی مٹی کو بھی ہم اپنے خون سے زیادہ پیار کرتے ہیں، جہاں آپ کے آقا ﷺ کا خونِ مبارک بھی گرا۔یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ۔

لیکن میرے فوجی جوانو! کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج اس مقدس سرزمین میں یہی ناپاک امریکی کافر اپنے ڈیرے ڈالے بیٹھے ہیں۔دنیا بھر کے مسلمان ملکوں کے پاس لاکھوں کی تعداد میں فوج موجود ہے، لیکن کسی فوجی جرنیل میں اتنی دینی غیرت یا آقا کی محبت نہیں کہ آقا کی سرزمین کو بچانے کے لئے اپنی زندگیوں کو داؤ پر لگائے، اپنی نوکری کو خطرے میں ڈالے، امریکہ کے خلاف اٹھ کھڑا ہو۔ارے ایسی زندگی بھی کوئی زندگی ہے جو آقا کے نام پے قربان نہ ہو۔

خود آپ کے اس ملک میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے دشمن بلیک واٹر اور امریکی میرنز دندناتے پھر رہے ہیں، خطرناک اسلحہ سے بھرے کنٹینر ملک بھر کے شہروں میں جمع کر رہے ہیں، کوئی انکو چیک کرنے والا نہیں، بلکہ آپ کے جرنیل انکے ذاتی ملازم بنے ہوئے ہیں۔حالانکہ ان امریکیوں کے ارادے وہی ہیں جو انھوں نے عراق میں کیا۔یہ ملک بھر میں محمد ﷺ کے غلاموں کا قتلِ عام کرنا چاہتے ہیں......افغانستان کے بعد اگلی جنگ پاکستان میں لڑنا چاہتے ہیں۔لیکن اس تلخ حقیقت کو اب آپ تسلیم کرلیجئے کہ بڑے جرنیل اس جنگ میں آپ کی قوم کے ساتھ نہیں بلکہ وہ مکمل امریکیوں کے ساتھ ہیں......ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پاک فوج کے ہوتے ہوئے ملک وملت کے دشمن ریمنڈ ڈیوس پورے ملک پر قبضہ کرلیں۔تمام سیاست دان، جرنیل اور میڈیا والے اس جنگ میں امریکہ کے ساتھ ہیں۔یہ جنگ عام سپاہی کو ایک مجاہد بن کر بلکہ مجاہدین و طالبان کے ساتھ مل کر امریکیوں سے جنگ کرنی ہوگی۔عراق میں بھی یہی ہوا۔القاعدہ اور عام فوجیوں نے آپس میں مل کر امریکہ کا مقابلہ کیا اور اللہ کی مدد سے امریکی ٹیکنالوجی کا بھوسا بنادیا۔امریکہ بھی اس حقیقت کو اچھی طرح جانتا ہے کہ بڑے جرنیل اور سیاست دان تو اسکے ساتھ ہیں لیکن پاک فوج کے چھوٹے افسر اور عام سپاہی کبھی بھی اپنے آقا محمد ﷺ سے غداری نہیں کرسکتے۔یہی وجہ ہے کہ امریکہ اپنے دو دشمنوں (عام سپاہی اور طالبان) کو آپس میں لڑا کر ختم کرنا چاہتا ہے۔قبائل و وزیرستان میں آپریشن اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

اے سپاہیو! صوبہ سرحد و قبائل میں اس وقت ایسا لشکر تیار ہورہا ہے جو انشاءاللہ امریکہ کو بھی شکست دیگا اور بھارت بھی فتح کریگا۔برِصغیر کے ایک بہت بڑے ولی اور بزرگ نعمت اللہ شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ، گذرے ہیں، جنھوں نے مستقبل کی پیشن گوئیاں کی تھیں۔جو اللہ کے حکم سے صحیح ثابت ہوئی ہیں۔انھوں نے اپنی پیشن گوئیوں میں لکھا ہے کہ جب بھارت پاکستان پر حملہ کریگا اور پاکستان کے ایک بڑے شہر کو تباہ و برباد کردیگا۔یہ واقعہ ذی الحجہ کے مہینے میں ہوگا، پھر محرم کا مہینہ آئے گا تو صوبہ سرحد اور قبائل سے غیور مجاہدین اتریں گے دریائے اٹک کو ہندوؤں کے خون سے سرخ کردیں گے۔پھر یہ قبائل پنجاب، کشمیر، دہلی اور حیدرآباد دکن فتح کرلیں گے۔

مجاہدین کے ہاتھوں بھارت فتح ہونے کی خبر ہمارے سچے نبی محمد ﷺ نے بھی دی ہے جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

میرے فوجی جوانو! امام مہدی کی حمایت میں لشکر بھی اسی علاقہ سے جائے گا، بلکہ بزرگوں کی لکھی کچھ کتابوں، خصوصاً حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''النہایہ فی الفتن'' میں یہ بات موجود ہے کہ امام مہدی شروع میں (یعنی مکہ مکرمہ میں بطورِ مہدی آخرالزماں کے ظاہر ہونے سے پہلے) صوبہ سرحد یا قبائل یا افغانستان میں ہونگے۔دلائل اس بات کی طرف زیادہ اشارہ کررہے ہیں کہ حضرتِ مہدی قبائل میں عرب مجاہدین کے ساتھ ہونگے۔

اب آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ امریکہ آپ کو کیوں بار بار قبائل میں آپریشن کے لئے کہتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ آپ سب کچھ چھوڑ کر اس لشکر میں شامل ہو جائیں جو امام مہدی کا لشکر ہے۔ کیونکہ آپکے اور میرے محسن، سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ کالے جھنڈے خراسان (آج کا افغانستان) سے آئے ہیں تو تم انکے ساتھ شامل ہو جانا کیونکہ اس لشکر میں حضرت مہدی ہونگے۔ (مسند احمد)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مہدی افغانستان (قبائل و سرحد) میں مجاہدین کے ساتھ ہونگے۔

یہ تمام باتیں احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اگر آپ تفصیل دیکھنا چاہیں تو مفتی ابو لبابہ صاحب کی کتاب ''دجال کون؟'' اور مولانا عاصم عمر کی کتاب ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' ''برمودا تکون اور دجال'' امام مہدی کے دوست و دشمن'' میں دیکھ سکتے ہیں۔ ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد آپ کو علم ہوگا کہ اب تک ہماری فوج اپنے دین اور ملت کے ساتھ کتنی بڑی زیادتی کرتی رہی ہے۔ اور امریکہ اصل میں ہم سے کیا چاہتا ہے۔

اے اسلام کی حفاظت کے دعوے دارو! ہمارے جسم پر وہ وردی ہو جسکا شعار ایمان تقویٰ اور جہاد ہے، ہمارے دل میں آقا کی محبت ہو، اسکے ساتھ ساتھ ہمارے پاس ٦ لاکھ جدید خطوط پر استوار دنیا کی بہترین فوج ہو، پھر اللہ نے ایٹمی قوت بھی بنایا ہو، میرے بھائیو! ذرا تصور تو کرو قیامت کے دن آقائے مدنی ﷺ سامنے ہونگے اور ہم کس حال میں انکے سامنے جائیں گے۔ اگر پوچھ لیا کہ اے میری محبت کا دعویٰ کرنے والے پاکستانی فوجیو! جس دین کے لئے میں نے اپنا خون بہایا، اپنے دانت شہید کرائے، جنگِ خندق میں اس مدینہ کو بچانے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھے، اس دین کو بچانے کے لئے اپنے منہ بولے بیٹے کو شہید کرایا، اپنے چچا کا کلیجہ چاک کرایا، اپنے خاندان کے لوگ شہید کرائے، مجھ پر جان نچھاور کرنے والے میرے دوست (صحابہ) مجھ سے بچھڑ گئے......لیکن تمہارے سامنے میرے اس دین کو مٹایا گیا، میرے اس جہاد کو جس میں ۲۷ مرتبہ میں خود نکلا اور چالیس سے زیادہ بار اپنے صحابہ کو خود روانہ کیا، اس جہاد کو تمہارے سامنے تمہارے جرنیلوں نے میرے سب سے بڑے دشمن اور ابوجہل کے جانشین، امریکہ و برطانیہ کے کہنے پر دہشت گردی قرار دیا، لیکن تم خاموش رہے، تم نے میری محبت کی پروانہ کی بلکہ اپنی وردی سے زیادہ محبت کرتے رہے، حالانکہ تم خود کہتے تھے کہ یہ وردی تو ہم نے پہنی ہی اسلئے ہے کہ وہ دن آئے جب اپنے آقا کے دشمنوں سے مقابلہ ہو، انکے کارٹون بنانے والوں سے جہاد ہو، اور یہ وردی آقا کی محبت میں ہمارے خون سے سرخ ہو جائے، لیکن افسوس.....تم نے تو ہر وعدہ بھلا دیا، ہر عہد توڑ دیا، میری محبت کی بھی لاج نہ رکھی تمہیں صرف اپنی وردی کا تقدس، اپنے جرنیلوں کی وفاداری اور امریکی ڈالر کا لالچ یاد رہا۔

اے محمد ﷺ کو سچا ماننے والے فوجی جوانو! آنکھیں بند کر کے تنہائی میں سوچو، قیامت کے دن آقائے نامدار تشریف فرما ہونگے، سارے پاکستان کے لوگ بھی جمع ہونگے، بلکہ ساری دنیا اکٹھی ہوگی، ایک طرف شہداء اور مجاہدین کا لشکر ہوگا.....کسی کے ہاتھ میں تلوار و نیزے تو کچھ کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں ہونگی.....اس لشکر میں اسلام کے پہلے شہید سے لیکر حضرتِ امام مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک سب شہداء اور مجاہدین ہونگے۔ دوسری طرف اللہ کے دین کے خلاف لڑنے والے..نمرود و ہامان، فرعون و شداد، ابوجہل و عتبہ شیبہ اور جارج بش واوبامہ ہونگے۔ آپ تصور کیجئے اگر امریکہ کے لئے لڑتے ہوئے مارے گئے تو ظاہر ہے ہر شخص اسی لشکر کے ساتھ اٹھے گا جس کے کہنے پر جان دی تھی۔ امریکہ کے اتحادی امریکی لشکر کے ساتھ اٹھیں گے اور امریکہ کے دشمن یعنی مجاہدین و طالبان محمد ﷺ کی جماعت کیساتھ کھڑے ہونگے.......

..........حضرت خباب رضی اللہ عنہ (جنکو مکہ میں کفار نے شہید کیا تھا) اپنے زخمی جسم کے ساتھ آئیں گے، زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا، اللہ پوچھیں گے اے خباب! یہ حالت کس لئے ہوئی، خباب پکار اٹھیں گے اے میرے مولا! آپ جانتے ہیں، یہ حالت دنیا کے لالچ میں نہیں کرائی، دولت کمانے یا پلاٹ لینے کے لئے نہیں کرائی بلکہ اے اللہ آپکی اور انکی (آپ ﷺ کی طرف اشارہ کر کے) محبت میں یہ حالت کرا کے آیا ہوں۔

حضرتِ سمیہ رضی اللہ عنہا نیزوں سے چھلنی جسم کے ساتھ آئیں گی اللہ پوچھیں گے تم تو عورت ذات ہو، تمہیں یہ زخم برداشت کرنے کی ہمت کیوں کر ہوئی؟ کہیں گی یا اللہ جو قرآن تو نے ان (محمد ﷺ کی طرف دیکھ کر) کو دے کر بھیجا تھا اس قرآن سے اور ان سے اتنا پیار تھا کہ ایسی سو جانیں بھی ان پر قربان۔

آپ ﷺ کے چچا، شہداء کے سردار، حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ میدانِ احد سے اٹھ کر آرہے ہونگے......میرے فوجی سپاہیو! ذرا اس منظر کو اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ، آپ ﷺ کے پیارے چچا کا کلیجہ چاک ہے، جسم پر نیزے کے نشان ہیں سب لوگ دیکھ رہے ہونگے اللہ کتنے خوش ہونگے، میرے اور آپکے آقا کی خوشی کا کیا عالم ہوگا، پوچھا جائے گا حمزہ کس کی خاطر یہ حال کرایا؟ چچا کہیں گے میرے رب آپ جانتے ہیں کس کی محبت میں یہ حال کرایا......اعلان ہوگا میرے حبیب ﷺ کے چچا سچ کہتے ہیں .....اللہ اکبر کیا منظر ہوگا۔ ایک کے بعد ایک شہید آرہا ہوگا، جس نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت میں جان دی، جس نے اسلام کی سربلندی کے لئے جان دی، جس نے اللہ اور اسکے پیارے حبیب ﷺ کے دشمنوں سے لڑتے ہوئے جان دی، جس نے آقا کے دشمنوں، قرآن کو جلانے والوں، آقا کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے لڑتے ہوئے جان دی، انکی بمباری میں شہید ہوا، انکے ڈرون سے جسم کے پرخچے اڑوائے، آقائے مدنی ﷺ کی شریعت کے نفاذ کے مطالبہ کے جرم میں گولیوں سے

بھون ڈالے گئے، امریکہ کے خلاف جہاد کرنے کے جرم میں دہشت گرد قرار دیکے بموں سے اڑا دئے گئے، خفیہ ایجنسیوں نے تشدد کرتے کرتے جسم کا قیمہ بنا دیا، دہشت گردی کی جنگ میں امریکہ یا اپنے ہی ہم وطنوں کے ہاتھوں شہید کر دئے گئے.......سب خون میں لت پت....اپنی مقتل گاہوں سے اٹھ کر آ رہے ہونگے.....
....کوئی بدر و احد سے اٹھ کر آ رہا ہوگا تو کوئی افغانستان سے، کوئی فلسطین سے، تو کوئی چیچنیا سے، کوئی اسلام آباد کی لال مسجد سے، کوئی کشمیر سے تو کوئی سوات سے، کوئی مکہ مکرمہ سے تو کوئی باجوڑ و وزیرستان سے، کوئی افریقہ کے جنگلات سے تو کوئی یورپ کی وادیوں سے، کوئی سمندر سے تو کوئی پہاڑوں سے۔ فرشتے مرحبا مرحبا کہہ رہے ہونگے، ساری کائنات یہ استقبال دیکھ رہی ہوگی، تمام انبیاء موجود ہونگے......آقائے مدنی ﷺ فخر فرما رہے ہونگے......میرے فوجی جوانو! سوچو....دل پے ہاتھ رکھ کے سوچو.......سارے شہداء اور انکے گھر والے خوش ہونگے حوریں استقبال کے لئے سجی دھجی بیٹھی ہونگی.... جنکے حسن کا تصور دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا.....ایسے وقت میں آپ فوجی بھائی بھی اپنی وردیاں خون میں لت پت لئے اپنی مقتل گاہوں سے اٹھ کر آ رہے ہونگے سب انبیاء، اور امام الانبیاء آپ کو دیکھیں گے...عرشِ عظیم کا بادشاہ آپ سے پوچھے گا کس کے لئے یہ خون کی ہولی کھیل کر آئے تمہارے ہاتھ کس کے خون سے رنگین ہوئے......تمہاری صفیں میرے حبیب ﷺ کے چچا کی صف سے الگ کیوں ہیں، تمام شہداء تو آج خوش و خرم ہیں لیکن تمہارے چہروں پر مایوسی کیوں چھائی ہوئی ہے.......میرے فوجی بھائیو! سوچو: کیا جواب دو گے، اے اللہ ہم نے امریکیوں کے لئے جہاد کیا، پوچھا جائے گا کس سے کیا وہ لشکر کہاں ہیں؟ وہ ''دہشت گرد'' کہاں ہیں جنکو تم نے امریکہ کے حکم پر قتل کیا انکی بستیاں اجاڑ ڈالیں.....نظریں اٹھا کر دیکھو! سوات والے، بگرام و قندھار والے، باجوڑ و وزیرستان والے.... باقی قبائل....میری شریعت کا تم سے مطالبہ کرنے والے....اور یہ جامعہ حفصہ کی معصوم حافظات.....اور یہ لال مسجد کے شہداء جن کو تم ہندو کہتے تھے.. بھارت کے ایجنٹ کہتے تھے......بغیر سنت والا کہتے تھے.....دیکھو.......ذرا دیکھو......یہ سب تو شہداء کے سردار حمزہ بن عبد المطلب کی کمان میں میرے عرش کے سائے میں کھڑے ہیں......اے فوجیو! کیا جواب دو گے آقا کی محبت کا دعویٰ کرنے والو! بولو....کیا جواب دو گے....یہی کہو گے......دہشت گردی کی عالمی جنگ تھی......نوکری بچانے اور وردی کی لاج رکھنے کی جنگ تھی......امریکہ سپر پاور تھا......اس سے کیسے لڑتے....سو امریکا کا ساتھ دیتے رہے......دل کو مطمئن کرنے کیلئے امریکہ کے دشمنوں کو بھارت کا ایجنٹ کہتے رہے.....پھر بہت سے مولوی بھی ہمارے ساتھ تھے......اعلان ہوگا کہ ان مولویوں کو گھسیٹ کر لایا جائے جو انکو امریکہ کا اتحادی بن کر لڑنے کے باوجود شہید ہونے کے فتوے دیتے رہے......شہادت کے فضائل سناتے رہے.....انکی جنازہ پڑھاتے رہے......اور میری راہ میں لڑنے والوں کو دہشت گرد اور ہلاک ہونے کے فتوے لگاتے رہے....پھر ان سرکاری مولویوں کو فرشتے گھسیٹتے ہوئے لائیں گے...انکی زبانیں اس طرح باہر لٹک رہی ہونگی جیسے پیاسے کتے کی.....انکی شکلوں پر موت کا سناٹا ہوگا، انکی داڑھیوں پر زہریلے سانپ لپٹے ہونگے.......

میرے فوجی جوانو! آپ کن مولویوں کے کہنے پر اپنی جانوں کو، اسلام کے خلاف .....امریکہ کے لئے ضائع کر رہے ہو، خدا کی قسم یہ وہ مولوی ہیں جو تمہارے جرنیلوں سے ان فتووں کی پوری پوری قیمت وصول کرتے ہیں..یہ اپنے علم کے بدلے اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں......یہ مردار کھاتے ہیں.......یہ محمد ﷺ کا نام لیتے ہیں لیکن دیکھ لینا قیامت کے دن میرے اور آپ کے آقا رحمۃ للعالمین ﷺ، ابو جہل سے بھی زیادہ ان دنیا دار مولویوں سے ناراض ہونگے، اللہ ان پر غصہ ہونگے......نہ انکی طرف دیکھیں گے اور نہ ان سے بات کریں گے....پھر آپ کیا کریں گے؟

کیا تم ان علماء کی بات نہیں سنتے جنھوں نے یہ فتویٰ دیا کہ اگر کوئی فوجی قبائل میں مجاہدین سے لڑتا ہوا مارا جائے وہ حرام موت مرے گا، اسکی جنازہ نہیں پڑھائی جائے گی.....یہ علماء حق ہیں جو حق کہنے میں جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے...انکو اپنا امام مانتے انکے پیچھے چلتے تو آج تم بھی شہداء کی صفوں میں کھڑے ہوتے.......

اس قت کو یاد کرو اس دن کون کون کام آئے گا.........جب محمد ﷺ آپ سے نظریں پھیر لیں گے.....آپ کس کے فتوے کا سہارا لیں گے......امریکہ کی جنگ کو کس طرح اپنی جنگ ثابت کریں گے.......اللہ کے عرش کے سائے میں آرام کرتے سوات و وزیرستان، لال مسجد و جامعہ حفصہ کے شہداء کے خلاف کون ساٹی وہ چینل، آئی ایس پی آر، یا کون سا کالم نگار تمہارا ساتھ دیگا۔

سوچو ذرا سوچو! قوم نے وردی تمہیں کس لئے پہنائی؟ جو وردی آقائے مدنی ﷺ کے دین کے خلاف استعمال ہو.....آپ کا کلمہ پڑھنے والے بوڑھوں، عورتوں اور معصوم بچوں کے جسم کے چیتھڑے اڑا دے.....محمد ﷺ کے دین کے لئے جانیں قربان کرنے والے غیور قبائلی نوجوانوں کو لائن میں کھڑا کر کے گولیوں سے اس طرح بھون دیا جائے جیسے امریکی اور بھارتی فوجیوں کو بھوننا چاہئے تھا......میرے فوجی جوانو! تمہیں کیا ہو گیا کیا ہماری ساری پاک فوج محمد ﷺ کے دشمن امریکہ کی غلام ہوگئی.....قرآن جلانے والوں کے ساتھ ہوگئی....کیا یہ وردی اور پیٹی کالی کملی والے سے زیادہ قیمتی ہوگئی؟ تمہارا چیف آف آرمی اسٹاف کیسی بزدلانہ باتیں کرتا ہے وہ کہہ رہا ہے Can we Fight USA کیا ہم امریکہ سے لڑ سکتے ہیں؟ یہ جرنیل تمہیں بزدل بنانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ساری پاک فوج ابھی بھارت اور امریکا کی شراب کی رسیا نہیں ہوئی۔ اس میں ابھی بھی محمد ﷺ کے غلام موجود ہیں، وہ موت سے نہیں ڈرتے۔ جہاد بھارت سے ہو تب بھی اور امریکہ اور تمام ناٹو سے ہو تب بھی

موت اسی وقت آئے گی جس وقت ہمارے رب نے لکھ دی ہے۔لہٰذا ہمیں امریکہ سے نہ ڈراؤ مؤمن تو صرف اللہ کے بھروسے پر لڑتا ہے ....علامہ نے کیا خوب فرمایا

" کافر ہے تو شمشیر پے کرتا ہے بھروسہ ‏ ‏ ‏ مؤمن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

میرے فوجی جوانو!اب امریکی غلامی کا پھندا گلے سے اتار پھینکو.....آخر کب تک امریکہ کے کہنے پر اپنوں کا خون بہاتے رہو گے؟ کب تک؟ کیا آپ نے محمد ﷺ کے کارٹون بنانے والوں سے انتقام لے لیا؟ کیا قرآن جلانے والوں کے ہاتھ کاٹ دئے؟ کیا کشمیر فتح ہو گیا؟ کیا بھارت ہمارا دوست بن گیا؟ کیا بھارت سے ہم نے اپنا پانی آزاد کرا لیا؟ اسکے ڈیم تباہ کر دئے؟

اے جوانو! سوچو.......بت پرستوں سے دوستی کرتے ہو اور کلمہ گو مسلمانوں کو شہید کرتے ہو......ان سے جنگ کرتے ہو.......یہ تو خوارج کی نشانی ہے.......آپ ﷺ نے فرمایا: خوارج بت پرستوں سے جہاد نہیں کریں گے اور مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔

اب وقت آ پہنچا ہے کہ محمد ﷺ کے اس دین کے لئے امریکی غلاموں کو خود ہی مارنا شروع کر دو...یہ جرنیل اب پاکستانی نہیں رہے یہ امریکہ کے ہو چکے ہیں یہ آپ کے ہاتھوں اس ملک وقوم کو تباہ کرا رہے ہیں انھوں نے امریکہ کے ساتھ مل کر تمہارے کلمہ گو افغان بھائیوں کا قتلِ عام کرایا...اپنے اڈے سمندر اور پورا پاکستان امریکہ کے حوالے کر دیا۔بتاؤ تو سہی طالبان نے پاکستان کا کیا بگاڑا تھا بلکہ وہ تو ہمارے بہترین دوست تھے لیکن یہ جرنیل امریکی ہیں انکے بچے اور انکا مستقبل امریکہ کے ساتھ ہے....یہ تمہیں امریکہ سے بھی اسی لئے ڈرا رہے ہیں تاکہ عام سپاہی امریکہ کے خلاف جہاد میں طالبان کا ساتھ نہ دے.....ان سے نہ ڈرو.... اپنے رب پر بھروسہ کرو امریکہ شکست کھا رہا ہے اس گرتی دیوار کو اگر پاکستان میں آخری دھکا تم دیدو تو یقین جانو محمد ﷺ کی اس مظلوم امت پے پاک فوج کا یہ بڑا احسان ہو گا.....محمد ﷺ تم سے راضی ہو جائیں گے.....انکے خلاف طالبان کا ساتھ دو.....انکی معلومات مجاہدین تک پہنچاؤ اور یہ بھی دیکھو کہ تمہارے اندر کون سے افسران پاکستان سے زیادہ امریکہ اور بھارت کے وفادار ہیں...محمد ﷺ سے زیادہ کہیں انکے دلوں میں آقا کے دشمنوں کی محبت تو نہیں بھری ہوئی۔اپنے افغان بھائیوں کو دیکھو...انکے پاس کیا تھا...اب تو کوئی انکی مدد بھی نہیں کرتا.....سب جھوٹ ہے...وہ صرف اللہ کی مدد سے آج امریکہ کو مار رہے ہیں....

لیکن تم امریکہ سے ڈر گئے اور پورا ملک امریکہ کے حوالے کر دیا.....نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو، پہلے تو امریکہ پاکستانی مسلمانوں کو شہید کر رہا تھا، حالانکہ تم نے انکی حفاظت کا حلف اٹھایا تھا، لیکن تم دیکھتے رہے، اور اب مہمند ایجنسی میں سلالہ پوسٹ پر اس طرح بمباری کی گئی جیسے یہ کسی ایٹمی ملک کی فوج نہیں بلکہ امریکہ کی غلام فوج ہو، دو گھنٹے تک امریکی فضائیہ تمہارے فوجی بھائیوں پر بمباری کرتی رہی لیکن راولپنڈی میں گرم کمروں میں بیٹھے جرنیل ناٹو کے افسروں کی منتیں کرتے رہے۔

سوال یہ ہے کہ ہماری فضائیہ کیوں نہ اڑی، کیا یہ فضائیہ سوات، باجوڑ، وزیرستان وقبائل کے بچوں کو یتیم کرنے کے لئے ہے، کیا یہ ملک کی مساجد ومدارس کو کھنڈرات میں تبدیل کرنے کیلئے بنائی گئی ہے؟ کیا انکو قرآن واحادیث کی کتابیں جلانے کا ہی فن آتا ہے؟ یہ اپنے فوجیوں کو امریکیوں سے کیوں نہ بچا سکے؟ ہمارے میزائل کہاں تھے، تمہارا چیف تمہارے جوانوں کی جان کیوں نہ بچا سکا، فوجی جوان وائرلیس کرتے رہے، لیکن ایٹمی قوت کی فوج اپنے جوانوں کی جان بچانے کے لئے کچھ نہ کر سکی.......کیوں؟ آخر کیوں؟ اس ملک پر کنٹرول کس کا ہے؟ جی ایچ کیو کا یا پینٹا گون کا؟ آخر کس کے حکم کا انتظار تھا؟ جب اپنی فوج مر رہی ہے اور جی ایچ کیو کو علم بھی ہے تو پھر حملہ آوروں کے خلاف ایکشن کی اجازت کون دیتا؟ کس کا انتظار تھا؟ انکو کیوں نہیں مارا گیا؟

صرف اسلیئے کہ حملہ آور وہ فوج تھی جس کو تمہارے جرنیلوں نے اپنا رب بنا لیا ہے، اپنے فوجی مرتے ہیں تو مر جائیں لیکن گوروں کے جسم پر خراش بھی نہیں آنی چاہیئے، ان پر اپنے دفاع میں بھی گولی نہیں چلائی جائے گی، کیا تمہاری رگوں میں خون نہیں پانی دوڑتا ہے، اور صرف گوروں کا خون اتنا قیمتی ہے کہ ساری پاکستانی پولیس اور فوج انکی حفاظت کے لئے اپنے جسم کے پرخچے اڑوانا اپنی کامیابی سمجھتی ہے، کیا صرف امریکی ماؤں کے جنے ہی انسان ہیں، پاکستانی ماؤں نے جو جنے وہ انسان نہیں؟

اے فوجی جوانو! ایسی ذلت تم پر کیوں مسلط ہوئی؟ جسکو راضی کرنے کے لئے تم نے دس سال اپنوں کا لہو پیا، سوات تا وزیرستان ہنستی کھیلتی بستیوں کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا، آج وہی دجال تمہارے ساتھ وہی کر رہا ہے جو تم نے اپنوں کے ساتھ کیا تھا....آج پاکستانی مائیں تمہیں روتی ہیں، تم نے انکے دودھ کو بدنام کر دیا، تم نے اپنے ماموں کا سر شرم سے جھکا دیا اور اپنے باپ دادوں کے لئے تم باعث شرم بن گئے...کیوں؟ آخر کیوں....اے میرے فوجی جوانو.............بولو....کیوں؟

اس ذلت کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ تم نے امریکہ کو راضی کرنے کے چکر میں اپنے رب کو ناراض کیا، امریکی غصے سے بچنے کے لئے تم نے عرش وکرسی کے بادشاہ کا غضب مول لیا، سو اس بادشاہ کی یہ سنت ہے کہ جو کوئی جس وجہ سے اس کو ناراض کرے گا وہ بادشاہ اسی کو اس پر مسلط کر دے گا، لہٰذا اللہ نے تم پر آج امریکہ کو ہی مسلط کر دیا، کیونکہ کل تک تم افغانوں پر بمباری کرا کے خوش ہوتے تھے، قبائل کو تباہ کر کے مزے لیتے تھے۔سو اللہ کی سنت کو کون تبدیل کر سکتا ہے۔

تم نے خود اپنی پہچان کھوئی اور تم محمد ﷺ کی غلامی سے نکل کر امریکہ کی غلامی میں چلے گئے، جبکہ طالبان نے امریکہ سے بغاوت کی اور محمد ﷺ کی غلامی پر راضی رہے، سو معاملہ دیکھ لو......آج دس سال گذرنے کے بعد طالبان کی عزت دیکھو اور اپنی ذلت

بھی دیکھو....

اے پاکستانی فوج! اگر تم بھی اپنے اللہ کو منالو اپنے پیارے نبی ﷺ کی محبت دل میں پیدا کر کے انکے دشمنوں سے لڑنے لگو اور ان پاکستان دشمن جرنیلوں کو صاف کہہ دو کہ اب ہم امریکہ کے لئے مزید خون نہیں دے سکتے امریکہ نے ہمارا دین ہمارا ایمان ہمارے مسلمان اور ہمارے ملک کے خلاف جنگ چھیڑی ہے وہ ہمارا دشمن ہے یاد رکھو جو تمہارے نبی کا دشمن وہ تمہارا دوست کبھی نہیں ہوسکتا یہ ناممکن ہے اور یہ بھی یقین رکھو القاعدہ اور طالبان کا تمہارے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں وہ صرف امریکہ کے لئے لڑنے والوں کے دشمن ہیں اور انکے دشمن ہیں جو محمد ﷺ کے دین کے نفاذ کے راستے میں رکاوٹ ہیں اور یہ اللہ کا حکم ہے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ جو بھی کافروں کی طرف سے لڑے گا اسکا انجام کافر کے ساتھ ہوگا۔ آخر میں اس بارے میں مختصراً آیت اور ایک واقعہ نقل کر کے بات ختم کرونگا۔ یہ واقعہ تاریخ وسیرت کی ہر کتاب میں آپ خود پڑھ سکتے ہیں۔

:مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کا اتحادی بننا قرآن کی رو سے صریح حرام ہے اور ایسا شخص ملتِ اسلامیہ سے خارج سمجھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **یا ایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض. ومن یتولھم منکم فانہ منھم(المائدۃ 51)**

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم میں سے جو کوئی بھی انکو دوست بنائے گا بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔

ابن قیم جوزیؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا اور انکے فیصلے سے زیادہ اچھا فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جس نے یہود نصاری کو دوست بنایا وہ انہی میں سے ہے۔ سو جب نصِّ قرآنی سے یہود ونصاریٰ کے دوست انہی میں سے ہیں تو ان دوستوں کا حکم بھی ان یہود ونصاری جیسا ہی ہوگا۔ (احکام اہل الذمۃ)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ان الذین توفٰھم الملائکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض ا للہ واسعۃ فتھاجرو افیھا فأولٓئک مأوٰھم جھنم.** ترجمہ: بیشک جب فرشتے ان لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں جنھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا (فرشتے) کہتے ہیں تم کس حال میں (دین پر عمل کرنے کے بارے میں زندگی گذارتے) رہے۔ وہ کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے (اسلئے ہجرت نہ کر سکے) وہ (فرشتے) کہینگے کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ وہاں تم ہجرت کر جاتے۔ بس ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

شرح نواقض الاسلام میں ہے ''جہاں تک تعلق کافروں کی مدد اور تائید کا ہے تو جس نے مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی حمایت ومدد کی تو یہ ارتداد ہے (یعنی وہ مرتد ہے)۔ اس پر دلیل یہ آیت ہے ''**ان الذین توفاھم الملائکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فأولئک مأوٰھم جھنم** '' یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ میں ایمان لے آئے تھے لیکن ہجرت نہیں کی تھی اور بدر کے دن مجبوراً کفارِ مکہ کے ساتھ نکلے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے انکے بارے میں جہنم کا اعلان کیا۔ سو جس نے مسلمانوں کے مقابلے کافروں کی مدد کی وہ مرتد ہو گیا اور دینِ اسلام سے خارج ہو گیا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائیں۔ (شرح نواقض الاسلام۔ السعد ج:۱ ص:۳۹)

جنگِ بدر میں کفارِ مکہ کے ساتھ کچھ مسلمان بھی میدان میں نکلے تھے اور کافروں کی جانب سے جنگ کی۔ ان میں نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس ابن عبد المطلب اور نوفل اور عقیل بن ابی طالب بھی تھے۔ یہ حضرات خفیہ طور پر ایمان لا چکے تھے لیکن ابھی ہجرت نہیں کی تھی چنانچہ مجبوراً انکو بھی کفارِ مکہ کے ساتھ جنگ کے لئے نکلنا پڑا۔ یہ تینوں حضرات جنگ میں گرفتار ہوئے اور جنگ کے بعد جب آپ ﷺ کی خدمت میں ان حضرات کو پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے چچا سے فرمایا کہ آپ اپنا اور اپنے بھتیجے (عقیل) کا فدیہ ادا کر دیجئے تو ہم آپ کو چھوڑ دینگے اس پر حضرت عباسؓ نے حیرت سے فرمایا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے قبلے کی جانب نماز نہیں پڑھتے اور کیا ہم آپ کی نبوت کی گواہی نہیں دیتے میں تو مجبوراً انکے ساتھ آیا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ چچا آپکا ظاہر ہمارے (یعنی مسلمانوں کے) خلاف ہے۔ جہاں تک تعلق آپکی نیت کا ہے تو وہ اللہ جانتا ہے۔ پھر انکو یہ آیت سنائی **الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا** ترجمہ: کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ وہاں سے ہجرت کر جاتے۔

یعنی نبی کریم ﷺ نے انکے اس مجبوری کے عذر کو قبول نہیں کیا اور انکا حکم بھی کافروں جیسا ہی بیان فرمایا۔ جو جسکے ساتھ ہوگا اسی کے ساتھ اس کا انجام اور حشر ہوگا۔

اے اسلام کے دعویدار جوانو! سوچو......دس سال سے کفر واسلام کی اس جنگ میں کس کا ساتھ دے رہے ہو؟ قرآن کریم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھو، علماءِ حق سے یہ مسئلہ پوچھو کہ مجاہدین کے مقابلے کافروں کا ساتھ دینا، کسی بھی طرح انکی مدد کرنا کیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے کے دل میں اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت پیدا فرمادے۔ جب یہ محبت دل میں ہوگی تو ظاہر بات ہے اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والوں، انکو تکلیف پہنچانے والوں اور انکے کارٹون بنانے والوں کی نفرت خود بخود دل میں ہوگی۔ جس دل میں رسول ﷺ کے دشمنوں کی نفرت نہیں یقین جانو اس دل میں آقا کی محبت بھی نہیں ہوسکتی۔

(بقیہ صفحہ 56 پر)

اکابر کا تصورِ پاکستان

مولانا ابوعبیدہ صاحب حفظہ اللہ اورکزئی ایجنسی

''ہمارے بزرگوں نے اپنا قیمتی خون پیش کر کے پاکستان کو حاصل کیا تھا اب اگر ہم اسی ملک کے سپاہیوں، سیکورٹی اداروں اور خفیہ اداروں کے خلاف اعلان جنگ کرے تو ہم ان اکابر کو کیا منہ دکھائے گے، کہ انہوں نے تو دن رات کی نیندیں حرام کر کے اس ملک کو حاصل کیا تھا اور اب ہم ہیں کہ اس ملک کو تباہ کر رہے ہیں'' یہ وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے بہت سارے لوگ جہاد پاکستان کو تسلیم کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

یہ واقعی ایک دل دکھانے والی بات ہے، لیکن سوچنا چاہئے کہ ہمارے بزرگوں نے جب اس ملک کے لئے قربانیاں دی تھیں وہ کیا سوچ لیکر اٹھے تھے؟ انکا منزل مقصود کیا تھا؟ وہ کیوں ایک بہت بڑے رقبۂ زمین کو چھوڑ کر ایک مختصر سے قطعہ اراضی پر راضی ہو رہے تھے؟ یہ سب کچھ اسلئے تھا کہ وہ چاہتے تھے کہ پاکستان کے نام سے ایک ملک وجود میں آئے گا اور وہ ان خوبیوں کیساتھ دنیا کے دیگر ممالک سے ممتاز ہوگا۔ انہوں نے اپنے ذہن میں پاکستانی نظام کے بارے میں درج ذیل خاکہ تیار کیا تھا

☆ ایسی سرزمین جس پر انسانوں کے بنائے ہوئے قانون ونظام کے بجائے اللہ کے دین، دینِ اسلام کا نظامِ حکومت ہو۔

☆ وہ سرزمین جس میں اکثریت کے بجائے اللہ کا حکم معیارِ حق ہو۔

☆ وہ سرزمین جس میں سودی وسرمایہ دارانہ معیشت کے بجائے اسلام کا معاشی نظام نافذ ہو۔

☆ وہ سرزمین جس کی میڈیا و تعلیمی ادارے کفری یعنی جمہوری وسیکولر نظام کا باطل ہونا اور اسلامی نظام کا حق ہونا لوگوں پر واضح کر دیں۔

☆ وہ سرزمین جس میں تعلقات کی بنیاد وطن اور اس کی حدود کے بجائے اسلام اور لا الہ الا اللہ ہو۔

لہذا جو مسلمان ہو وہ ملکی و پاکستانی ہوا گرچہ وہ دنیا کے آخر کار رہنے والا ہو کیونکہ وہ ''لا الہ الا اللہ'' والا ہے جس کا معنی ہے پاکستانی، اس لئے اس سرزمین کا ''لا الہ الا اللہ'' کے علاوہ کوئی دوسرا شناختی کارڈ نہ ہو۔

☆ وہ سرزمین جس میں غیر مسلم کو صرف اس شرط پر رہنے کی اجازت دی جاتی ہو کہ وہ اسلامی اجتماعیت، اسلامی حکومت اور جزیہ کو قبول کریگا۔

وہ سرزمین جس میں دو قسم کے لوگوں کا رہنا بالکل ممنوع ہو:

ا۔ وہ جو قدیم مذاہب یعنی عیسائیت، یہودیت، ہندومت اور سکھ مذہب کے پیرو ہونے کے باوجود جزیہ نہ دے یا مثلاً وہ اسلامی اجتماعیت کے بجائے سیکولر اجتماعیت کو چاہنے والے ہوں۔

۲۔ وہ جو نماز روزے جیسے انفرادی احکام میں تو اسلام کے تابع ہوں مگر اجتماعی احکام میں وہ سیکولیرازم کے تابع ہوں۔

ان دو قسم کے لوگوں کی اسلامی امارت میں کوئی جگہ نہیں۔ اول الذکر طبقے کو حربی کافر کہا جاتا ہے جس کے خلاف لڑنا واجب ہے، جبکہ مؤخر الذکر لوگوں کو مرتد کافر کہا جاتا ہے جس کو قتل کرنا واجب اور فرض ہے۔

☆ وہ سرزمین جس میں اجتماعیت وسیاست، قانون ونظام اور حکومت بنانے اور چلانے کے احکام، سیکولر کتابوں کے بجائے قرآن وسنت سے لئے جاتے ہوں۔

☆ وہ سرزمین جس کے فوج کا کام ملک سے باہر دنیا میں اسلام کو جہاد کے ذریعے غالب کرنا ہو۔

☆ وہ سرزمین جس کے پولیس کا کام ملک کے اندر اسلام کو غالب رکھنا ہو۔

☆ مختصر یہ کہ پاکستان اس سرزمین کو کہا جاتا ہے جس میں کفر مغلوب اور اسلام غالب ہو۔

انکے ذہن میں قطعاً یہ بات نہ تھی کہ

☆ اس سرزمین کو پاکستان کہا جائے گا جس میں سیکولرازم یعنی جمہوریت، وطنیت، اور انگریزی قانون غالب ہو کیونکہ پاکستان کا مطلب ہے ''لا الہ الا اللہ''۔

اب جو خطہ پاکستان کے نام سے موسوم ہے کیا اس خطے میں مذکورہ بالا اوصاف کی حامل حکومت موجود ہے، کیا اس خطے میں جو سیاسی جماعتیں ہیں وہ مذکورہ بالا اوصاف کی حامل حکومت قائم کرنا چاہتی ہیں کیا یہاں کے سیاسی جماعتوں کا طریقہ کار اسلامی ہے، کیا یہاں کی میڈیا، این جی اوز اور تعلیمی اداروں کی جدوجہد مذکورہ بالا اوصاف سے متصف ''لا الہ الا اللہ'' والے پاکستان کے لئے ہے؟؟؟

اگر ان سب سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر آپ خود سوچیں کہ مذکورہ بالا اوصاف کے حامل پاکستان کا وجود کرہ ارض پر ہے کہ نہیں، اور جو خطہ پاکستان کے نام سے موسوم ہے کیا وہ خطہ پاکستان کہلانے کا مستحق ہے؟؟؟

پھر پاکستان کا معنیٰ صرف یہ نہیں ہے کہ یہ اسلامی حکومت ہو کیونکہ اسلامی حکومت تو صرف ''الا اللہ'' کا مطلب ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ''لا الہ'' کی وجہ سے پاکستان کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس سرزمین میں قائم حکومت اسلامی ہونے کے ساتھ ساتھ کفری یعنی سیکولر نظام، سیکولر حکومتوں، اقوام متحدہ اور تمام کفار سے براءت کرنے والی اور ان کے ساتھ دشمنی کرنے والی حکومت ہوگی تب یہ سرزمین پاکستان کہلانے کی مستحق

ہوگی۔

جبکہ اس میں ایسی حکومت قائم ہے جو کفر و کفّار کی دوست اور اسلام و مسلمانوں کی دشمن ہے جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جو علاقہ پاکستان کے نام سے مشہور ہے یہ کسی طرح پاکستان نہیں ہے، لھذا یہ کہنا غلط ہے کہ پاکستان کے نام سے مشہور سر زمین کے ساتھ محبت کرنا لا الہ الاّ اللہ کے ساتھ محبت کرنے کے ہم معنی ہے۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ پاکستان کے نام سے مشہور حکومت کے خلاف لڑنا اس پاکستان کے خلاف لڑنا ہے جس کا معنیٰ ''لا الہ الاّ اللہ'' ہے اسی طرح اس ملک کی فوج کو پاکستانی کہنا اور اس کے خلاف لڑنا پاکستانی فوج کے خلاف لڑنے کے مترادف سمجھنا بھی غلط ہے کیونکہ پاکستانی کا مطلب لا الہ الاّ اللہ والی سرزمین اور پاکستانی فوج کا مطلب لا الہ الاّ اللہ والی فوج ہے یعنی وہ فوج جو کفر و کفار کی دشمن اور اسلام و مسلمانوں کی دوست و محافظ ہو جبکہ پاکستان کے نام سے مشہور ملک کی فوج اسلام و مسلمانوں کی دشمن اور کفر و کفار کی دوست و محافظ ہے اچھا اگر یہ ملک پاکستان نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہی مغربی ہندوستان ہے اس کے ساتھ محبت کرنا اسی کیساتھ محبت کرنا ہے، اس کی فوج پاکستانی نہیں ہندی اور انڈین آرمی ہے۔ مشرقی ہندوستان اور مغربی ہندوستان کی فوجیں اگر ایک دوسرے کے خلاف لڑتی ہیں تو یہ ان کی آپس کی لڑائی ہے۔ اس میں قائم حکومت اسلامی نہیں بلکہ جمہوری اور سیکولر ہے تو اس کے خلاف لڑنا ہندوستان کے خلاف اور اسی سے محمد بن قاسم، شہاب الدین غوری اور محمود غزنوی نے ہندوستان کے خلاف جنگ کا آغاز کیا تھا اور اسی مغربی ہندوستان کے خلاف سب سے پہلے تحریک طالبان نے اپنی جنگ و جہاد کا اعلان کیا ہے۔

بلوچ، پشتون، سندھی و پنجابی ان چار قوموں کے صوبے بنا کر انہیں اسلامی حکومت پر جمع کیا ہوتا تو یہ ایک اچھی بات ہوتی اور ان کو متفق رکھنا اجر کا باعث ہوتا مگر ان کو جب جمہوریت و وطنیت جیسے سیکولر عقیدے پر جمع کیا ہے تو اس پر جمع ہونا ان کو اس پر متفق رکھنے کی کوشش اور دعائیں کرنا حقیقت میں کفر کو مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جو حکومتی اداروں جمہوری پارٹیوں اور فوج پولیس سب کو تسلیم کیا ہے اگر چہ وہ الفاظ میں اس کی صراحت نہیں کرتے اس لیے کہ وہ جو بھی کوشش اس حکومت کیلئے کرتے ہیں اس کے اجر کی امید وہ اللہ کے بجائے مغربی اور سیکولر حکومتوں سے رکھتے ہیں۔

اب یہ بات ثابت ہوگئی کہ پاکستان کے نام سے مشہور ملک اور حکومت حقیقت میں پاکستان نہیں ہے جس کا معنیٰ ہے ''لا الہ الاّ اللہ'' جس کا مطلب ہے کفر کا دشمن اسلامی ملک اور اسلامی حکومت، تو اب اس بات کی بھی تھوڑی وضاحت ہو جائے کہ پاکستان ایک قوم کا نام بھی نہیں ہے کیونکہ بلوچ الگ قوم ہے اور پشتون، پنجابی اور سندھی الگ الگ قومیں ہیں لہذا نہ یہ اسلامی ملک و اسلامی حکومت ہے جس میں مختلف قومیں جمع ہوسکتی ہیں اور نہ ہی فطری قوم ہے جو خاندان کے لحاظ سے ایک ہوسکتی ہے بلکہ یہ وطنیت جیسے سیکولر نظریے و عقیدے پر متفق قوموں کی طاغوتی و کفری حکومت ہے۔ جس کو یہ لوگ پاکستان کہتے ہیں۔

اب اگر آپ اس طرح وطن پرست یعنی وطن کی عبادت کرنے والے اور وطن کو اللہ کا شریک ٹھہرانے والے بنیں گے تو کافر و مشرک ہو جاؤ گے کیونکہ وطنیت کو مان کر آپ کئی قسم کے کفر کا ارتکاب کرتے ہیں:

۱۔ وطنیت کو مان کر آپ حقیقت میں انگریز کے نوآبادیاتی نظام کو مان رہے ہیں جس میں مسلمان کو مسلمان سے جدا اور کافر کو مسلمان کا بھائی بنایا گیا ہے جو خلافت اسلامیہ کے خلاف ایک سازش ہے جس میں آپ سب برابر کے شریک ہیں۔

۲۔ وطنیت کو مان کر آپ اپنے اسلامی عقیدے کو چھوڑ رہے ہیں جس میں تعلقات کی بنیاد ''لا الہ الا اللہ'' ہے اور سیکولر عقیدے کو اپنا رہے ہیں جس میں تعلقات کی بنیاد وطن ہے، وطنیت کے عقیدے کے مطابق وطن کے حدود میں رہنے والا آپ کا قانونی بھائی ہے اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور وطن کے حدود کے باہر شخص آپ کیلئے قانونی طور پر اجنبی و غیر ملکی ہے اگر چہ وہ مسلمان مجاہد اور اللہ کا ولی ہو (پاکستان کی حکومت کے ساتھ ہماری جنگ اس بات پر شروع ہوئی ہے)

۳۔ وطنیت کو مان کر آپ حقیقت میں طاغوت اکبر اقوام متحدہ کا اپنے آپ کو رکن بنا رہے ہیں جس کا مطلب اس کے تمام کفری قوانین کو قبول کرنا ہے۔

۴۔ وطنیت کے ماننے کا مطلب یہ ہے کہ انگریز نے جو ٹکڑا آپ کو دیا ہے اسی کو آپ اپنی زمین اور اپنا ملک سمجھ رہے ہیں اور انگریز کے مقرر کردہ حدود سے باہر زمین کو آپ دوسروں کی زمین سمجھ رہے ہیں حالانکہ ان حدود سے باہر وہ زمین اور وہ ممالک، جن پر کبھی اسلامی حکومت کا سایہ رہا ہو وہ سب ہماری زمینیں اور ہمارے ممالک ہیں۔ لہذا یہ سیکولر نظریہ اپنا کر آپ کئی قسم کے کفریات کے مرتکب ہو جائیں گے:

۱۔ آپ زمین کا مالک اللہ کے بجائے انگریز اور اقوام متحدہ کو سمجھتے ہیں اسی لئے تو جس طرح کوئی مسلمان اللہ کے حدود کی پابندی کرتا ہے اسی طرح تم انگریز اور اقوام متحدہ کے حدود کی پابندی کرتے ہو۔

۲۔ تم اس ملک کو اپنا ملک سمجھتے ہو جو تم کو انگریز نے دیا ہے مگر ان ممالک کو اپنے ممالک تصور نہیں کرتے جن پر کبھی اسلامی امارت کا پرچم سایہ فگن رہا تھا، جو کہ شرعی لحاظ سے آپ کے اپنے ممالک ہیں، جو اندلس سے لے کر جنوبی افریقہ، انڈونیشیا، مشرقی ترکستان، چیچنیا، اور ترکی تک اور ان ممالک کے درمیان ممالک ہیں۔ جن میں سے اس وقت ایک بھی کفری اور سیکولر قانون و نظام سے آزاد نہیں، کیا کبھی آپ نے سوچا ہے ؟؟؟

۵۔ وطنیت کو مان کر آپ جہاد کی دونوں قسموں کے منکر بنو گے، اقدامی کے بھی

اور دفاعی کے بھی۔ کیونکہ وطنیت کے بارے میں اقوام متحدہ کا قانون یہ ہے کہ آپ کو زمین کا ایک ٹکڑا دیا گیا ہے لہٰذا اس ٹکڑے سے باہر ایک انچ زمین قبضہ کرنا قانونی جرم ہے اور آپ کو یہ تفصیل معلوم ہو یا نہ ہو مگر وطن کے حدود کو تسلیم کرتے ہی آپ نے اس قانون کو تسلیم کیا ہے کیونکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وطن کے حدود کے اندر آپ کا حق ہے اور باہر دوسروں کا حق ہے جس پر ہاتھ ڈالنا ظلم ہے اس کے ظلم ہونے پر شاید آپ قرآن وحدیث کے حوالے بھی پیش کریں کیونکہ اصل خرابی تم میں یہ ہے کہ تم اپنے حق کو دوسروں کا حق سمجھتے ہو۔ زمین اللہ کی ہے اور اس پر رہنے والے مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا ہے لہٰذا ان پر حکم وقانون بھی اللہ کے علاوہ دوسروں کا نہیں چلنا چاہئے، پس جو لوگ اس زمین پر اللہ کے قانون کے علاوہ کوئی دوسرا قانون چلانا چاہتے ہیں ان سے زمین کو چھین کر ان کی حکومت و غلبے کو ختم کرنا اللہ نے ہم پر فرض کیا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر ان لوگوں کا کوئی حق نہیں جو اللہ کے دین وقانون سے باغی ہوں مگر صرف اس صورت میں کہ وہ اللہ کے دین وقانون کے ماننے والے کو جزیہ دیں۔

وطنیت کو مان کر دفاعی وفرض عین جہاد کا انکار اس لئے لازم آتا ہے کہ جس وطنی قانون کو آپ نے قبول کیا ہے اس کے مطابق آپ صرف اس ٹکڑے کا دفاع کر سکتے ہیں جو آپ کو انگریز کی طرف سے ملا ہے۔ رہا مسلم ریاستیں جو اندلس سے لیکر مشرقی ترکستان تک ہے جن پر کفار، مرتدین اور سیکولر نظام وقانون کا قبضہ ہے جن کو آزاد کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے تو اس کی آزادی کیلئے دفاعی جہاد کرنا وطنیت کے قانون میں ممنوع ہے لہٰذا وطنیت کا قائل ہو کر آپ حقیقت میں دفاعی جہاد کا بھی انکار کر رہے ہیں جس کا درجہ شریعت میں فرض عین کا ہے

جبکہ اس میں ایسی حکومت قائم ہے جو کفر و کفّار کا دوست اور اسلام و مسلمانوں کا دشمن ہے جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جو علاقہ پاکستان کے نام سے مشہور ہے یہ کسی طرح پاکستان نہیں ہے

ممکنہ شبہات اور ان کے جوابات :

پہلا شبہہ : پاکستانی حکومت اس لئے اسلامی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو نماز روزے اور حج کی اجازت دی ہے اور اس میں مساجد و مدارس کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

جواب : مندرجہ بالا وجوہات سے کوئی حکومت اسلامی حکومت نہیں ہوتی ورنہ نماز، روزے اور اس جیسے انفرادی عبادات کی تو تمام کفری ممالک میں اجازت ہوتی ہے اور اس کی سب سے واضح مثال ہندوستان ہے جس میں مساجد بھی موجود ہیں اور مدارس بھی کافی تعداد میں قائم ہیں بلکہ پاکستان کے مدارس کا منبع ومبدأ تو ہندوستان ہی میں ہے۔

نوٹ: اس لحاظ سے پاکستان وہندوستان میں کوئی فرق نہیں کہ:

۱۔ دونوں ہندوستان ہیں مگر ایک مشرقی اور دوسرا مغربی ہندوستان ہے۔

۲۔ دونوں ملکوں کی حکومتوں کا مذہب جمہوریت ہے۔

۳۔ دونوں ممالک انگریز کی کالونیاں اور اقوام متحدہ کے رکن ممالک میں سے ہیں لہٰذا ان دونوں میں سے کسی ایک کے خلاف لڑنا تمام کفر کے خلاف لڑنا ہے بالکل اسی طرح جس طرح کسی ملک کے ایک صوبے کے خلاف لڑنا تمام ملک کے خلاف لڑنا تصور کیا جاتا ہے۔

۴۔ دونوں ممالک میں اسلام کے ان احکام کی اجازت ہے جو بظاہر سیکولر وجمہوری مذہب کے خلاف نہ ہو مگر اسلام کے ان احکام پر دونوں ملکوں میں پابندی ہے جو سیکولر وجمہوری مذہب کے خلاف ہیں۔ جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حکومتوں کا مذہب ایک ہے یعنی سیکولر وجمہوری مذہب۔ نہ ہندوستانی حکومت کا مذہب ہندومت ہے اور نہ پاکستانی حکومت کا مذہب اسلام ہے، بلکہ دونوں کا مذہب سیکولر وجمہوری ہے۔ پھر اس لحاظ سے پاکستانی حکومت ہندوستانی حکومت سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ پاکستانی حکومت مذکورہ بالا کفریات کو اسلام کے نام پر کر رہی ہے۔

دوسرا شبہہ : پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے لہٰذا یہ ایک مسجد کی مانند ہے۔

جواب : اس کا جواب کئی طرح ہے۔

پورے کرہ ارض کو اللہ عزوجل نے اسلام کیلئے بنایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے :**جعلت لی الأرض كلها مسجداً و طهوراً** ''یعنی میرے لئے ساری زمین مسجد بنائی گئی ہے۔'' (بخاری)

مگر اس کے باوجود جب تک اس میں اسلام نافذ نہ ہو ہم کسی حکومت کو اسلامی نہیں کہہ سکتے، ہاں جب زمین کو اللہ نے اسلام کیلئے بنایا ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم تمام جہاں کے کفار کے خلاف جہاد کریں لیکن شروع اپنے قریبی کفار سے کریں۔

۲۔ پاکستان اسلام کے نام پر بننے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اس کے اندر موجود کفر کو بھی اسلام سمجھیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس میں موجود کفری یعنی سیکولر وجمہوری نظام کو ختم کر کے اس میں اسلامی نظام کو قائم کریں۔

۳۔ پاکستان اسلام کے نام پر بننے کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک میں حکمرانی کا حق صرف ان لوگوں کو ہے جو اللہ کو اپنا حاکم، اسلام کو اپنا مذہب اور قانون ونظام مانتے ہوں اور اسلامی نظام پر مر مٹنے کیلئے تیار ہوں۔ ان لوگوں کو اس میں حکمرانی کا کوئی حق نہیں جو امریکہ یورپ اور اقوام متحدہ کو اپنا حاکم اور سیکولرازم کو اپنا مذہب ونظام مانتے ہوں۔

۴۔ رہی یہ بات کہ یہ مسجد کی طرح ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ خود غور کریں کہ اگر مسجد میں کوئی بت کھڑا کرے اور اس کا پوجا شروع کرے تو کیا ہمارا فرض یہ نہیں ہوگا کہ ہم اس بت کو توڑ دیں اور اس کے پجاریوں کو بھگا دیں، بالکل اسی طرح پاکستان

کے نام سے جس مسجد کو حاصل کیا گیا ہے اس میں کفار نے سیکولر و جمہوری بت کو کھڑا کیا ہے اور جمہوری پارٹیوں اور حکومتی اداروں والے اس بت کے پجاری ہیں اور ہم جہاد کے ذریعے اس سیکولر اور جمہوری بت کو توڑ رہے ہیں اور اس کے پجاریوں کو قتل کر رہے ہیں یا پھر ان کو اس دیس سے بھگا رہے ہیں۔

تیسرا شبہہ : کیا اس بنا پر ہم پاکستان کو اسلامی مملکت نہیں کہہ سکتے کہ یہ اسلام کے نام پر بنا ہے اس لئے دوسرے ممالک کی بنسبت اس ملک میں اسلامی حکومت کے قیام کی امید زیادہ ہے؟

جواب یہ ہے کہ اسلامی حکومت تو ہم اس کو تب کہیں گے جب فی الواقع اس ملک میں اسلامی حکومت قائم ہوگی، ورنہ ہم اس کو کسی طرح اسلامی حکومت نہیں کہہ سکتے، رہی یہ بات کہ اس ملک میں اسلامی حکومت کے قیام کی امید دوسرے ممالک کی بنسبت زیادہ ہے تو ہم اس بات کو صحیح سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسلامی حکومت کے لئے دعوت و جہاد کی شکل میں جدوجہد کا آغاز اسی ملک سے کیا ہے کیونکہ آدمی کسی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے جدوجہد وہاں سے شروع کرتا ہے جہاں اس مقصد کا حصول آسان ہو اور جہاں اس کے حصول کی امید زیادہ ہو۔

چوتھا شبہہ : اسلامی ملک تو تم بھی اس کو کہتے ہو پھر اس کو اسلامی حکومت کہنے میں کیا حرج ہے؟

اسلامی ملک تو ہر اس ملک کو کہا جاتا ہے جس میں کبھی اسلامی حکومت قائم تھی، اس لحاظ سے اندلس، ہندوستان اور مشرقی پاکستان کو بھی اسلامی ممالک کہتے ہیں کیونکہ ایک زمانے میں وہاں اسلامی حکومتیں قائم تھیں، لیکن ان ممالک میں فی الحال جو حکومت قائم ہے اگر وہ اسلامی نہیں بلکہ سیکولر و جمہوری ہو تو ہمارے لئے کسی طرح اس کو اسلامی حکومت کہنا جائز نہیں جس طرح کسی اسلامی ملک میں رہنے والے کافر کو مسلمان کہنا صحیح نہیں، کیونکہ کافر اسلام قبول کرنے سے مسلمان ہوتا ہے نہ کہ کسی اسلامی ملک میں رہنے سے۔

پانچواں شبہہ : جب تم کہتے ہو کہ موجودہ پاکستان حقیقت میں پاکستان نہیں ہے تو پھر تم نے اپنے تحریک کا نام ''تحریک طالبان پاکستان'' رکھ کر اس کے ساتھ پاکستان کا اضافہ کیوں کیا؟

جواب یہ ہے کہ وہ پاکستان جس کا مطلب ''لا الہ الا اللہ'' ہے، کو حاصل کرنے کیلئے ہم کوشش کر رہے ہیں لہذا جس کو پاکستان سے محبت ہو اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان ابھی موجود نہیں ہے اس کو وجود میں لانے کیلئے ہم جو کوشش کر رہے ہیں اس میں ہم ہر محبّ وطن پاکستانی کو شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ تحریک طالبان پاکستان کا معنی ہے ایسی تحریک جو لا الہ الا اللہ والے پاکستان کو حاصل کرنے اور بنانے کیلئے حرکت میں آئی ہے۔ جس پر کبھی کسی وقت اسلام کی حکومت تھی، اس لحاظ سے اندلس، ہندوستان اور مشرقی ترکستان بھی اسلامی ممالک ہیں مگر اس میں قائم حکومتیں اگر اسلامی نہیں بلکہ سیکولر اور جمہوری ہیں تو ہمارے لئے اس کو اسلامی حکومت کہنا کسی طرح جائز نہیں۔

چھٹا شبہہ: تم نے اپنی تحریک طالبان کے ساتھ پاکستان کا کیوں اضافہ کیا یعنی جب تم کہتے ہو کہ موجودہ پاکستان حقیقت میں پاکستان نہیں ہے تو پھر کیوں تم نے اپنے تحریک کا نام تحریک طالبان پاکستان رکھا ہے ؟

اس کے کئی جوابات ہیں:

۱۔ ہمارے جہاد کا مرکز وہ علاقہ ہے اور ہم سب سے پہلے اس علاقے میں کفری و جمہوری نظام کو ختم کرنے اور اللہ کا دین نافذ کرنے کے درپے ہیں جس کو لوگ پاکستان کہتے ہیں اگرچہ وہ حقیقت میں پاکستان نہیں ہے۔

۲۔ اس علاقے کے جمہوری لوگ اپنے جمہوری وسیکولر نظام کو پاکستان سے موسوم کرتے ہیں اور ہم نے اس کو ختم کرنے کیلئے جہاد شروع کیا ہے۔

۳۔ ہم نے اس لئے اپنی تحریک کے نام کے ساتھ پاکستان کا اضافہ کیا ہے کہ حقیقی پاکستان ابھی موجود نہیں ہے، لہذا وہ پاکستان جس کا معنیٰ ''لا الہ الا اللہ'' ہے اس کے بنانے کی حقیقی کوشش صرف تحریک طالبان کر رہی ہے۔ اس لئے صرف اسی کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے ساتھ پاکستان کا اضافہ ہو اور وہ تحریک طالبان پاکستان ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اللہ کی راہ میں کافر کو قتل کرنے کا ثواب

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ھے **''لا یجتمع کافرٌ و قاتلہُ فی النار ابداً۔''**(مسلم)یعنی کافر اور اسے قتل کرنے والا مجاھد کبھی بھی جھنم میں جمع نہیں ھوسکتے، کیونکہ یہ مجاھد جنت میں جائیگا، اور وہ جھنم میں، اللہ تعالیٰ اس مجاھد کو ایک کافر کے قتل کرنے کے عوض جنت نصیب فرمائے گا کیونکہ اس نے زمین کو اس کافر کی شر سے محفوظ کیا۔

ملا عبید اللہ اخوند رحمہ اللہ کی شہادت

شہزاد حیدر آبادی

ملا عبید اللہ اخوند رحمہ اللہ امارتِ اسلامی افغانستان کے سابقہ وزیر دفاع تھے، آپؒ ایک باشجاعت کمانڈر اور ایک نیک سیرت انسان تھے، آپ اپنے ساتھیوں میں اپنی ہمّت اور بہادری کی وجہ سے مشہور تھے۔ سقوطِ امارت اسلامی کے بعد آپ مسلسل جہادی سرگرمیوں میں مصروف رہے، اور کبھی اپنے موٴقف سے پیچھے نہیں ہٹے، کبھی مصلحت پسندی اور مداہنت فی الدین کی راہ نہ اپنائی اور نہ ابن الوقت بنے، بلکہ استقامت کی راہ کا راہی رہے اور ہر قسم کی مشکلات آپکو اپنی راہ سے ہٹا نہ سکی۔

مستقل رہائش تو آپ کی افغانستان میں تھی لیکن کسی ضرورت کی بناء پہ آپ نے پاکستان کا سفر کیا، پاکستانی سیکورٹی اداروں کو جب آپ کی آمد کا پتہ چلا تو اپنے لاوٴ لشکر سمیت آپ کی گرفتاری کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ قیمتی شکار کہیں نکل نہ جائے اور پھر آخر کار کامیاب ہو کر آپ کو پا بند سلاسل کیا، دوران اسارت آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دی گئی اور پھر دوران تشدد آپ نے جامِ شہادت نوش کی، یہ ۲۰۱۰ء کا واقعہ ہے لیکن حکومتِ پاکستان نے اس واقعہ کو عوام سے پوشیدہ رکھا، لیکن حقیقت کبھی چھپ نہیں سکتی اس لیے یہ واقعہ بھی منظر عام پر آ گیا اور پھر امارتِ اسلامی کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے اسکی تصدیق کی کہ وہ کراچی کے ایک جیل میں شہید کر دئے گئے ہیں۔

ملا عبید اللہؒ کی شہادت حکومتِ پاکستان کے ہاتھوں ہوئی، آپ کو کن وجوہات کی بناء پر شہید کیا گیا؟ یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے کہ جب آپ پاکستان میں لڑائی اور جنگ وجدل کی غرض سے نہیں گئے تھے تو پھر حکومت کی کیا مجبوری تھی کہ آپ کو شہید کیا، اور یہ سوال ان لوگوں کے لئے اور بھی اہمیت اختیار کرتا ہے جو ابھی تک حکومت پاکستان اور اسکی مسلح افواج کو اسلام کی محافظ فوج اور حکومت تصور کرتے ہیں ،اگر پاکستانی افواج واقعی اسلام کی محافظ فوج ہے تو پھر ایک اسلامی قائد جو کہ صرف امریکہ اور اسکی اتحادیوں سے لڑ رہا تھا اور انکے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا تھا، تو پھر کس جرم اور کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا اور اسے پسِ زنداں اپنے خون میں نہلایا گیا؟؟؟

اگر ہم صرف (۱۰) سالہ پاکستانی تاریخ پہ ایک طائرانہ نظر دوڑائیں اور دیکھیں کہ ان دس سالوں میں حکومت پاکستان نے اسلامی اقدار و روایات اور اسلام پسندوں سے جو دشمنی کی ہے تو یہ واقعہ بھی اس اسلام دشمنی کی ایک کڑی نظر آئیگی؛ کیونکہ جب امریکہ کے جڑواں عمارتوں پر حملے کئے گئے تو امریکہ نے افغانستان کی اسلامی امارت جو کہ ہزاروں شہداء کی قیمتی اور پاک خون کے بدلے ملا تھا اس پہ یلغار کی، اس وقت افغانستان کے خلاف پوری دنیا اکٹھی ہو گئی اور طالبان حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا، اس دوران پاکستان نے امریکہ کیساتھ بھر پور مدد کی اور اپنے ۷۵ فیصد ہوائی اڈے اور لاجسٹک سپورٹ امریکہ کو فراہم کی، اور پاکستان میں طالبان سفیر ملا عبد السلام ضعیف حفظہ اللہ کو اپنے گھر سے پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کیا، جنہوں نے اس کیساتھ پاکستانی افواج اور خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں کی موجودگی میں انتہائی ذلت آمیز اور وحشیانہ سلوک کیا اور یہ عزتوں کے سوداگر میزبان اپنے مہمان کی حالت خاموشی سے دیکھ رہے تھے، اسی طرح ان عرب مجاہدین کو بھی پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کیا جن کی خاطر امارت اسلامی کو قربان کیا گیا، اور کیوبا کے قید خانہ میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جنہیں پاکستان نے پکڑ کر امریکہ پہ پانچ پانچ اور دس دس ہزار ڈالر کے بدلے فروخت کیا ہے، اب پاکستان نے امریکہ کو رسد پہنچانے کیلئے اپنی تمام بری راستے مہیا کئے تاکہ انہیں کچھ مشکلات پیش نہ آئے اور آسانی سے اسلام کی بیخ کنی کر سکے، اگر کسی نے اس رسد کو کاٹنے کی کوشش کی تو اسکے ساتھ سختی سے نمٹا گیا، اور اسکی خاطر خیبر ایجنسی اور ملک کے دیگر حصوں میں کئے سارے سیکورٹی اہلکاروں نے قربانی بھی دی تاکہ امریکیوں کو مشکلات کا سامنا کرنا نہ پڑیں۔ اسی طرح پاکستان میں امریکی ڈرون طیاروں کے لئے بھی اڈے فراہم کئے اور اس سے ان لوگوں کو نشانہ بناتے رہے جو امریکی مفادات کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔

اس پوری منظر نامہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ پاکستانی حکومت اور افواج نے اپنی مقدور بھر کوشش کی ہے کہ اسلام دشمنی اور امریکی غلامی میں جتنا کچھ ان سے ہو سکے وہ کریں، اسی اسلام دشمنی کی ایک کڑی ملا عبید اللہ اخوند رحمہ اللہ کی شہادت بھی ہے؛ خدا جانے کہ اس بیگناہ مسافر انسان کو ان کلمہ گو کافروں نے کتنی بے دردی اور بربریّت سے شہید کیا ہوگا، لیکن امارت اسلامی افغانستان کی قیادت پر پاکستان کی طرف سے اذیت کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بہت سارے بزرگوں اور راہنماوٴں پر انہوں نے ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں، استاد یاسر جو کہ افغانستان کی اسلامی امارت کے وزیر اطلاعات وثقافت تھے وہ کئی سالوں سے پاکستانی عقوبت خانوں میں اپنے مسلمان اور مجاہد ہونے کی سزا بھگت رہے ہیں (فک اللہ اسرہ)۔

علماء حق اور مجاہدین کے مابین خلیج آخر کیوں؟

جنید محسود صاحب حفظہ اللہ

امتِ مسلمہ کا عروج وزوال ان دو جماعتوں یعنی علماء حق اور مجاہدین اسلام سے وابستہ ہے اسلئے ان دونوں جماعتوں کا ہر اقدام بہت اہمیت کا حامل ہے ان دونوں جماعتوں کو اسلام کی بقاء کے لئے ایک ہونا چاہئے کیونکہ یہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم اور روح وجسم کے مانند ہیں ایک کا ہونا ایک کا نہ ہونا، یہ امّت مسلمہ کے لئے نقصان دہ ہے، اگر مجاہدین کو علماء سہارا نہ دیں تو جہاد سے فساد بن جاتا ہے کیونکہ جہاد سمجھانے اور صحیح طریقہ پر ابھارنے والے تو علماء ہی ہیں، اگر علماء نہ ہوں تو جہاد کے حقوق، آداب ورعایت اور مقصد سے لاعلمی ہوگی اور جب صحیح فہم فوت ہوجائیگا تو ظاہر ہے کہ پھر معاملہ برعکس ہوگا اسی طرح اگر مجاہدین نہ ہوں تو علماء ظالم لوگوں کے ہاتھوں ختم ہوجائینگے جیسا کہ سورۃ الحج میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيراً وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ ترجمہ:۔اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرّر مدد کریگا اسکی جو مدد کریگا اسکی بیشک اللہ زبردست زور والا ہے (از شیخ الہند) اور یہ کہنا کہ دین کا ٹھیکہ علماء نے لیا ہے یا مجاہدین نے تو اسکو اگر بیوقوفی کی باتیں کہی جائیں تو بے جانہ ہوگا، یہ افراط وتفریط کا معاملہ ہے ایسے ناسمجھ لوگوں کو سمجھایا جائے جو ایسی باتیں کرتے ہیں ایسے افراد یا تو کم فہم ہیں اور یا امّتِ مسلمہ کے خیرخواہ نہیں کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں کی دو مقدّس جماعتوں میں اختلاف کا ذریعہ بن رہے ہیں، ان باتوں سے نفرتیں پیدا ہوتی ہے، اور ایسی حرکتیں اکثر چھوٹے ساتھیوں سے صادر ہوتی ہیں جبکہ پھر دین دشمن لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اگر کوئی غلط فہمی موجود ہو تو اسے دور کرنے کی کوشش کرنا چاہئے نہ کہ اسے بھڑکایا جائے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ حضورﷺ میں دوشانیں تھیں شان نبوت اور شان سلطنت، اسکے بعد خلفاء راشدین بھی دونوں کے جامع تھے (یعنی نبوت کے برکات بھی ان میں خوب موجود تھے اور شانِ سلطنت بھی) مگر اب یہ دونوں شانیں دو گروہوں پر تقسیم ہوگئیں شان نبوّت کے مظہر علماء ہیں اور شان سلطنت (نفاذ اسلام کا وسیلہ) کے مظہر سلاطین اسلام (مجاہدین)۔ اب اگر یہ سلاطین (مجاہدین) علماء سے استغناء کرتے ہیں تو نبی کریمﷺ کی ایک شان سے اعراض لازم آتا ہے اور اگر علماء سلاطین (مجاہدین) کی مخالفت کرتے ہیں تو اس سے بھی نبی کریمﷺ کی ایک شان سے اعراض لازم آتا ہے اب دونوں کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ سلاطین (مجاہدین) سے تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنی حدود میں کوئی حکم اس وقت تک نافذ نہ کریں جب تک علماء حق سے رجوع نہ کرلیں اور علماء سے یہ کہتا ہوں کہ وہ نفاذ کے بعد اس پر کاربند ہوں اگر یہ دونوں شانیں جو نبی کریمﷺ ہی کی ہیں اس طرح جمع ہوجائیں تو مسلمانوں کی فلاح وبہبود کی کوئی صورت تبھی نکل آئے اور انکی ڈوبتی ہوئی کشتی ساحل پر جا لگے ورنہ اس امّت کا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ (اصلاح المسلمین ۵۳۶)

اب یہاں اس تحریر میں دونوں جماعتوں کو الگ الگ مخاطب کر کے کچھ لکھتا ہوں۔ پہلے چند معروضات علماء کرام کے نام عرض کرتا ہوں۔

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں ''اس میں عامۃ المسلمین کو ایک خاص امر کی طرف متوجہ کرنا ہے وہ یہ کہ اس زمانے میں علماء کی طرف سے بدگمانی، بے توجّہی نہیں بلکہ مقابلہ اور تحقیر کی صورتیں بالعموم اختیار کی جارہی ہیں۔ یہ امر دین کے لحاظ سے نہایت ہی سخت خطرناک ہے اس میں ذرا شک نہیں کہ دنیا کی ہر جماعت میں جس طرح اچھوں میں برے بھی ہوتے ہیں، علماء کی جماعت میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ جھوٹے سچوں میں شامل ہیں مگر پھر بھی دو امر بے حد لحاظ کے قابل ہیں اوّل یہ کہ جب تک کسی شخص کا علماء سوء میں سے ہونا محقق نہ ہوجائے اس پر ہرگز کوئی حکم نہ لگا دینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے جس کا ترجمہ ہے ''اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد نہ کیا کر، کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی پوچھ ہوگی (بیان القرآن) اور محض اس بدگمانی پر کہ کہنے والا شاید علماء سوء میں سے ہو اس کی بات کو رد کرنا اور بھی ظلم ہے۔ دوسرا ضروری امر یہ ہے کہ علماء حقانی، علماء رشد، علماء خیر بھی بشریّت سے خالی نہیں ہوتے، معصوم ہونا انبیاء کرام علیہم السلام کی صفت ہے اس لئے علماء کی لغزشوں، انکی کوتاہیوں اور انکی قصوروں کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ان کا معاملہ ہے سزا دیں یا معاف فرمادیں بلکہ اغلب یہ ہے کہ ان کی لغزشیں انشاء اللہ معاف ہی ہوجائینگی۔ اس لئے کہ کریم آقا اپنے اس غلام سے جو ذاتی کاروبار چھوڑ کر آقا کے کام میں مشغول ہوجائے اور ہمہ تن اسی میں لگا رہے، اکثر وہ آقا تسامح اور درگزر کیا ہی کرتا ہے جبکہ اللہ جلّ وعلا کے برابر تو کوئی کریم ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ بمقتضاء عدل گرفت بھی فرمائے تو وہ انکا اپنا معاملہ ہے لہٰذا ان امور کی وجہ سے علماء سے لوگوں کو بدگمان کرنا، لوگوں کے دلوں میں انکی نفرت پیدا کرنا اور ان سے لوگوں کو دور رکھنے کی کوشش کرنا لوگوں کو بددین بنانے کے مترادف ہوگا اور ایسا کرنے والوں کے لئے وبالِ عظیم ہے۔ حضور نبی کریمﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تین لوگ ایسے ہیں کہ انکا اعزاز کرنا اللہ کا اعزاز کرنا ہے ایک بوڑھا مسلمان دوسرا محافظ قرآن جو افراط وتفریط سے خالی ہو اور تیسرا منصف اور عادل

حکمران (ترغیب عن ابی داؤد) دوسری جگہ ارشاد ہے ''لیس من اُمّتی من لم یُجّل کبیرنا و یرحم صغیرنا و یعرف عالمنا'' یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کی تعظیم نہ کرے'' اسی طرح ایک اور حدیث میں وارد ہے ''تین شخص ایسے ہیں کہ انکو حقیر سمجھنے والا منافق ہی ہوسکتا ہے نہ کہ مسلمان ان میں سے ایک بوڑھا مسلمان دوسرا عالمِ دین اور تیسرا عادل حکمران (ترغیب عن الطبری)

بعض روایات میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امّت پر سب سے زیادہ تین چیزوں کا خوف ہیں ایک یہ کہ ان پر دنیاوی فتوحات زیادہ ہونے لگیں جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے حسد پیدا ہونے لگے دوسری یہ کہ قرآن کریم آپس میں اس طرح عام ہو جائے کہ ہر شخص اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کریں حالانکہ اس کے معانی اور مطالب بہت سے ایسے بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا اور جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ بھی یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے (بیان القرآن) یعنی علم میں پختہ کار لوگ بھی تصدیق کے سوا آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرتے تو پھر عوام کو چوں و چرا کا کیا حق حاصل ہے۔ تیسرے یہ کہ علماء کی حق تلفی کی جائے اور انکے ساتھ لاپروائی کا معاملہ کیا جائے ترغیب میں اس حدیث کو بروایت طبرانی نقل کیا گیا ہے اور اس قسم کی روایات بکثرت حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

جس قسم کے الفاظ اس زمانہ میں علماء اور علومِ دینیہ کے متعلق اکثر استعمال کئے جاتے ہیں، فتاوٰی عالمگیری میں ان میں سے اکثر الفاظ کو الفاظ کفریّہ میں شمار کیا گیا ہے۔ مگر لوگ اپنی ناواقفیّت سے اس حکم سے غافل ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ اس قسم کے الفاظ بالعموم استعمال کرنے میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے ۔(بحوالہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ کا فضائل تبلیغ فصل سادس)

دوسرا حصہ مجاہدین کے نام

غیروں کے ظلم وستم اور انکی دشمنی کے سامنے مجاہدین ایک سخت محاذ میں مصروف ہیں پوری دنیا کے وسائل، قوّت مجاہدین کے خلاف استعمال ہورہا ہے ان میں مسلمان بھی انکے دست وبازو بنے ہوئے ہیں اور جو مخلص ہیں وہ مدد وتعاون کرنے سے عاجز و قاصر ہیں بجز دعاؤں کے کہ وہ اس پر ہی اکتفاء کئے ہوئے ہیں۔ غیروں کی دشمنی ، اپنوں کی بیگانگی نے مجاہدین کو بالکل تنہا کردیا ہے۔ امّتِ محمد ﷺ کے اس مظلوم وحق پرست جماعت کے بارے میں حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں بہترین شخص وہ ہوگا جو اپنے گھوڑے کے ساتھ مصروف جہاد ہوگا۔ جب بھی دشمن کی طرف سے کوئی آواز سنے گا سوار ہو جائے گا اور موت کو اسکے میدانوں میں تلاش کریگا پھر وہ آدمی ہوگا جو بکریوں کے ایک چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ کسی وادی میں ہوگا اور نماز قائم کریگا اور زکوٰۃ اداء کریگا اور خیر کی بات کے سوا لوگوں سے جدا رہیگا اور اسی میں اسے موت آجائیگی (کتاب الجہاد لابن مبارکؒ) جہاد اور مجاہدین کی مخالفت تو ہے ہی قابل مذمّت عمل لیکن جو شخص جہاد کا جذبہ دل میں نہ رکھے اسکے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص مرگیا اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ جہاد کا شوق اس کے دل میں پیدا ہوا تو وہ نفاق کے ایک درجہ پر مرا (مسلم ، ج ۲ ص ۱۴۱) ایک اور جگہ ارشاد ہے حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت قیامت تک قتال کرتی رہیگی ، یہ لوگ حق پر قائم ہونگے۔

یہ عظیم بشارت مجاہدین کے لئے خوشی کا موقع ہے مجاہدین کے لئے تسلّی ہے کہ چاہے جتنے شہید ہو جائیں گرفتار ہو جائیں یا جہاد سے جتنے لوگ بھی پھر جائیں لیکن پھر بھی اللہ اس جماعت کو حق پر قائم رکھیں گے یہ حق جماعت قیامت تک ختم نہیں ہوگی ایک حدیث میں آتا ہے نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے قتال کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہے (مسلم ج ۲)۔

ذرا غور فرمائیں وہ لوگ جو اللہ کے راستہ میں قتال کرنے والوں کو دہشت گرد انتہاء پسند وغیرہ کہتے ہیں اور طرح طرح کی تنقیدیں ان پر کرتے ہیں جہاد کو دہشت گردی کہتے ہیں اس حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ کے راستے میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے والا اللہ کا مقرّب بندہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جہاد میں ایک شام یا ایک صبح لگا دینا دنیا اور اسکی تمام چیزوں سے افضل ہے (مسلم ج ۲ ص ۱۳۴) اسی طرح حامل قرآن کے بارے میں آتا ہے حضرت عثمانؓ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کریم کو سیکھے اور سکھائے (بخاری ابوداؤد، ترمذی)۔

خلاصہ کلام یہ کہ اس امّت کی آبیاری دو چیزوں سے ہوتی ہے جو اس امّت کے لئے بہت اہم ہے ایک سیاہی اور دوسرا خون ہے۔ خون کا تعلّق مجاہدین سے ہے ان میں سے کسی ایک کا نہ ہونا امّت کے زوال کا سبب بنتا ہے سیاہی اپنا کام چھوڑ دے یا خون تو کام نہیں چلے گا۔ وضاحت پہلے کرچکا ہوں اسلئے سیاہی اور خون کا آپس میں کوئی ٹکر نہیں بلکہ ایک ہی مقصد ہے یعنی اللہ کی رضا اور شریعت کے درخت کو سیراب کرنا ۔علماء اور مجاہدین دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں اور دونوں کو اس مقصد کے لئے ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہئے کہ یہ کامیابی بھی ہے اور مقصد کے حصول کا راز بھی اور اللہ کا حکم بھی ہے سورۃ مائدہ آیت ۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ترجمہ:۔ اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

پاکستان میں شرعی نصوص کے غلط مفاہیم

ابومحمد خالد حقانی صاحب

دنیا کا ہر معاشرہ چاہے مذہبی ہو یا غیر مذہبی پھر مذہبی جس دین اور مذہب سے وابستہ ہو حق کو پسند کرتا ہے، اور یہ تمنا کرتا ہے کہ وہ حق پر ہو۔ اگر چہ حق کی تعریف پھر وہ اپنے دین اور مذہب کے مطابق کرتا ہے جو بعض اوقات صحیح ہوتا ہے اور بعض اوقات غلط ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ حق دنیا میں ایک متفق علیہ اور اجتماعی پسندیدہ چیز ہے۔ لیکن حق جاننے کیلئے غلط طریقوں کے استعمال کیوجہ سے ہر کسی کو اپنا طریقہ اور مذہب حق نظر آتا ہے۔

حتیٰ کہ فرعون وقت ابوجہل ملعون بھی جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ کے لئے بدر جاتا تھا تو اللہ سے یہ دعا مانگتا اللهم انصر احدى الفئتين وخير الفئتين وافضل ترجمہ اے اللہ دونوں گروہوں (مسلمانوں اور کافروں) میں سے ہدایت یافتہ، بہتر اور فضیلت رکھنے والے گروہ کی مدد کر۔ اس جملے سے معلوم ہوا کہ فرعون زمانہ ابوجہل بھی حق کو سچ سمجھتا تھا اس لئے اس نے نصرت مانگنے کے لئے اللہ جل جلالہ کو حق اور ہدایت وسیلہ کیا، لیکن حق نہ جاننے یا عناد کیوجہ سے یہ تصور کرتے تھے کہ وہ حق پر ہے۔ قرآن کریم نے ہر کسی کا اپنے حق ہونے کے دعوؤں کی تصویر یوں کھینچی ہے (كُلُّ حِزْبٍ م بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ O) سب فرقے اُسی سے خوش ہیں جو اُن کے پاس ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ترجمہ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حق عقل اور نقل دونوں کے اعتبار سے تمام انسانوں کا اپنے اوپر تسلیم کیا گیا ایک متفقہ فرض ہے اسلئے حق کا ہر انسان کے اوپر تین حقوق ہیں۔ (۱) معرفت حق (۲) ثبات علی الحق (۳) دفاع عن الحق۔ اور اقوام عالم میں ان تینوں میں سے کسی نہ کسی ذمہ داری میں ہر کوئی اپنی کوتاہی کے مطابق غلطی پر ہے۔ بعض لوگ حق جاننے میں غلطی کرتے ہیں اور وہ انکا غلط طریقوں سے حق جاننے کی ادھوری کوشش ہے۔ جبکہ بعض لوگ حق تو جانتے ہیں لیکن امتحان برداشت نہ کرنے کے سبب وہ حق پر ثابت قدم نہیں رہ سکتے۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو حق جاننے کے بعد جان، مال یا اولاد کے تحفظ کی خاطر فتنے میں پڑ جائیں تو حق سے دفاع کیلئے تیار نہیں ہوتے، ہر کسی کا اپنے کئے کیمطابق گناہ ہے، اور ہر کوئی اپنے گناہ کا سزا پائے گا۔

لیکن سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ کسی نے حق کی معرفت کے لئے کوئی راستہ اپنایا ہو پھر اسطریقے سے حق اس پر واضح ہو جائے اور وہ حق جان لے، لیکن اس کے بعد حق کی حقانیت سے انکار کرے اور دعوی کرے کہ حق یہ نہیں ہے۔

چونکہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ ہے اسلئے حق جاننے کے لئے ہمارے پاس واحد راستہ شریعت ہے جو کہ ایک حق راستہ ہے اور انسان کو حق کی طرف لے جانے میں یکتا اور کامل راستہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ترجمہ آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا۔ اور جسکے علاوہ سب کچھ باطل ہیں فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج اور اللہ جل جلالہ نے اسکے علاوہ سب کچھ مردود اور باطل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الاخرة من الخسرين ترجمہ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

پھر اسی حق جاننے کے لئے شریعت نے دو عینک مقرر کئے ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دونوں کی روشنی میں اگر امت کے علماء کسی حکم پر اجماع کریں یا قیاس کے ذریعے کوئی چیز ثابت کریں تو قبول ہوگا بشرطیکہ قرآن وسنت سے متصادم نہ ہو۔

اب قرآن وحدیث حق جاننے کے لئے ایک معیار ہے اگر کوئی چیز قرآن وسنت حق ثابت کرے تو حق ہوگا اور اگر کسی حکم کا قرآن وسنت سے تصادم ہو تو وہ دائرہ شریعت میں بدیہی البطلان ہوگا۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک طرف ہم اسلام اور مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں اور دوسری طرف قرآنی اور اسلامی مفاہیم کے بالکل الٹ تشریح کرتے ہیں اگر ہم اپنے دعوے میں سچ ہیں تو پھر حق وہ ہوگا جسے قرآن وسنت حق ثابت کریں نہ کہ ہمارا دماغ کسی چیز کو حق مانے تو وہ حق ہوگا اور اگر کسی چیز کو باطل سمجھے تو وہ باطل ہوگا۔

آج کل مسلمانوں اور خصوصا اہل پاکستان میں غضب یہی ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی طرف سے حق کی ایسی تعریف کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے تعریف کرنے والا بندہ خود اور اسکا عمل باہر نہ ہو، اور اس کا مخالف اس زمرے میں نہ آئے اور باطل کی تعریف ایسی کرتا ہے کہ خود تعریف کرنے والا باطل کا مصداق نہ بنے اور مخالف اہل باطل میں سے ہو جائے، معاذ اللہ۔ اگر ہم کسی حرام کے مرتکب ہیں یا کسی فرض کے تارک ہیں تو

بجائے اس کہ ہم اپنے گناہ کا اعتراف کریں تاویلات شروع کرتے ہیں اور شرعی نصوص کے غلط مفاہیم لے کر اپنے آپکو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک مذموم یہودی کردار ہے جس کی وجہ سے وہ ملعون ہو گئے۔ یہاں پر شرعی نصوص کی غلط مفہوم لینے کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

ا۔ جہاد: شریعت میں کسے کہتے ہیں تو ہم احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء کے اقوال پر نظر ڈالیں تو اصطلاح شریعت میں جہاد قتال فی سبیل اللہ کو کہتے ہیں لیکن اگر ہم میں سے کوئی گروہ دین کے کسی دوسرے شعبہ میں کام کرتا ہے، تو وہ اپنے آپ کو مجاہد کہتا ہے۔ فرض جہاد سے اپنا ذمہ فارغ سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ جہاد تو جہد سے ہے جس کا معنی کوشش ہے اور ہم بھی اللہ کے راستے میں کوشش کرتے ہیں معاذ اللہ اگر کوئی جہاد کا لغوی معنی لے کر کسی دوسرے کام کرنے سے اپنا ذمہ فارغ کر سکتا ہے۔ تو پھر نماز جسے عربی میں صلوۃ کہا جاتا ہے اور جس کا معنی ہے دعا کرنا کیا صرف دعا کرنے سے کسی کا ذمہ نماز سے فارغ ہو جائیگی؟ یعنی اگر ظہر کے وقت داخل ہونے پر ایک بندہ نماز کی جگہ رب کے سامنے گڑگڑا کر اخلاص نیت سے دعا کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ صلوۃ ہے اور اس کی وجہ سے میرا ذمہ نماز ظہر سے فارغ ہو گیا جبکہ دوسری طرف ایک بندہ نماز پڑھتا ہے اگر چہ مکمل خشوع اور خضوع کے ساتھ نہ ہو لیکن ارکان نماز بجا لایا تو شریعت کی رو سے پہلے شخص کے ذمے نماز ظہر باقی ہے جبکہ دوسرے شخص کا ذمہ فارغ ہو گیا۔ بلکہ اگر پہلا شخص یہ عقیدہ رکھے کہ یہ دعاء وہ نماز ہے جو اقیموا الصلوۃ امر کے ذریعے مجھ پر فرض کی گئی ہے تو اسلامی نقطہ نظر سے یہ بندہ کافر اور زندیق تصور کیا جائے گا کیونکہ یہ تبدیل شریعت ہے جو کہ باجماع علماء امت کفر ہے اعاذنا اللہ من ذالک

حالانکہ شرعی نصوص سے لغوی معانی لینا بوجوہ غلط ہے (۱) یہ کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زبان عربی میں لغوی معانی متروک ہوتے ہیں۔ (۲) اگر نصوص شرعیہ سے لغوی معانی مراد ہوتے تو پھر اسلام کے خاص تشریحات کو کوئی ضرورت نہیں تھی۔ (۳) اگر نصوص شرعیہ سے لغوی معانی مراد ہوتے تو پھر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا نصوص شرعیہ کے مفاہیم کے بارے میں پوچھنے کا کیا معنی؟ جیسا کہ ایک صحابی نے پیغمبر ﷺ سے پوچھا ماالجهاد؟قال ان تقاتل الكفار اذا لقيتم تو اگر لغوی معانی مراد ہوتے تو نہ صحابی پوچھتا اور نہ پیغمبر ﷺ لغت سے ادھر ادھر کوئی معنی بیان فرماتے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک طرف ایک بندہ فرض ترک کرتا ہے پھر اللہ جل جلالہ سے دلائل بازی کرتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ میں گناہ گار نہیں ہوں اور میرا ذمہ فارغ ہے۔

یہ تو ان لوگوں کی بات تھی جو لوگ دین کے کسی ایک مشروع شعبے میں کام کر رہے ہوں اور دوسرے شعبے میں وہ تارکین فرض ہوں اور پھر اپنے آپکو چھڑانے کے لئے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ افسوس ان لوگوں پر ہے جو کہ فرض چھوڑتے ہیں۔ پھر اس کے بدلے اپنی طرف سے ایک طریقہ کار بناتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور اسکو وہ شرعی فریضہ کا نام دیتے ہیں اور پھر اسی طریقہ کار پر کام کرنے سے اپنا ذمہ فارغ سمجھتے ہیں اگر چہ وہ طریقہ اللہ اور اسکے رسول کیطرف سے مشروع نہیں ہو۔ اگر وضاحت سے کہوں تو انشاء اللہ کوئی حرج نہیں ہوگا مغربی جمہوریت جو کہ انگریز کا پیداوار ہے۔ یہ غیر اللہ (عوام) کی حاکمیت اللہ کی طرف سے ہے اور نہ اسکی رسول ﷺ کی طرف سے ماتعبدون من دونه الا اسماء سميتموها انتم واباء كم ماانزل الله بها من سلطان آجکل بعض لوگوں نے اس غیر مشروع طریقے کو اپنایا ہے۔ اور پھر اسے ایک شرعی فریضہ جہاد کا نام دیتے ہیں اور پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم بھی جہاد کرتے ہیں۔

اور پھر اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ پھر ان لوگوں کو جن کا راستہ اور طریقہ کار شریعت کے مطابق ہے ان کو برا بلا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا طریقہ کار غلط ہے۔ جیسا کہ آجکل اگر کوئی شریعت کے نفاذ کے لئے جہاد کرتا ہے اور شریعت کے راستے میں حائل اور رکاوٹ بننے والے لوگوں کے خلاف لڑتا ہے مساجد اور مدارس کے تحفظ کے لئے لڑتا ہے، تو دوسرے لوگ جو اللہ کے راستے میں نہیں لڑتے اور مغربی طریقہ اپنایا ہوا ہے وہ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا موقف تو ٹھیک ہے لیکن طریقہ کار ٹھیک نہیں ہے۔ میں پوچھتا ہوں ان لوگوں سے کہ اگر ان مجاہدین کا طریقہ کار قتال اور مسلح جدو جہد شریعت کے نفاذ کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ تو پھر قتال کی مشروعیت کا کیا معنی؟ قتال تو شریعت کی نفاذ ہی کے لئے مشروع ہوا ہے نہ کہ کسی دوسری مقصد کے لئے اللہ تعالی کا فرمان ہے وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله۔ اسی طرح پیغمبر ﷺ حق جہاد اور حق مجاہدین کی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں من قاتل لتكو ن كلمة الله هى العليا فهو فى سبيل الله مساجد اور مقدسات کو محفوظ کرنے کے واسطے جہاد کی مشروعیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرماتے ہیں ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوت ومساجد يذكر فيهااسم الله كثيرا۔

اب جو چیز مشروع ہے اسکو یہ لوگ غلط اور جو چیز غیر مشروع ہے اسکو حق ثابت قرار دیتے ہیں تا کہ حق وہ ثابت کیا جائے جو میرے کام کو شامل ہو اور میرے مخالف کے کام کو شامل نہ ہو جائے اگر ہم مسلمان ہیں تو قرآن نے جس کو حق ثابت کیا تو وہ حق ہے اور بس! لیکن یہ لوگ درحقیقت قرآن کی نہیں اپنے نفس کی پیروی کرتے ہیں اور جہاد تو نفس کو کڑوا ہے وهو كره لكم تو اسلئے لوگ جہاد کو چھوڑ کر اپنے طریقہ کار بناتے ہیں اور پھر اس کے اوپر یہ مقدس نام چسپاں کرتے ہیں۔

۲۔ طاغوت: یہ بھی شرعی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح ہے۔اور شریعت نے دوسرے نصوص کی طرح اس اصطلاح کی بھی اپنی تعریف کی ہے اور یہ اصطلاح شریعت میں بہت اہمیت کی حامل ہے طاغوت سے اجتناب واجب اور طاغوت کا کفر ایمان میں سے ہیں۔ایمان تب صحیح ہوجاتا ہے جب طاغوت پر کفر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْم بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ترجمہ جو شخص طاغوت پر کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے اُس نے مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑلی ہے۔اب طاغوت کا شرعی مفہوم کیا ہے؟ طاغوت طغیان سے ہے تجاوز کو کہتے ہیں۔پس طاغوت شرعی اصطلاح میں ہر اس شخص (جن ہو یا انس) کو کہتے ہیں جو حد بندگی سے تجاوز کرے اور خدائی صفات اپنے لئے ثابت کرے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے طاغوت کے پانچ سرغنے بیان کئے ہیں۔(۱) ابلیس لعین ابلیس اسلئے طاغوت ہے کہ اس نے اپنی حد بندگی سے تجاوز کیا ہے اور اسکی یا اسکی وجہ سے دوسرے لوگوں کی عبادت کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ اے آدم کی اولاد! ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(۲) وہ شخص جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس پر خوش ہو جیسے فرعون وغیرہ، البتہ وہ انبیاء جن کی عبادت کی گئی ہے۔وہ اسلئے داخل نہیں کہ وہ اس عبادت پر خوش نہیں تھے۔

(۳) وہ شخص جو اپنی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے اس کی عبادت کی جائے یا نہیں۔

(۴) وہ شخص جو علم غیب کا دعوی کرے کیونکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔تو جو شخص بھی اپنے حد عبودیت سے تجاوز کر کے اپنے لئے علم غیب کی صفت ثابت کرے، تو وہ طاغوت ہے۔

(۵) وہ شخص جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے علاوہ دوسرے قوانین پر فیصلے کرتا ہے یا قانون سازی کرتا ہے یا ایک مجلس جو اللہ کے قانون کے علاوہ قانون سازی کرتا ہے اس کا حصہ بنتا ہے طاغوت ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں اُن سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لیجا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ اُس سے اعتقاد نہ رکھیں اور شیطان (تو یہ) چاہتا ہے کہ اُن کو بہکا کر رستے سے دُور ڈال دے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک یہودی عالم کعب بن اشرف کو طاغوت کا لقب دیا بوجہ اس کہ وہ اللہ کے قانون سے ہٹ کر فیصلے کرتا تھا۔اب جب طاغوت کا یہ معنی ہوا تو ہمارے ملک کی ہر حکومت طاغوت ہے کیونکہ وہ پہلے دن مذہبی آزادی کے حامل آئین کے تقدس کا حلف اٹھاتے ہیں اور آئین اس دفعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے خرافات پر مشتمل ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے سپیدہ سحر اور ٹمٹماتا چراغ) لیکن پاکستان میں لوگ یہ شرعی اصطلاح بھی اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتے ہیں جو لوگ اقتدار میں نہ آئیں وہ حزب اقتدار والوں کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں ہم روزانہ روڈ کے قریب دیواروں پر دیکھتے ہیں لکھا ہوتا ہے طاغوتی حکمرانوں کو نہیں مانتے ،طاغوتی حکمرانوں کے خلاف کھڑے ہوجاؤ، اکھٹے ہوجاؤ۔حالانکہ جس قانون کی وجہ سے وہ طاغوت بن گیا ہے اس آئین اور قانون کا تو یہ دوسرا بھی قائل ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے باقاعدہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم آئین کے تحت کوشش کرتے ہیں۔لیکن ہم شرعی مفاہیم کی اس طرح تشریح کرتے ہیں کہ حق ہماری طرف اور باطل ہمارے مخالف کی طرف ہو۔

۳۔ شوریٰ: شوریٰ بھی ایک شرعی اصطلاح ہے۔اور شرعی سیاست میں شوریٰ کو ایک اہم مقام حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ اسلام ایک شورائی نظام ہے۔اللہ جل جلالہ نے شوریٰ کو قرآن کریم میں مسلمانوں کے لئے ایک شعار قرار دیتے ہوئے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ترجمہ اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں لیکن آجکل جب لوگوں نے اس منہج نبوی کو چھوڑا اور اس کی جگہ گندا مغربی نظام جمہوریت اپنایا۔تو بجائے اس کہ اپنے گناہ پر اقرار کرے باطل تاویلات شروع کرتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ یہ تو وہ اسلامی شوری ہے۔اگر شوری ایک شرعی اصطلاح ہے تو اس کی تعریف، شرائط اور قیودات چاہیئے کہ ہم وہ سب اسلام کے راستے سے سمجھیں چونکہ ایک اسلامی معاشرے کا فرض یہ ہے کہ معرفت حق کے لئے صرف یہی راستہ استعمال کریں۔لیکن پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم حق کی تعریف وہ کرتے ہیں جو میرے کام کو شامل ہوجائے۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ شوری اور جمہوریت کے درمیان فرق ہے کہ نہیں پورا فرق تو بیان نہیں کرسکتے کیونکہ اس کے لئے تو ایک مستقل رسالے کی ضرورت ہے۔لیکن یہاں مختصر انداز میں تھوڑا سا فرق بیان کرتے ہیں تا کہ ناظرین پر واضح ہو جائیں کہ یہ بدبودار گندا نظام کبھی بھی اسلامی شوری کا مصداق نہیں بن سکتا۔

(۱) شوری منصوصی امور میں نہیں ہوتا یعنی جو مسئلہ قرآن وسنت سے صراحتہ ثابت ہوا اس پر بحث ومشورہ جائز نہیں جبکہ جمہوریت میں ہر چیز پر بحث ومشورہ کیا جاتا ہے۔اور ارکان پارلیمنٹ ہر چیز کے قبول کرنے اور رد کرنے میں با اختیار ہوتے ہیں۔حتیٰ کہ

تین تین مہینوں تک شرعی بل پر بحث کی جاتی ہے۔ذرا سوچیئے کس چیز پر بحث ہوتی ہے ؟خالق ارض وسماء کے نازل کردہ قانون پر کہ اسے پاکستانی پارلیمنٹ میں قانون کا درجہ دیا جائے یا نہیں سبحان اللہ! اور یہ مشاہدہ ہم نے پاکستانی پارلیمنٹ میں تین مرتبہ کیا شریعت بل پیش کیا گیا پھر اس کے بعد شریعت نافذ نہ ہوئی تو اس کا کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ نعوذ باللہ شریعت بل پاکستانی پارلیمنٹ میں منظور نہ ہوا تو کیا ہوا؟ نامنظور ہوا۔ پاس نہ ہوا تو کیا ہوا؟ فیل ہوا۔قبول نہ ہوا تو کیا ہوا رد کیا گیا۔اب دیکھو! کہ کیا شریعت اس قسم شوری کی اجازت دیتی ہے کہ شوری والے اس حد تک خود مختار ہوں کہ شریعت تک رد اور نامنظور کریں۔

(ب) شوری اہل حل وعقد علماء پر مشتمل ہوتی ہے جبکہ جمہوریت کفار ومسلمین فساق وفجار کا آمیزہ ہوتا ہے۔نہ دین کو امتیاز حاصل ہے نہ تقوی کو۔

(ج) شریعت کی رو سے عورت کی حکمرانی حرام اور ناجائز ہے جبکہ اس جمہوریت کی برکت سے پاکستانی قوم نے دو مرتبہ خدا سے یہ کھلی بغاوت دیکھی اسوقت ہم کیوں خاموش رہ گئے کیونکہ عوام کا فیصلہ تھا اگرچہ نبوی فرمان کے مخالف تھا لیکن جمہوریت میں حکمرانی عوام کی ہے نہ کہ اللہ اور اس کی رسول کی فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ترجمہ ۔تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اُس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔ اب آپ حضرات خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ وہ شرعی شوری ہے؟ کہ شریعت تک رد کرنے کا مجاز ہے لا واللہ! لیکن ہم شرعی نصوص سے غلط مفہوم لے کر غلط راستے پر چل کر بھی اپنے آپ کو حق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۴۔امن: وہ شرعی اصطلاحات بہت زیادہ ہیں جن سے ہم غلط مفہوم لے کر پھر اسے اسلام کی طرف منسوب کر کے یہود کی طرح مذموم کردار ادا کرتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ق ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ترجمہ تو اُن لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے (آئی) ہے تا کہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیوی منفعت) حاصل کریں،ان اصطلاحات میں سے ایک شرعی اصطلاح امن بھی ہے امن اللہ جل جلالہ کا ایک عظیم انعام ہے اور جس قوم سے اللہ جل جلالہ راضی ہو جائے تو ان کو یہ انعام دیتا ہے ابراہیم علیہ السلام جب ساکنین مکہ کے لئے دعا کرتے ہیں تو فرماتے ہیں رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا ترجمہ اے اللہ! اس جگہ کو امن کا شہر بنا۔اور اللہ جل جلالہ جب کسی قوم سے ناراض ہو جاتا ہے تو ان سے امن سلب کر کے ان کے اوپر خوف مسلط کرتا ہے وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ترجمہ اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا مگر ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھا دیا۔

لیکن آجکل اس مقدس لفظ سے ایک گندا مفہوم لیا جاتا ہے۔یعنی شریعت کے خلاف سب کچھ برداشت کرنا، پیغمبر کی شان میں گستاخی پر خاموش رہنا، مرد اور عورتوں کے ناجائز اختلاط کو نظرانداز کرنا، بازاروں میں کھلی فحاشی وعریانی کا ہونا، خلاصہ یہ کہ امر بالمعروف جو کہ اس امت کا اہم ترین فریضہ ہے کو کھلی چھٹی دیکر بیٹھنا امن پسندی ہے۔اور اگر کوئی پیغمبر کے قول وعمل کے مطابق ان منکرات کے خلاف ہاتھ اٹھائے یا انکے رد میں زبان کھولے یا ان چیزوں سے نفرت کرے تو اسکے لئے دہشت گرد ،شدت پسند، شر پسند، انتہا پسند، اور امن کا دشمن جیسے اصطلاحات موجود ہیں۔

امن کا یہ مقدس لفظ اور اسکا یہ غلط استعمال ہم روزانہ دجالی میڈیا سے سنتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ لفظ بایں معنی استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلام امن اور محبت کا دین ہے كلمة حق اريد به الباطل.

اور اسی اصطلاح کی بدولت اپنے آپ کو امن پسند اور اپنے دشمنوں کو دہشت گرد اور شر پسند کہتے ہیں اور ان کے اس امن نما فساد نے پوری زمین کو فحاشی اور عریانی سے بھر کر نو جوان نسل کو تباہ کیا بازاروں میں فحش ویڈیو سنٹر نیٹ کیفے اور قحبہ خانے ان کی امن کی وہ نشانیاں ہیں جن پر وہ فخر کرتے ہیں اور اس کے زریعے پوری دنیا کو امن کا پیغام دیتے ہیں ۔وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ لا قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ **ترجمہ** اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں دیکھو! بلاشبہ یہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے۔

خبردار! ہمیں بلا اسلام امن قطعا منظور نہیں ہمیں وہ امن چاہئے جو اسلام نے ہمارے لئے لایا ہے۔جو انسان کو جان، مال، دین، عقل، عزت اور نسب کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔نہ

کہ وہ امن جو اقوام متحدہ کے منشور سے لیا گیا ہے جو ہر طرح کفر اور فحاشی کا ذمہ دار ہے بلکہ ابلیس کے اس دھوکے کی طرح ہے جو اس نے آدم اور حوا علیہما السلام کو دیا اور ان سے کہا فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ

لَّا یَبْلٰی ترجمہ تو شیطان نے اُن کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا کہ آدم! بھلا میں تمہیں (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو۔ دیکھو! جس طرح شیطان نے فنا کرنے والا درخت حضرت آدم علیہ السلام کو ہمیشگی کا درخت بتایا اسی طرح ہر بدامنی کی جڑ سیکولیرزم کو یہ لوگ امن سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی امن ہے جس نے مسلمانوں پر صلیبی جنگ مسلط کرنے کا جواز فراہم کیا۔ اسی امن کی خاطر امریکہ افغانستان میں داخل ہوا، عراق پر قابض ہو کر لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا اور اب تک جاری ہے۔ اسی امن کو برقرار رکھنے کے لئے پاکستانی فوج نے لال مسجد میں بے گناہ طلباء و طالبات کا خون بہایا کیونکہ انہوں نے شریعت کا مطالبہ کیا تھا۔ جو اس امن کے راستے میں رکاوٹ تھا۔ اور بعض زنا کے اڈوں کو ختم کیا تھا جو اس امن کے خلاف کام ہے۔

آج کل ہمارے دیندار لوگوں کے دماغوں پر بھی مغربی میڈیا کا اتنا راج ہے کہ ہم بھی لکیر کے فقیر بن کر ان کی زبان بولتے ہوئے کہتے ہیں کہ طالبان نے سوات میں امن خراب کیا تھا۔ آیئے اس حقیقت کا اندازہ لگاتے ہیں کہ امن کس نے خراب کیا تھا ؟ طالبان نے یا ان صلیبی کتوں نے۔

یقیناً طالبان نے بھی ایک امن خراب کیا تھا وہ امن یہ تھا کہ اسی سوات میں طالبان سے پہلے کوئی امریکہ اور برطانیہ سے لڑکی روانہ کر کے بالکل پرامن طریقے سے اسے زنا کیلئے سوات لاتے تھے۔ طالبان آئے تو انہوں نے یہ سب کچھ بند کیا زنا کے اڈوں کو ختم کیا، بازاروں میں سینما، فحش سی ڈی سنٹرز اڑا دئے، ان لڑکیوں کو جو جسم فروشی کا کاروبار کرتی تھیں یا بھگایا اور یا انہیں قتل کیا۔ تو آخر کار حکومت نے کہا کہ طالبان نے امن خراب کیا ہم نے بھی طوطے کی طرح نقل کرتے ہوئے کہا طالبان نے امن خراب کیا اسی امن کی خرابی کو حکومت نے سوات میں ظالمانہ فوجی آپریشن کا جواز بنایا۔

اب آیئے آپریشن کے بعد حکومت کی امن بحالی دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کونسا امن بحال کیا؟ آپریشن کے بعد حکومت نے امن بحالی کا اعلان ان میلوں سے کیا جس میں سرعام مرد اور عورتیں ناچتے تھے، شراب پیتے تھے بلکہ بعض جگہوں پر تو فوج کی طرف سے سینما شو لگائے گئے اور عام لوگوں کو ان پروگراموں میں شرکت کی دعوت دی گئی اور کہتے تھے کہ ہم اس سے دنیا کو ثابت کرتے ہیں کہ ہم نے طالبان کو ختم کیا اور امن قائم کیا۔ بازاروں میں ہتھ ریڑیوں میں فلمی سی ڈیز بیچنے لگے اور باقاعدہ ٹی وی اور ریڈیو والوں نے ان لوگوں کے انٹرویو نشر کیں جنہوں نے اس فحاشی کو فروغ ملنے پر حکومت کا شکریہ ادا کیا۔ اور حکومت نے اسے اپنی کامیابی قرار دیا۔

ناظرین! اب آپ حضرات فیصلہ کریں کہ کیا یہ امن ہے؟ اور کیا اسلام اس امن کا داعی ہے؟ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔ اس امن نے تو ہمارے نوجوان نسل کو برباد کیا۔ خدا کیلئے اے علماء حضرات اس امت کی رہنمائی کرو اور انہیں ان دجالین کے رحم و کرم پر مت چھوڑو۔

۵۔ سیاست: جہاد، شوریٰ اور امن کی طرح یہ بھی ایک شرعی اصطلاح ہے۔ اور شریعت نے اس کا بھی ایک الگ مفہوم اور مصداق بیان کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اپنے زمانے کے خلفاء اور حکومت چلانے والے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے۔ اور شریعت کے آدھے حصے کا قیام سیاست کے بغیر ممکن نہیں یعنی دین دو حصوں اور دو قسموں پر مشتمل ہے ۱۔ انفرادی مخفف طوعا دین یعنی دین کا آسان اور سہولت دہ قسم جیسے نماز، روزہ اور حج، زکوٰۃ وغیرہ ۲۔ اجتماعی مغلظ کرھا دین یعنی سخت اور اجتماعی دین جیسے حدود قصاص اور دیگر معاملات اور اجتماعی مغلظ کرھا دین کا قیام سیاست کے بغیر ممکن نہیں۔ حتیٰ کہ علامہ ابن خلیل الطرابلسی رحمہ اللہ نے تو اس سیاست کو شرع مغلظ کہا ہے فرماتے ہیں واعلم ان السیاسة شرع مغلظ تو سیاست کے بغیر پورے دین کا قیام ممکن نہیں کیونکہ اگر ہم نماز روزہ حج اور زکوٰۃ قائم کریں تو یہ تو نصف دین قائم ہوا جبکہ نصف دین جو کہ احکامات اور قوانین پر مبنی ہے وہ قائم نہیں ہے اور کوئی بھی شخص نصف کو پورا نہیں کہتا۔ خلاصہ یہ کہ اصطلاح سیاست کو شریعت میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لیکن آجکل یہ مقدس اصطلاح بھی سابقہ اصطلاحات کی طرح کچھ گندی اور غیر شرعی معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اور ان معانی میں اسکا استعمال اتنا مشہور ہوا ہے کہ جب بھی سیاست کا لفظ ذکر کیا جاتا ہے تو فوراً ذہن کفری جمہوریت اور دوغلی پالیسی جھوٹ اور منافقت کی طرف جاتی ہے۔ اور پھر جن لوگوں نے یہ طریقہ اپنایا ہے وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ سیاست انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے ہاں بالکل انبیاء علیہم السلام نے سیاست کی ہے لیکن کیا یہ سیاست؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ سیاست جس کی تشریح شریعت نے کی ہے جو دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔ کیا انبیاء کی سیاست وہ ہوسکتی ہے جو خدا کی حاکمیت کی بجائے انسان کی حاکمیت پر قائل ہو، انبیاء علیہم السلام تو شرک اور کفر کے خاتمے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور قانون سازی کا حق انسان کو دینا تو شرک اور کفر ہے۔ سیاست وہ تھی جو خود حضور نبی اکرم ﷺ نے کی تھی۔ لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینا سیاست تھی، بدر، احد اور حنین سیاست تھی، صلح حدیبیہ سیاست کا حصہ تھی ہاتھ کاٹنا، کوڑے دینا اور رجم کرنا بھی سیاست تھی لہذا سیاست کا معنی درست کرنا چاہئے اور کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر بنانا کفری مغربی جمہوریت کے ساتھ لفظ اسلامی لگا کر اسے مشرف بہ اسلام کرنا اللہ، رسول اور مؤمنین کے ساتھ خیانت ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْن ترجمہ اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔

(جاری)

عالمی منظر نامہ ایک نئی کروٹ لینے جا رہا ہے

اعظم طارق محسود صاحب

عالمی منظر نامے پر جاری کشمکش کو دیکھتے ہوئے عصر حاضر کے رائج ہدایت ربانی سے محروم انسان ساختہ نظاموں کو بری طرح ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔تاریخی و واقعاتی اعتبار سے موجودہ دور پر تبدیلی کا گمان کیا جا سکتا ہے۔اگر ان ادوار کا مطالعہ کیا جاوے جو نظامی تغیر وتبدل کے زد میں آچکے ہیں۔تو اس زمانے کے متعلق سے عوامی سطح پر جو انتشار واضطراب تاریخ کے اوراق نے محفوظ رکھا ہے۔ان کے معاملے میں آج کا انسانی استحصال نسبتاً زیادہ ابتر ونظامی بدحالی وناکامی کیوجہ سے بدرجہ اولی تبدیلی کا مستحق ہے۔ذرا جھانک کر دیکھئے! سلطنت روم کا زوال ہو، یا پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں یورپ میں مسیحی انتشار ہو۔مؤرخین کا کہنا ہے کہ سلطنت روم بدعنوانی ،انتہائی درجے کی کرپشن اور آپس میں خانہ جنگی کا شکار ہو کر زوال پذیر ہوا۔جدید مغربی تہذیب کا ارتقاء اصل میں پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں عیسائیت کے شکست وریخت سے شروع ہوئی ہے۔اس دوران عیسائی معاشرہ زبردست طبقاتی اور مسلکی کشمکش کا شکار ہوا۔نئے نئے تفکرات اور نظریات نے جنم لیا۔کلیسا کے خود ساختہ جبر وبربریت نے عام فرد کو مذہب سے بیزاری اور بغاوت پر مجبور کر دیا۔کیتھولک چرچ کے خلاف پروٹسٹنٹ بطور احتجاج ایک نئے متبادل کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی ۔تحریک اصلاح سامنے آئی اور یوں پورے یورپی معاشرے کو زبردست انتشار کا سامنا ہوا۔مگر ہاں یہ سب کچھ آہستہ آہستہ اور تدریجا ہوتا رہا۔

ایک نظام زندگی کی معطلی کی صورت میں دوسرے نظام ہائے زندگی خلاء کو پر کرنے میں کوشاں اور مصروف عمل نظر آتے تھے۔یہ کام راتوں رات ہونے والا نہیں تھا ذہنیت کو بنانے کیلئے ایک مدت درکار ہوتی ہے۔یہاں عیسائیت کو نیوافلاطونیت اور سیکولیرزم نے سخت نظریاتی مشکلات سے دوچار کر دیا،معاشرتی ،معاشی ،سیاسی ،تہذیبی وتمدنی سطح پر عیسائیت کی تعلیمات سے بالکل منقطع ہوئی۔روحانی واخلاقی اقدار معیارات ترقی کے منافی سمجھنے لگے۔کیتھولک اور غیر کیتھولک یا یوں کہئے کہ قدامت پسندی اور جدت پسندی میں دوسو سال تک جنگ وجدل اور مخاصمت کا بازار گرم رہا ۔خونخوار تصادم نے آدم زاد پر سفاکیت اور بربریت روا رکھنے میں نئے ریکارڈ قائم کئے ۔پورا مغربی معاشرہ خون آشامی کا منظر پیش کر رہا تھا۔کروڑوں انسان غارتگری کے شکار ہوئے۔املاکوں پر قبضہ اور قوموں کی نسل کشی کا سلسلہ جاری رہا۔ان حالات میں اب دو واقعات مغربی منظر نامے پر غیر معمولی شکل وصورت میں نمودار ہوئے۔انقلاب امریکہ اور انقلاب فرانس۔ان دو واقعات نے پورے مغربی زندگی میں انقلاب برپا کیا۔امریکہ نے برطانیہ سے آزادی کا اعلان کر کے اعلامیہ جاری کیا کہ چونکہ انسان ماں کی پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے لہذا کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو اپنا غلام بنالیں۔اور یہ کہ فرد کو اپنی جمہوری حقوق کی مکمل تحفظ حاصل ہوگا۔

یوں دنیا کے نقشے میں پہلا لادین جمہوری ریاست وجود میں آئی۔ٹھیک بارہ سال بعد انقلاب فرانس ظہور پذیر ہوا ان دو واقعات نے قدامت پسندی کو مات دی یا یوں کہئے کہ مغربی اولڈ ورلڈ آرڈر کا خاتمہ اور نیو ورلڈ آرڈر کا آغاز ہونے لگا ۔لیکن ہائے افسوس کہ جس طرح فلسفہ افلاطونیت وارسطویت کے پیرو کار وحی آسمانی سے محروم راہ راست سے بھٹک گئے تھے اور صدیوں سے مغربی انسانیت نظام جبر واستبداد کے نیچے کراہ رہی تھی۔اس طرح مغربی نیو ورلڈ آرڈر کے مفکرین مدرسہ جاہلیت خالصہ کے آراستہ وپیراستہ تھے۔سمتھ ،جان لاک ،والٹر ،روسو،منٹیسکو اور کانٹ وغیرہ کی یہ کوشش رہی ہے کہ ایک ایسے نظام زندگی کو ترتیب دے کر رائج کیا جائے جس میں انسان حلال وحرام ثواب وگناہ جائز وناجائز خیر وشر اخلاق وبداخلاقی اور مذہب کیجد بندیوں اور پابندیوں سے نہ صرف آزاد بلکہ قائم بالذات ہی تصور ہو۔اس سوچ وفکر کو عملی شکل دینے کیلئے یورپ نے جس نظام زندگی کو اصولاً وعملاً رائج کیا اس کو سرمایہ دارانہ نظام زندگی کہتے ہیں۔

پس سرمایہ داری بحثیت نظام زندگی کا مختصر سا تعارف ہونا چاہئے۔سرمایہ دارانہ نظام زندگی ایک مخصوص تصور انفرادیت تصور معاشرت اور تصور ریاست واقتدار کا حامل نظام زندگی ہے۔اس فلسفے کے بہت سے حامی مفکرین ہیں۔لیکن سب سے پرزور حامی کانٹ تصور کیا جاتا ہے۔کانٹ سے پہلے سمتھ نے بھی اس نظرئے کے لئے خاص کام کیا ہے۔کانٹ کا کہنا ہے کہ انسان کا اصل وصف خود ارادیت اور خود تخلیقیت ہے۔

کانٹ کا انسان ہیومنن کہلاتا ہے۔جو عبدیت اور تخلیقیت کا رد ہے۔کانٹ کے ہیومن کا بنیادی قدر وہ آزادی ہے جس میں خیر وشر کا معیار وہ خود ہی متعین کرے۔کانٹ کے مطابق کوئی فعل یا کوئی عمل فی نفسہ اچھا یا برا نہیں ہوتا بلکہ انسانی ارادہ ہی وہ پیمانہ ہے جو کسی عمل یا فعل کے قدر کو متعین کر سکتا ہے۔تو جس طرح مخصوص تصور انفرادیت ہے اسی طرح مخصوص تصور معاشرت بھی ہے۔معاشرہ چونکہ افرد ہی کے میل ملاپ سے بنتا ہے تو فرد یا افراد کے جو میلانات یا رجحانات ہو معاشرتی تنظیم بھی انہی میلانات ورجحانات کا حامل ہوتا ہے۔بس جو خواہشات فرد کے ہوتے ہیں معاشرہ انہی خواہشات ومقاصد کی تکمیل چاہتا ہے۔تو یہاں پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سرمایہ دارانہ انفرادیت وسرمایہ دارانہ اجتماعیت سرمایہ کی بڑھوتری کے ذریعے سے تسخیر کائنات

چاہتی ہے۔پس سرمایہ دارانہ معاشرت وہی نظام ہے جس میں سرمایہ دارانہ انفرادیت سرمایہ کی بڑھوتری آزادی فرد اور ترقی کیلئے ہمہ وقت مصروف عمل ہو۔

اسی طرح سرمایہ دارانہ نظام زندگی کا تصورِ ریاست بھی مخصوص ہے۔سرمایہ دارانہ ریاست وہ نظام اقتدار ہے جس کا مقصد اولین سرمایہ کی بڑھوتری ہو۔اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ ریاست سرمایہ دارانہ شخصیت اور سرمایہ دارنہ معاشرت کو قائم و مستحکم کرتی ہو۔اور وہ قوانین نافذ العمل بناتی ہو جس کے ذریعے سرمایہ دارانہ شخصیت و سرمایہ دارانہ معاشرت فروغ پاتی ہو۔بات صرف یہاں پر ختم نہیں ہوتی مغربی مدرسہ جاہلیت خالصہ کے مفکرین نے ایک اور اہم نکتے پر اتفاق کیا ہے ۔کہ مذہب کو سیاسی عمل سے بالکل خارج کیا جائے۔روسو، جان لاک، مٹیسکو، جفرسن کانٹ بلکہ اکثر وہ مفکرین جو فکر تنویریت سے متاثر تھے،ان کا کہنا تھا کہ چونکہ انسان فطرتا آزاد ہے اور سیاسی عمل کا مقصد ہی یہی ہے۔کہ ان مذہبی پابندیوں کو کلیۃً رد کیا جائے ۔جس نے انسان کو زنجیروں میں جکڑ کر رکھا ہے اور ہر مسئلے میں ارادہ عمومی کو فوقیت دی جائے۔خیر و شر کا پیمانہ ارادہ انسانی ہی کو قرار پایا۔یہ ان مفکرین کا فکر ہے جن کو ہم لبرل یا کنزروشیو کہتے ہیں۔مفکرین کا ایک اور طبقہ ہے جس کو ہم اشتراکی سرمایہ دارانہ نظام کے حامی کہتے ہیں ۔یہ گروہ بھی تحریک تنویریت سے خاصا متاثر ہے۔اس گروہ میں جو خاصا مشہور ہے وہ نطشے، ہیگل، اور مارکس ہیں یہ بے چارے فرد کی آزادی مساوات اور ترقی کو بطور اقدار قبول کرتے ہیں اور سرمایہ کی بڑھوتری کو ان مقاصد کی حصول کے لئے لازمی قرار دیتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ ہیومن کسی فرد کی شخصیت کا نہیں بلکہ اجتماعی وجود کا اظہار ہے۔یہ مفکرین ہیون بینگ کو الوہیت کا درجہ دیتے ہیں۔مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ طبقاتی کشمکش کے نتیجے میں جو طبقہ غالب آتا ہے وہی غالب طبقہ اپنے ارادے کے نفاذ کے ذریعے الوہیت کا اظہار کرتا ہے۔اور پوری ہیومن انفرادیت کو اس غالب طبقے کی اطاعت لازمی ہے۔جو اپنی قوت و اقتدار آزادی و مساوات اور ترقی کیلئے سرمایہ کی بڑھوتری کو اصل ذریعہ سمجھتا ہے اور یہی غالب طبقہ خیر و شر کی تعبیر و تنفیذ کا حقدار ہے۔الغرض سرمایہ داری کے متعلق سے مغرب کے جتنے نظریات و تفکرات ہیں سب کا ایک ہی پرچار ہے مذہب سے بیزاری، فرد کی آزادی، مساوات و ترقی مقصود و مطلوب بنانا ہے صرف اور صرف اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ بس سرمایہ ہی وہ اصل قدر ہے جو انسان کی ہر خواہش کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے خواہ انسان چاند پر جائے یا سمندر کی گہرائی میں جائے شراب خانہ بنائے یا اپنی رہائش کیلئے پرعیش شیش محل تعمیر کرے۔کوئی اچھی سی خوبرو گرل فرینڈ بنائے یا مخالف رقیب کو عبرت ناک سزا دے ۔تو سرمایہ ہی وہ صلاحیت یا قوت ہے جو ارادہ انسانی یا خواہش کی تکمیل کو ممکن بنا سکتا ہے ۔اسلئے تو جان لاک کہتا ہے کہ انسانی جسم سرمایہ کی بڑھوتری کا یک آلہ ہے ۔یعنی وہ انسانی جسم کو سرمایہ کی بڑھوتری کا ذریعہ یا بڑھوتری کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔

دانیانِ مغرب کا کہنا ہے کہ انسان نے جنت میں جانا نہیں بلکہ اس دنیا کو جنت بنانا ہے اور اسی تگ و دو میں وہ دن رات لگے ہوئے ہیں جیسا کہ ایک سیکولر پشتو شاعر غنی خان کا کہنا ہے کہ؛

ربه اے جانانه ربه ماله دا دنیا جنت که

فارموله ئ ده آسانه ددری ټکو نه جوړیگی

بس جانان ـ زوانی ـ او جام

ترجمہ:۔اے محبوب رب میرے لئے یہ دنیا جنت بنا کر دیجئے۔فارمولہ آسان ہے جو کہ تین الفاظ سے بنتا ہے۔ا۔خوبصورت محبوب۔۲۔جوانی۔۳۔شراب کا پیالہ۔

بس واضح ہو گیا کہ فلسفہ سرمایہ داری بحیثیت نظام زندگی انسان کے لئے زیادہ سے زیادہ لذت و خواہشات کے حصول کا نام ہے لہذا فرد نے اپنی تمام ذہنی و جسمانی استعداد کو اس اصل ذریعہ حصول لذات (سرمایہ) کی ترقی و بڑھوتری کے لئے استعمال کرنا ہے یہی تو وجہ ہے کہ مغربی محبت مادیت نے انسانیت و حیوانیت کے مابین کرداری واقداری فرق کو مٹا دیا ہے۔مثلاً جسم فروشی بھی ایک فعل ہے تیمارداری بھی ایک فعل ہے۔قانونی مساوات کی رو سے دونوں کاموں یا پیشوں کو یکساں حیثیت حاصل ہے۔ یہاں جسم فروشی کوئی حیوانی یا غیر انسانی فعل نہیں بلکہ سرمایہ کی بڑھوتری کے عمل میں معاون ہے لہذا کوئی قبیح فعل تصور نہیں کیا جاتا ہے۔اب ذرا فلسفیانہ طرز تحریر و بیان سے ہٹ کر زمینی حقائق کی طرف آتے ہیں۔۔اصل میں امریکہ اور نظام سرمایہ دارانہ کے مابین چولی دامن کا ساتھ ہے یا ایک سکہ کے دو رخ ہیں، نظام سرمایہ دارانہ ترقی و استحکام اور تحفظ کا ٹھیکہ خود ساختہ تھانیدار امریکہ نے لے رکھا ہے، اس نظام کو عالمی سطح پر پائیدار اور کامیاب بنانے کے لئے مختلف قسم کے اداروں کو معرض وجود میں لایا گیا اور ان اداروں کی ہر کارروائی پر اشیرباد حاصل ہے۔امریکی ہدایات کے مطابق ہی کام کرنے کے پابند ہیں۔ویسے ادارے تو بہت سارے ہیں لیکن چند زیادہ معروف اداروں کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا۔جن کو امریکہ نظام سرمایہ داری کے تحفظ کے لئے بطور ہتھیار استعمال کرتے رہتے ہیں۔

1. U N O کفن چوروں کا ایک ٹولہ ہے۔امریکہ جس کسی ملک کے خلاف اس ادارے کو استعمال کرنا چاہے بغیر کسی چوں و چرا کے استعمال ہوتا ہے۔مثلاً کسی ملک کے خلاف ایک اقتصادی پابندی لگانا۔امریکہ بل پیش کرتا ہے تو فوراً بھاری اکثریت سے پاس ہو جاتا ہے۔اور مذکورہ ملک کے خلاف اقتصادی پابندی لاگو ہو جاتی ہے۔

2۔سلامتی کونسل:۔یہ قصابوں کا ایک بین الاقوامی ٹولہ ہے جس نے انسانیت کو اپنی مالی مفاد کیلئے ہمیشہ کے لئے جنگ و جدل میں ٹھونس دیا ہے۔

3۔ویٹو پاور:۔اس کو غریب ممالک کو بری طرح کچلنے کا مکمل اختیار ہے۔جو سلامتی کونسل کے ممبر ممالک میں سے پانچ بڑوں کو حاصل ہے۔جن میں سرفہرست امریکہ

ہے۔سب سے زیادہ استعمال اس پاور کا امریکہ نے کیا ہے۔اور خاص کر مسلمان ممالک کے خلاف کیا ہے۔آزادی فلسطین کے خلاف اور اسرائیل کے حق میں امریکہ اس پاور کو استعمال کرتا آیا ہے۔اسرائیلی بربریت و فلسطینی مظلومیت امریکی ویٹو کا کمال ہے۔

4۔نیٹو:۔مغربی مسلح قاتل جتہ:۔یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو امریکی و مغربی مفادات کے تحفظ کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔یہ ایک خون خوار اور قاتل ادارہ ہے۔نظام سرمایہ داری کے تحفظ کے لئے امریکی قیادت اکثر مسلمان ممالک کے خلاف برسر جنگ رہتی ہے۔مثلاً عراق اور افغانستان کے جنگ کے بارے میں مغربی عوام کو یہ باور کرایا گیا کہ عالمی سرمایہ دارانہ نظام اور مغربی عوام کے مفادات کے تحفظ کے لئے یہ جنگیں ناگزیر ہیں۔لہٰذا اس قاتل ادارے کے قیام کا مقصد ہی فساد فی الارض ہے۔

5۔ورلڈ بینک اور آئی۔ایم۔ایف:۔غریب اور ترقی پذیر ممالک سے ان کے وسائل پر قرضہ،امداد و تعاون کے نام سے قبضہ کرنا اور ریاستی اختیارات کو چھین لینا ان اداروں کا کام ہے۔مثلاً پاکستان تیل،گیس و بجلی سے لے کر سبزی منڈی میں ٹماٹر کا ریٹ بھی اپنی مرضی اور اختیار سے مقرر نہیں کر سکتا۔بلکہ ان اداروں کے ہدایات کے مطابق نرخ نامے مقرر کئے جاتے ہیں۔مغربی ساہوکاروں نے سرمایہ دارانہ نظام کی بربریت و خونخواریت کو قانونی شکل دینے کیلئے ان اداروں کو قائم کیا۔

6۔ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن اور ملٹی نیشنل کمپنیاں:۔عوام الناس سے اپنی پیداوار کی حق ملکیت غصب کرنا اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر تجارتی حقوق کی اجارہ داری چند مخصوص سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں دینا انہی اداروں کا کام ہے۔ان اداروں کے وضع کردہ قوانین کے بغیر کسی کو بھی آزادانہ کاروبار کرنے کا حق حاصل نہیں۔پینے کے پانی سے لے کر آلات جراحی تک اور کپڑے سے لے کر آلات حرب و ضرب تک کاروباری حق ان اداروں کو حاصل ہے۔

اب تو حالات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ ریاستوں کو بھی بعض حالات و مقامات میں سیکیورٹی پرائیویٹ کمپنیاں فراہم کرتی ہیں۔مثلاً عراق اور افغانستان و پاکستان میں امریکی مفادات کی تحفظ کی ذمہ داری بدنام زمانہ بلیک واٹر کو سونپ دی گئی ہے۔مملکت پاکستان نے اس کو جو کچھ دیا ہے وہ بھی انمول تحفے ہیں۔جن سے پیچھا چھڑانا ممکن نہیں مثلاً مسٹر زرداری،اسفندیار ولی،الطاف حسین اور ان کے این۔آر۔او زدہ رفقاء اسی نظام کی پشت پناہی سے مملکت کے سیاہ و سفید کے مالک بنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ان جیسے اشرافیہ کا کوئی بھی جرم قابل مؤاخذہ نہیں ہے،کیونکہ نظام سرمایہ داری کے عمل بڑھوتری میں خاصے معاون و مفید ہیں۔

اس ملک میں پیپلز پارٹی،اے۔این۔پی اور ایم کیو ایم کو برسر اقتدار لانے میں خاص مقاصد کا حصول زیر غور فرماتھے۔ورنہ پارٹی منشور اور نظریاتی طور پر یہ بڑی متضاد پارٹیاں ہیں۔لیکن امریکی مفادات اور سرمایہ داریت کے تحفظ کیلئے معاون ہیں۔لہٰذا سرمایہ کی قوت و افادیت پر ان لوگوں کو غیر متزلزل ایمان ہے۔یہ غالب طبقات ہیں ان کے اثرات عوام پر بھی ہیں۔ایک چھوٹی سی مثال لیجئے ریمنڈ ڈیوس نے لاہور کے مصروف ترین روڈ پر آئی ایس آئی کے دو اہلکاروں کو دن دہاڑے قتل کیا۔قتل کے بعد گاڑی سے اتر کر تڑپتی لاشوں کا فوٹو گراف بڑے بے خوفی اور مزے سے لیتا رہا۔واقعہ کے فوراً بعد کیری لوگر بل نے وائٹ ہاؤس سے اعلامیہ جاری کیا کہ ریمنڈ ڈیوس کو استثناء حاصل ہے۔کیری لوگر بل پاکستان میں آنے والے سرمایے کی شکل میں وہ قوت ہے جس نے پاکستان کے تمام اداروں کو مفلوج کر رکھا ہے کسی میں بھی یہ سکت نہیں تھی کہ ریمنڈ ڈیوس کے استثناء کو چیلنج کرتا۔بلکہ بغیر کسی مؤاخذہ کے رخصت کیا۔ایک دوسری مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ چار امریکن ہیلی کاپٹر ایبٹ آباد میں آتے ہیں چالیس منٹ تک بڑی گن گرج کے ساتھ کارروائی کرتے ہیں کارروائی مکمل کرنے کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کونسی دیوتائی قوت ہے جس نے پورے پاکستانی سیکیورٹی فورسسز کے اعصاب کو شل یا مفلوج کرتے ہوئے مزاحمت سے عاری بلکہ خاموش کر دیا تھا۔اسی طرح پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کا معاملہ بھی ہے۔بعض سیدھے سادہ لوگ اس معاملے کو یا ان ڈرون حملوں کو بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی اور ریاستی خود مختاری میں مداخلت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔لیکن اصل میں سرزمین پاکستان میں امریکہ کی تمام کارروائیاں نظام سرمایہ داری کی قوت کو ناقابل تسخیر بنانا اور یہ ثابت کرنا ہے کہ مملکت پاکستان جس فعل کے پشت پر سرمائے کی تقویت کار فرما ہو وہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ پاتا ہے۔کوئی سیاسی،اخلاقی یا ریاستی قانون وغیرہ آڑے نہیں آسکتا۔

نظام سرمایہ دارنہ کی قانون و تعریف کی رو سے ہر وہ کام جائز اور حق ہے جو سرمایہ دارنہ شخصیت انہیں پسند کرے اور سرمایہ کی بڑھوتری کے لئے مفید سمجھیں مذکورہ کارروائیوں کا تعلق بھی اسی نوعیت سے ہے۔کہ تمام کارروائیاں سرمائے کے بڑھوتری کے عمل میں معاون ہیں۔یعنی ڈرون حملے ان لوگوں کے خلاف ہو رہے ہیں جو نظام سرمایہ دارانہ جمہوریت کیخلاف برسر پیکار ہیں۔اگر تاریخ دیکھی جائے تو اس نظام کی بنیاد انسانی قتل و غارت پر رکھی گئی ہے۔امریکہ نے ڈیڑھ کروڑ ریڈ انڈین کا قتل عام تو اسلئے کیا تھا کہ وہ نظام سرمایہ دارانہ میں اپنے آپ کو کھپانے کے لئے تیار نہ تھے۔امریکہ آج بھی سرزمین پاکستان میں اپنی باجگذار مقتدر اداروں کو نظام سرمایہ داری کو ہر حال میں بچانے اور اپنی آقائیت کی حفاظت وقائم رکھنے کے لئے ضرور بالضرور استعمال کرتے رہیں گے۔جیسا کہ پاکستانی فوج مسلسل استعمال ہوتی رہی ہے اسلئے تو پاکستانی فوج و حکمران امریکہ کیساتھ اپنی خفیہ مذاکرات میں ڈرون حملوں کی تائید

وحمایت اور نیٹو افواج کو پاکستانی راستوں سے ہر طرح کی رسد پہنچانے کی ذمہ داری دل وجان سے قبول کر چکے ہیں۔

وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ نظام سرمایہ داری کی بقاء واستحکام سے پاکستان میں زرداریوں کو ہی بہت بڑا فائدہ ہے۔اسی نظام کی وجہ سے عوام الناس کے خون پسینہ کی کمائی بھی انہی زرداریوں کے تجوریوں میں مرتکز ہورہی ہے یہ حقیقت تو پوری دنیا پر واضح ہو چکی ہے کہ عالمی سطح پر اس نظام سرمایہ داری کے تحفظ وبقاء کیلئے جو ادارے قائم کئے گئے ہیں ان اداروں نے پوری انسانیت کو ذات پات میں تقسیم کیا یعنی معاشی وسیاسی طور پر خواص الناس اور عوام الناس میں تقسیم کیا۔خواص الناس طبقات نظام سرمایہ دارانہ کی وجہ سے امیر سے امیر تر ہوتا جارہا ہے۔اور عوام الناس طبقات غریب سے غریب تر ہوتا جارہا ہے۔بلاول ہاؤس کے گھوڑوں کی مکھن،شہد،پستہ وبادام سے خاطر ومدارت کی جاتی ہے۔اور اصطبل تک بڑے بڑے ائیر کنڈیشنز سے مزین کئے جاتے ہیں۔خواص الناس اشرافیہ کے کھانے پینے سے لے کر تعلیم وتربیت کیلئے پر عیش ادارے اور محلات تعمیر کئے جاتے ہیں۔سرکاری سطح پر ان کے اخراجات کو پورا کیا جاتا ہے۔ادھر عوام الناس طبقہ دووقت کی روٹی اور پینے کے صاف پانی اور اپنی کمائی ہوئی پنشن کی وصولیابی کیلئے سڑکوں پر نکل کر احتجاج کرتے کرتے دم توڑ جاتے ہیں۔

یہی معاشی ومعاشرتی بدحالی وناہمواری عالمی سطح پر بھی اسی نظام سرمایہ دارانہ کی وجہ سے دیکھی اور محسوس کی جارہی ہے۔عوام الناس خواہ جہاں کہیں بھی ہو بحرانی کیفیت سے گزر رہے ہیں۔بے روزگاری ہے مہنگائی ہے جنگ وجدل ہے طوفانی بادوباراں ہے عدل وانصاف نہیں نظام کی خرابی ہے۔عالمی منظرنامے پر انہی جیسے شکایتوں کا رونا دیکھنے کو مل رہی ہے۔اور سب سے بڑھ کر مزے کی بات یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نیو ورلڈ آرڈر کا ٹھیکدار (امریکہ) مخمصے اور تذبذب کا شکار ہے کرہ ارض کے چاروں سمت روز روز نئے نئے محاذ خود بخود پیدا ہورہے ہیں۔پرانی جاری محاذوں پر زبردست شکست وریخت کا سامنا ہے۔عالمی ٹھیکدار وتھانیدار خود بھی ان محاذوں کی بدولت معاشی واقتصادی بدحالی وابتری میں یہاں تک مبتلا ہے کہ اپنی عوام کو روزگار نہیں دے سکتا اور فراخ قرضہ دینے والے ممالک اپنے مستقبل کیلئے پریشان ومضطرب نظر آتے ہیں مثلا جاپان کو سونامی کے ایک ضرب نے ٹھنڈا کیا۔پہلے چھ منٹ کیلئے زمینی جھٹکے اور صرف تیس منٹ بعد پانی کے ریلے نے آکر صنعت وحرفت کے تمام کمالات وایجادات کو کباڑ کرتے ہوئے گزر گیا۔جاپان جو دنیا کی مضبوط ترین معیشت تصور کی جاتی ہے اب اپنے مستقبل کیلئے فکرمند ہے۔

شمالی افریقہ ومشرق وسطی کے بوڑھے بے حس وحرکت موروثی حکمران باری باری منظر سے ہٹ رہے ہیں۔طرفہ تماشہ یہ کہ اربوں کھربوں ڈالر امریکہ کے خرچ ہورہے ہیں۔بمباریاں نیٹو کی طرف سے ہورہی ہیں۔عبادالشیطان سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔سب کچھ داؤ پر لگا رہے ہیں نئے سے نئے ہتھیاروں کے استعمال سے بھی گریز نہیں کررہے۔ہر وہ حربہ استعمال کررہے ہیں جس میں ان کو فائدہ محسوس ہو رہا ہو۔مگر ان سب کچھ کے باوجود نیچے زمین پر حالات بے سروسامان عبادالرحمٰن کے حق وحمایت میں بنتے جارہیں۔حال ہی میں مصر اور لیبیا کے حالات شاہد ہیں،جہاں زیر زمین مجاہدین کو خاطر خواہ کامیابیاں ہورہی ہیں۔طاغوت کی گرفت ڈھیلی پڑرہی ہے۔

دنیا عملی طور پر دو صفوں میں بٹ چکی ہے،کھیل جاری ہے مگر ہاں کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔صرف اور صرف بصارت وبصیرت والے اس جاری کشمکش کو سمجھتے ہیں۔

برادران اسلام ومجاہدین کرام!

خوشخبری ہے کہ آج دنیا کا مقروض ترین ملک امریکہ ہے حالت نزاع میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔مغرب اپنی افاقیت کے دعوے سے عملا دست بردار ہو چکا ہے۔اس کے اقدار اس کے گڑھ میں متزلزل ہورہے ہیں۔انسانی عظمت ورفعت جمہوری سرمایہ داریت کے آتشکدہ میں جل کر خاکستر ہورہی ہے۔پوری دنیا قعر مذلت میں گری ہوئی ہے۔رائج الوقت کی ترتیب سے بغاوت کی صدائیں آرہی ہیں۔قرائن تو یہ عندیہ دے رہی ہے کہ عالمی منظرنامہ ایک نئی کروٹ لینے جارہا ہے۔

لہذا مجاہد قوتوں نے جس عسکری جہاد کی بنیاد ڈال کر بہت بڑی قربانیاں دی۔اسی جہاد کو معاشرتی معاشی،سیاسی،فکری وعملی اور علمی بنیادوں پر منظم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔رب کریم ورحیم،مجاہدین کے ان تمام قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں اور متوقع پیدا ہونے والے خلاء کو پر کرنے کی سعادت نصیب فرمائیں آمین ثم آمین۔۔

چیدہ چیدہ

جیلیں بھرو نہیں، جیلیں توڑو

امارت اسلامی افغانستان کے سابق وزیر اطلاعات وثقافت استاد محمد یاسر صاحب (جو آجکل پاکستان میں قید ہے، فک اللہ اسرہ) نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اگر جیلیں توڑ نہیں سکتے تو جیلیں بھر دو، تحریک طالبان پاکستان کے سرفروشوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ ابھی تک چونکہ ہمارا خون اتنا سرد نہیں کہ ہمیں جیل بھرنے پڑیں بلکہ ہمیں جیلیں توڑنا آتا ہے۔ تحریک طالبان پاکستان کے منصوبہ ساز (Planning group) گروپ نے یہ خبر دی کہ بنوں جیل میں کئی سارے ساتھی قید ہیں جبکہ جیل انتظامیہ غفلت بھرت رہی ہے اور وہ اس جگہ کی حساسیت سے بے خبر ہیں ہم جیل کے بارے میں تمام معلومات اکٹھا کر چکے ہیں اور راستے کے بارے میں بھی انہوں نے ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ یہ رپورٹ (Implement group) کے حوالہ کی گئی اور انہوں سے اسے عملی بنانے کے لئے انتظامات شروع کئے ۔ چودھوے اور پندرہوے اپریل کی درمیانی شب اس مشن کے لئے منتخب کی گئی۔ تقریباً ڈھائی سو کے قریب ساتھی اس کاروائی میں شریک ہوئے اور رات کے سوا ایک بجے تمام ساتھی بنوں جیل کے ارد گرد موجود تھے۔ نعرہ تکبیر کیساتھ تمام ساتھیوں نے فائرنگ شروع کی پہلے ایک بڑے گیٹ پر راکٹ فائر کیا جس سے وہ گر گیا اور بارکوں تک کا راستہ ساتھیوں کے لئے صاف ہو گیا چند ملک وقوم کے رکوالے پولیس'' حضرات'' موجود تھے لیکن انہوں نے بھی جان بچانے میں عافیت سمجھی اور معمولی مزاحمت کے بعد راہ فرار اختیار کی۔ تمام مجاہدین بارکوں میں داخل ہو گئے اور تالے توڑتے ہوئے تمام ساتھیوں کو نکال باہر کیا اور طالبان کے جتنے قیدی تھے وہ سب اپنی محفوظ ٹھکانوں کی طرف نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

قیدیوں میں پاک فضائیہ کا ایک اہلکار عدنان رشید بھی شامل تھا، جس پر الزام تھا کہ اس نے سابقہ پاکستانی اسلام دشمن صدر پرویز کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی ، اس الزام میں اسے موت کی سزا سنائی، اور سزا بھی اس عجیب انداز سے کہ جیل میں اسکے ہاتھ میں سزائے موت کی پرچی تھمادی اور نہ مقدمہ اور نہ عدالتی کاروائی اور نہ اس کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ سپریم کورٹ میں اس فیصلے کو چیلنج کر سکے۔ کیونکہ پاکستان میں یہ کالا قانون موجود ہے کہ جو فیصلے فوج کرے اسے عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا اور پھر اسے بنوں جیل منتقل کیا گیا لیکن زندگی اور موت کا اختیار تو صرف اس محی اور ممیت ذات کے قبضہ میں ہے جو اس کل جہاں کا مختار کل ہے نہ کہ ان بے دین حکمرانوں اور انکے بے دین اور شریعت سے جاہل ججوں کے ہاتھ میں، سو رحمتِ ایزدی جوش میں آئی اور اس بے گناہ مجرم کی آہِ سحر گاہی نے اپنا اثر دکھایا اور مضبوط چاردیوری اور سینکڑوں پہرادارا سے باہر نکلنے سے نہیں روک سکے۔ اب وہ ایک آزاد فضا میں زندگی گذار رہا ہے۔

جیل سے حکومتی تصدیق کے مطابق ۳۸۴ قیدی نکلنے میں کامیاب ہو گئے ان میں ایک تو مذکورہ عدنان رشید صاحب تھے جسے سزائے موت سنائی گئی تھی اور ۲۲ دیگر ایسے قیدی اور تھے جو سزائے موت کی سزا سن چکے تھے۔ ان میں ایک دوسرا اہم کمانڈر نورالدین بھی شامل تھا۔

کچھ ساتھی سیکورٹی اہلکاروں کی مانیٹرنگ کر رہے تھے اور انکی نقل وحرکت پہ نظر رکھے ہوئے تھے۔ مخابرہ سیٹ پر سنی گئی انکی گفتگو کے چند دلچسپ اقتباسات ملاحظہ ہو:

ایک افسر اپنے سپاہیوں سے کہتا ہے'' آپ اپنے ساتھیوں کو لیکر آگے بڑھنے کی کوشش کرو'' آگے سے بہادر سپاہی نے جواب دیا'' سر وہ راکٹ فائر کر رہے ہیں اور ہم اس قابل نہیں کہ آگے جا سکے'' افسر جواباً کہتا ہے'' راکٹ تو وہ جیل کی طرف فائر کر رہے ہیں'' جواب میں سپاہی کہتا ہے'' وہ ہماری طرف بھی فائر کر رہے ہیں''۔ اسی دوران ایک پولیس والے نے کسی کو کہا کہ او ورلائٹ (ہوا میں روشنی کرنے والا گولا) فائر کرو۔ دوسرے نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے کہا کہ نہیں نہیں ایسا نہ کرو ورنہ وہ ہمیں دیکھ لینگے۔ اسی اثناء میں ایک پولیس والے کو کسی نے آواز دی کہ تم جاکران پر حملہ کرو، اس نے آگے سے کہا کہ میں تو نالی میں چھپا ہوا اور اگر سر اُٹھایا تو پھر میری خیر نہیں ہوگی۔

دوران آپریشن ایک پولیس کو کسی نے آواز دی کہ تو جاکران پر حملہ کرو، اس نے آگے سے کہا کہ میں تو نالی میں چھپا ہو ل اور اگر سر اُٹھایا تو پھر میری خیر نہیں ہوگی۔

اس حملہ سے چند دن پہلے خیبر پختونخوا کے وزیر اطلاعات میاں افتخار نے دعوی کیا تھا کہ صوبہ انتہا پسندی سے خالی کرالیا گیا ہے۔ لیکن جب یہ حملہ ہوا تو اسکو سخت کوفت اُٹھانی پڑی اور میڈیا سے بات کرتے ہوئے اسکی اسلام اور مجاہدین کے خلاف ہر وقت بولتی زباں، بات کرنے کے قابل نہ تھی۔ جب پختونخوا کے سینئر وزیر بشیر بلور سے میڈیا والوں نے رابطہ کیا تو اس کے تاثرات یہ تھے'' طالبان کے پاس ہم سے زیادہ وسائل ہیں وہ دس سال سے ہماری فوج کے خلاف لڑ رہے ہیں اور ہمارے فوجیوں کو شہید کر رہے ہیں''۔ وزیر موصوف کی بات کسی حد تک صحیح ہو سکتی ہے لیکن اس صحت کا انہیں خود احساس نہیں کیونکہ یہ بات ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے پاس آپ

سے زیادہ وسائل ہیں کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹانا چاہتے ہو اور ہم اسے نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اب اللہ تعالیٰ ظاہر ہے کہ دین والوں ہی کی نصرت کریگا نہ ان لوگوں کی جو ہمیشہ سے اسلام دشمنی میں لگے ہوئے ہیں لیکن عقل سے کورے لوگوں کو یہ راز کہاں معلوم ہوسکتا ہے۔اور میاں افتخار کو چاہئے کہ وہ احمقوں کی دنیا سے نکلے کیونکہ اسلام(انتہاء پسندی) کو ختم کرنے کے لئے بہت سوں نے کوششیں کئیں جو چرب زبانی میں اس سے بہت آگے نکلے ہوئے تھے، لیکن آخر کار انہیں منہ کی کھانی پڑی، بلکہ حق و باطل کا یہ معرکہ ہمیشہ جاری رہے گا اور ہر دور میں ان جیسے بد دینوں کے لئے بیت اللہ محسود رحمہ اللہ اور حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ جیسے سر پھرے پیدا ہوتے رہینگے ۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغِ مصطفوی (ﷺ) سے شرارِ بولہبی

یہ عذاب نہیں تو پھر اور۔۔۔۔۔۔۔۔

سنا تھا کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے، اور واقعی ایسا ہی ہے کہ تاریخ انسانی میں جس نے بھی خدائی قوت و طاقت کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی ہے وہ ہمیشہ بنی نوع انسانی کے سامنے ذلت کا نشاں بن چکا ہے۔ ہمارے ان آخری چند سالوں میں افواج پاکستان نے ظلم و بربریت کی جو داستانیں رقم کی وہ اسلامی تاریخ تو کجا انسانی تاریخ میں بھی بمشکل ملتی ہے۔ چادر و چار دیواری سے لیکر عفت مآب بہنوں کا بھی انہوں کچھ پاس نہیں رکھا، کیا لال مسجد کی کہانی، اور کیا عافیہ صدیقہ کی امریکی انسان نما بھیڑیوں کے حوالہ کرنا، بہر حال ظلم کی ایک نہ ختم ہونے والی فہرست جس کا آٹے میں نمک کے برابر حصہ تو عصر حاضر کی ''آزاد میڈیا'' کی وساطت سے عام انسان کے سامنے آچکا ہے لیکن یہ مکمل فہرست روزِ قیامت ہی افشاء ہوگی جس میں ایک ایک واقعہ کے لئے اس کا کرنے والا جواب دہ ہوگا۔لیکن خالق فطرت نے جو اصول اس کارخانہ عالم کے چلانے کے لئے مقرّر فرمائے ہیں اس کی رو سے یہاں بھی اپنے کئے ہوئے کی کچھ نہ کچھ سزا بھگتنا ہوگی اور یہی فیصلہ قرآن کا ہے ﴿وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَاباً دُونَ ذَلِكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ''اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انکے لئے اس (آخرت) سے پہلے بھی عذاب ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے''۔

۷ اپریل کو سیاچن میں ایک برفانی تودہ ۱۲۴ پاکستانی فوجیوں پر آگرا نتیجۃً وہ سارے فوجی ہلاک ہوگئے اور انکے ساتھ گیارہ عام لوگ بھی جان بحق ہوگئے حکومت نے اپنی بھرپور کوشش کی کہ ان فوجیوں کی لاشیں نکال سکیں اس مقصد کے لئے بہت ساری نفری تعیّنات کر دی گئی بیرون ممالک سے امداد طلب کی گئی لیکن کوئی طریقہ بھی کارگر ثابت نہیں ہوسکا اور تا دمِ تحریر وہ فوجی اس تودے تلے دبے ہوئے ہیں ، اور انکی لاشیں نکالنا تاحال ایک نہ حل ہونے والا قضیہ ہے۔

اس کے متصل ہی ایک اور واقعہ پر نظر ڈالئے پاک فوج کے اعلیٰ افسران نے مہمند ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں جہاد اور اسلام (انتہاء پسندی اور دہشت گردی) کے خلاف سیکورٹی اہلکاروں کو بریفنگ دی اور پھر باجوڑ روانہ ہوگئے واپسی پر غلنئی میں انکے ہیلی کاپٹر کو فنی خرابی کے باعث کرش لینڈنگ کرنا پڑا، ہیلی کاپٹر میں سوار پانچ اعلیٰ افسران زخمی ہوگئے۔اس کے چند دن بعد وزیرِ داخلہ کے ہیلی کاپٹر کو بھی اسی طرح کا حادثہ پیش آیا لیکن وہ بہر حال بچ گئے۔ جبکہ مہمند ایجنسی میں ۲۶ فوجیوں کی ہلاکت کا قصہ ابھی تک اہالیان پاکستان کو یاد ہے۔

ان سب واقعات پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو ان میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ کوئی بھی واقعہ کسی دشمن کی جانب سے نہیں بلکہ یہ قدرتی آفات کی وجہ سے پیش آئے۔لیکن افسوس کہ نہ حکمرانان پاکستان اس پہلو پر غور کر سکے اور نہ افواج پاکستان نے اس فیکٹر کو سمجھنے کی کوشش کی۔

قدرتی آفات ہر جماعت پر آتی رہتی ہیں لیکن مذکورہ بالا صورت میں جس تسلسل اور ترتیب سے یہ واقعات پیش آئے وہ کسی اور جانب کا اشارہ دے رہے ہیں ۔ جب بانئ تحریک بیت اللہ محسود رحمہ اللہ ڈرون حملہ میں امریکیوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے تو ان کی شہادت کو رحمٰن ملک نے خدا کا عذاب کہا حالانکہ انکی شہادت اپنے دشمنوں امریکیوں کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ جبکہ تمھارے فوجیوں کی ہلاکت اگر امریکیوں کے ہاتھوں ہوئی ہے تو وہ (امریکی) تمھارے ایک لمبے عرصے سے حلیف اور ہر محاذ پر تمھارے ساتھ اکٹھے لڑتے آرہے ہیں، اور تمھاری ہلاکتیں ایک کافر کے مقاصد کے لئے لڑتے ہوئے اسکے ہاتھوں ہوئی ہیں۔

کاش کہ کوئی صاحبِ بصیرت انسان انکو اس پہلو کے بارے میں بھی بریفنگ دیتا اور یہ لوگ اسے سمجھنے کی تھوڑی سی سعی کر لیتے ۔

عدل و انصاف صرف حشر پہ موقوف نہیں

زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

پاکستانی قانون کی رو سے کسی قیدی کو عدالتی احکامات کے بغیر قتل کرنا قانوناً جرم ہے جسے ماورائے عدالت قتل کہتے ہیں لیکن افواج پاکستان جس طرح اسلام کے دشمن ہیں اسی طرح وہ آئین پاکستان کو بھی جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔ایوب خان سے لیکر پرویز تک فوج نے آئین کا جو حشر کیا ہے وہ ہمارا موضوع نہیں ہے بلکہ ہم تو عنوان کے شروع میں ذکر کئے گئے قانون کا تذکرہ کرینگے کہ کس طرح انہوں نے ماورائے عدالت قتل کئے اور بیگناہ انسانوں کو سلاخوں کے پیچھے اپنے خون میں نہلایا۔آئی ایس آئی نے ایک سلسلہ شروع کیا ہے کہ جب کہیں طالبان کی جانب سے کوئی تیر انکے سینے گھونپا جاتا ہے

تو یہ لوگ اپنا خمار نکالنے کے لئے ان طالبان ساتھیوں کو شہید کر دیتے ہیں جو انکے قید میں ہوتے ہیں اور پھر انہیں سڑک کے کنارے پھینک کر چلے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ سے شروع ہے آپ اگر اخبارات اُٹھا کر دیکھے تو فوجی مراکز پر ہونے والے ہر حملہ کے دوسرے یا تیسرے دن آپ یہ خبر پڑینگے کہ فلاں جگہ پر اتنے نامعلوم دہشت گردوں کی لاشیں ملی۔

اسی اصول پر درہ آدم خیل کے ساتھیوں نے عمل کیا اور ایف سی کے ان (۱۵) اہلکاروں کو گولی مار کر ہلاک کیا جو طالبان کی قید میں تھے اور یہ پیغام دیا کہ اگر تم قید میں ہمارے ساتھی مار سکتے ہوں تو پھر تمھارے قیدی بھی محفوظ نہیں رہینگے۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ تم اپنے ضمیر کو دبا کر انہیں شہید کرتے ہو کیونکہ جس آئیں کی وفاداری کی تم قسم اُٹھاتے ہوں اسی کی رو سے تمھارا یہ کام غلط ہے اور تم آئین پاکستان کے محافظ ہوں اور اس کی رو سے تمھارا یہ کام روا نہیں۔ اسلام کے خلاف لڑ کر تم نے اپنے اسلام کو پہلے ہی خیر باد کہا تھا اور اب آئیں کو لات مار کر آئین کے بھی مخالف نکلے۔

نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

مکرم خان عاطف کا قتل

آجکل ایک اصطلاح بہت عام ہے "میڈیا کی آزادی" اس کا سادہ مطلب تو یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ ہر دباؤ سے آزاد ہو کر لوگوں تک صحیح اور سچی خبریں پہنچا سکیں اور کسی جماعت یا حکومت کے زیر اثر نہ ہوں اور اگر کوئی بات کسی کے خلاف ہو لیکن وہ حق ہو تو وہ بھی نشر کی جائیگی۔ لیکن حقیقت یہ ہیکہ اب میڈیا کی آزادی کا یہ مفہوم شاید ڈکشنری میں تو مل جائے لیکن نفس الامر میں ایسا نہیں ہے بلکہ اب میڈیا کی آزادی کا یہ مطلب ہے کہ جو بات اسلام پسندوں، مجاہدین اسلام اور دین والوں کے حق میں ہو تو اسے نشر کرنے سے احتراز کیا جائے اور جن باتوں سے انکی بدنامی ہوتی ہو تو اسے بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے اور طاقتور حکومتوں جیسے امریکہ، برطانیہ اور طاقتور جماعتوں جیسے ایم کیوایم وغیرہ کے بارے میں صرف ان خبروں کو شائع کیا جائے جن کی نشر کرنے کی وہ اجازت دیں۔ یہ کام تو بنیادی طور پر ہر نشریاتی ادارہ کا مرکز کرتا ہے لیکن کچھ رپورٹر بھی ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ میڈیا پر طالبان کے image کو خراب کر سکے انہی لوگوں میں سے مہمند ایجنسی کے لئے VOA کا نمائندہ مکرم خان عاطف بھی تھا جو ہر وقت اس کوشش میں رہتا کہ کس طرح طالبان کے خلاف زہر اگل سکے، جب طالبان کسی کاروائی کے بارے میں اسے اطلاع دیتے تو اسے نشر ہونے سے روکتا اور ایسے لوگوں کی انٹرویوز کرتا جو طالبان مخالف تھے تاکہ طالبان کے خلاف ذہن سازی کر سکے اسی طرح اسکی یہ بھی ذمہ داری تھی کہ وہ اسلام (دہشت گردی) کے خلاف لیکچرز اور بریفنگ دے وہ اس مقصد کی خاطر مختلف عنوانات پر عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لئے بریفنگ دیتا۔ مثلاً ایک عنوان یہ تھا "دہشت گردی نے ہمیں کیا دیا" دوسرا عنوان تھا "دہشت گردی کا خاتمہ کیسے ممکن ہے" اور اسی دیگر طالبان مخالف جذبات بھڑکانے کے لئے لیکچرز دیتا۔ بار بار تنبیہ کے باوجود یہ اپنی حرکات سے باز نہ آیا، اور باز آ بھی کیسے سکتا تھا کیونکہ اگر گھوڑی گھاس سے دوستی کرے تو پھر کھائے گی کیا؟ کیونکہ اس کی تو ساری جمع پونجی طالبان کے خلاف بولنا اور انہیں بدنام کرنا تھا اور اسی حرام رزق سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا۔ تحریک نے اس کے خلاف کاروائی کی جس کے نتیجہ میں مکرم اس جہاں فانی سے چل بسا اور اب وہ آخرت میں اپنے اعمال کی سزا و جزا کا سامنا کرتے ہونگے انشاءاللہ ۔ اور اپنی ہلاکت کے بارے میں رپورٹ پیش نہیں کر سکا۔ ایک ساتھی نے اسی کی زبانی ایک خیالی رپورٹ تیار کی آپ بھی ملاحظہ کریں " آج شام تحریک طالبان پاکستان کے دہشت گردوں نے تحریک کے خلاف بولنے والے ڈیوہ ریڈیو (VOA) کے رپورٹر مکرم خان عاطف کو یعنی مجھے گولی مار کر ہلاک کیا۔ میں ہر وقت طالبان کے خلاف بولتا رہتا اور ڈیوہ ریڈیو میں ایسی کسی خبر کو شائع ہونے نہیں دیتا جس سے طالبان کی بہادری اور انکی علاقہ میں موجودگی ثابت ہو" مکرم خان عاطف وائس آف امریکہ قبرستان

عافیہ صدیقی بریگیڈ کا قیام

پاکستانی خفیہ اداروں نے ایٹمی سائنسداں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو کراچی سے اسلام آباد جاتے ہوئے پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کیا تھا، جس کی کہانی پاکستانی میڈیا پر بار بار سنی گئی ہے، تحریک طالبان پاکستان حلقہ مہمند ایجنسی نے انکی رہائی کے لئے "عافیہ صدیقی بریگیڈ" قائم کیا تاکہ اس عزت مآب مسلمان بہن کو امریکی بھیڑیوں کی جیل سے رہا کرا سکے۔ اسلامی تاریخ کے کئی سارے واقعات ایسے ہیں کہ ایک مسلمان بہن کی رہائی کے لئے مسلمان حکمرانوں نے اپنی فوجوں کو دشمن کے خلاف روانہ کیا لیکن افسوس کہ آج ہمارے ملک کے بے غیرت حکمرانوں نے مسلمان بہنوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کرنا شروع کیا ہے۔ لیکن پھر کچھ لوگ ایسے ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں جو اس دین کی حفاظت کو اپنی ذمہ داری اور مسئولیت سمجھتے ہیں، اور تاریخ کو دہراتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ عافیہ صدیقی سمیت ہر مسلمان بہن کو کفار کی قید سے چھڑا سکے۔ آمین

ماسٹر فضل ربی صدارتی ایوارڈ یافتہ

۴ مئی ۲۰۱۲ء کو باجوڑ ایجنسی کے صدر مقام خار میں بدنام زمانہ خاصہ دار ماسٹر فضل ربی اپنے دوسرے ساتھی میجر جاوید کے ساتھ فدائی حملہ میں ہلاک ہو گئے، کل سترہ (۱۷) حکومتی لوگ قتل کئے گئے اور اسی طرح بہت سارے خاصہ دار زخمی بھی

ہو گئے، ماسٹر فضل ربی خاصہ دار فورس میں کام کرتا تھا، اس نے طالبان کے خلاف انتہائی سخت رویہ اختیار کیا تھا اور ہر وقت اس کوشش میں رہتا کہ کس طرح طالبان کو نقصان پہنچائے، اسی اسلام دشمنی اور کفر دوستی پر اسے امام کفر زرداری نے خصوصی ایوارڈ سے نوازا تا کہ یہ اپنی اسلام دشمنی میں اور بھی آگے بڑھ سکے، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی مہلت جب ختم ہوئی تو باجوڑ ایجنسی کے ایک فدائی بمبار نے اس شکار کو با آسانی شکار کیا اور یہ اسلام دشمن انسان اپنے منطقی انجام تک جا پہنچا۔

جبکہ اسکا ساتھی میجر جاوید بھی اس فدائی حملہ میں ہلاک ہوا، یہ وہ شخص تھا جو القاعدہ کے ایک اہم رہنما مروان یمنی کو شہید کرنے میں بھی ملوث تھا، اور آج تک یہ سمجھ رہا تھا کہ جب باجوڑ ایجنسی میں طالبان کی حکومت تھی اس وقت کسی نے مجھے کچھ نہیں کہا تو اب جبکہ طالبان باجوڑ سے نکل چکے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی مجھے نقصان پہنچائے۔

ورائے عقل ہیں اہل جنوں کی تدبیریں

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح وشام بدلتی ہیں انکی تقدیریں
کمال صدق و مروت ہے زندگی انکی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال
یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں
خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال وجلال
کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں
شکوہ عید کا منکر نہیں ہوں میں، لیکن
قبول حق ہیں فقط مردِ حر کی تکبیریں
حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہل جنوں کی تدبیریں

(شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ)

یہ ۲۰۰۷ء نہیں ۲۰۱۰ء ہے

فوجی افسروں میں غرور اور تکبر ایک معروف و مشہور بات ہے اور ہر طبقہء زندگی میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ فوجی کے سامنے بس صرف یس (Yes) ہی کہنا پڑھتا ہے اور اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ Order is order یعنی حکم حکم ہوتا ہے اس میں پس وپیش نہیں کیا جا سکتا۔

اس تکبر وغرور کی ایک وجہ یہ ہے کہ جتنے فوجی آفیسر ہوتے ہیں وہ اپنے ماتحتوں کو غلام سمجھتے ہیں اور غلام کے اندر اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے آقا کے سامنے آنکھیں دکھا سکے۔

ہم بھی آپ کو ایک مغرور فوجی کرنل کی کہانی سناتے ہیں، کرنل انور عباس، جس نے سوات میں آپریشن میں حصہ لیا اور پھر اسے اورکزئی ایجنسی بھیج دیا گیا تا کہ وہاں سے طالبان کا صفایا کر سکے۔ اور کزئی کے قبائلی عمائدین فوج کے پاس چلے گئے کہ برائے مہربانی آپ لوگ آپریشن نہ کریں اور ہم طالبان سے بھی بات کر لینگے اور شاید کوئی صلح اور معاہدے کی صورت نکل آئے۔ اس پر جواباً مذکورہ کرنل نے انتہائی غصہ اور غضب میں ہو کر کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم طالبان کیساتھ بات کریں کیونکہ یہ ۲۰۰۷ نہیں ہے کہ ہم نے سوات میں امن معاہدہ کیا تھا بلکہ یہ ۲۰۱۰ ہے اور ہم ہر حالت میں آپریشن کرینگے۔

دن کے وقت اس نے یہ بات کہی اور رات کو طالبان نے اس کیمپ پر حملہ کیا اتفاق سے کرنل انور عباس نے کیمپ سے نکل کر باہر فوجی مورچوں کا معائنہ کرنا تھا۔ ساتھیوں نے جب حملہ کیا تو یہ ان مورچوں سے واپس آ رہا تھا اور راستے میں ہی طالبان کے ہاتھ لگا جب ساتھیوں نے اسے پکڑا تو اب اس کے غبارے سے ہوا نکلی ایک ساتھی نے بڑھ کر ایک تھپڑ رسید کیا، اس پر کرنل طیش میں آیا اور جیب میں پڑے گرنیڈ کو باہر پھینکا۔ جیسے ہی اس نے یہ حرکت کی تو فوراً مجاہدین کی انگلیاں ٹرائیگر پر پہنچ چکی تھی اور چند گولیاں کرنل اور اسکے ساتھ پانچ لائس نیک کے سینے میں ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

کیونکہ یہ ۲۰۰۷ نہیں، ۲۰۱۰ تھا۔

آئی ایس آئی (ISI) کی مسلسل رسوائی

قاسمی کے قلم سے

سوویت یونین نے جب افغانستان پر ظالمانہ حملہ کیا تو اسکے سرد جنگ کے روایتی حریف امریکہ، جو کہ سرمایہ دارانہ نظام (capitalism) کا علمبردار تھا، اسکا راستہ روکنے کے لئے اسکے خلاف افغان مجاہدین کی حمایت شروع کی تا کہ دنیا سے اشتراکیت (communism) کا خاتمہ کر سکے، پاکستان بھی امریکی اتحادی ہونے کی وجہ سے افغان مجاہدین کی حمایت میں مصروف ہوا اور اسکی انٹیلی جنس ادارے آئی ایس آئی نے ملکی مفاد کی خاطر مجاہدین سے روابط بڑھا دئے، کیونکہ وہ روسیوں کے عزائم سے باخبر تھے کہ وہ گرم پانی تک پہنچنا چاہتے ہیں تا کہ اسے ایسا بحری راستہ مل جائے، جسے وہ پورا سال استعمال کر سکے، چونکہ افغان مجاہدین اسلام کی خاطر نکلے تھے اور اپنے ملک کو روسی نظام اور انکی بربریّت سے آزاد کرانا چاہتے تھے، اس وجہ پاکستان کی دوڑ دھوپ بھی اتفاقاً اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں تھی، اسلام کی اس ظاہری خدمت کا صلہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں یہ دیا کہ پاکستان کی انٹیلی جنس ادارہ آئی ایس آئی دنیا کی کامیاب خفیہ اداروں میں شمار ہونے لگی، اور اسکے علاوہ انکو بہت سے مالی فوائد بھی حاصل ہوئے، مثلاً مجاہدین کے نام پر جو اسلحہ امریکہ سے آتا اسکا ایک معتد بہ حصہ انکے ہاتھ لگا۔

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہو رہا تھا کہ انکی خدمات بلانیّت وارادہ اسلام کے حق میں جا رہی تھیں، لیکن جب امریکہ نے قسمت آزمائی کی اور اب کی بار وہ افغانستان کی اسلامی امارت کا تختہ الٹنے کے لئے طالبان پر حملہ آور ہوا تو پاکستان کے خفیہ اداروں نے انکا اب بھی مکمل ساتھ دیا، لیکن یہ لوگ اس نکتہ کو سمجھنے سے غافل رہے کہ کامیابی کا اصل محرّک چالاکی، ذہنی سرعت اور مکر و فریب میں مہارت نہیں، اور انہوں اپنے پرانے حلیف سے ملکر اب نئے حریف طالبان پہ جنگ مسلط کی اور یہ اب بھی یہ امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ اب کی بار بھی ہم بہت سارے ڈالر جمع کر سکیں گے لیکن اس بار انہیں مسلسل ناکامی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور پچھلے دس سالوں میں انہیں بار بار رسوا ہونا پڑا، کئی بار انکے جھوٹ عوام کے سامنے کھل گئے اور انکے مظالم آشکارا ہو گئے۔

آئی ایس آئی نے طالبان سفیر عبدالسلام ضعیف حفظہ اللہ کو پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کیا اور پھر میڈیا پہ یہ بات مشہور کر دی گئی کہ انکو جلال آباد سے پکڑا ہے، لیکن جب انکو اللہ تعالیٰ نے رہائی دی تو انہوں نے (ISI) کے تمام کرتوتوں کو دنیا کے سامنا بیان کیا، اور پھر انہیں منہ چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ اسطرح (ISI) والوں کو اس وقت بھی انتہائی ذلّت اٹھانی پڑی جب انہوں ایک بے گناہ افغان ادیب عبدالرحیم مسلم دوست اور اسکے بھائی بدر لزمان بدر کو امریکہ کے حوالہ کیا، تین سال بعد جب انہیں رہائی نصیب ہوئی تو (ISI) والوں نے انہیں بہت دھمکایا ڈرایا کہ ہمارے راز افشاء نہ کرنا لیکن انہوں نے ایک تفصیلی کتاب "ماتی زولنئی" پشتو زبان میں لکھ کر انکی اسلام دشمنی اور انکی غیرت کی سطح دنیا کے سامنے واضح کی۔ جسکا اب اردو اور عربی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

ذلّت و رسوائی کا یہ تسلسل جاری رہا، امریکہ نے ڈاکٹر عافیہ صدّیقی کو کراچی سے اسلام آباد جاتے ہوئے گرفتار کیا، کچھ عرصہ غائب رہنے کے بعد یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ امریکہ کی قید میں ہے لیکن اب سوال یہ تھا کہ انہیں کس نے کہاں سے گرفتار کیا ہے، اگر پاکستان نے گرفتار کیا ہے تو سوال یہ کہ کیوں؟ اور اگر امریکہ نے گرفتار کیا ہے تو کیا پاکستان کوئی امریکی سٹیٹ ہے کہ جس میں وہ جہاں چاہے جس کو چاہے اٹھا لے، لیکن (ISI) کے پاس ان سوالات کا کوئی جواب نہیں تھا، یہاں تک کہ امریکیوں نے یوں کہا "پاکستانی لوگ پیسے کی خاطر اپنی ماں کو بھی بیچتے ہیں"۔

پاکستان مسلسل ڈرون حملوں کی مذمت کرتا رہا، اور امریکہ سے بار بار مطالبات بھی کئے گئیں کہ ڈروں حملے بند کئے جائیں یہ ہماری سلامتی اور خودمختاری کے خلاف ہیں، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ڈرون طیاروں کے اڈے تو پاکستان میں ہیں اور اس پر باقاعدہ پاکستانی فوج پہرہ دے رہی ہے تا کہ اندر بیٹھے پاکستانی خود مختاری کے دشمنوں کو کوئی نقصان پہنچا نہ سکے۔

۲ مئی ۲۰۱۱ کو ایبٹ آباد میں امریکی کمانڈوز نے اسامہ بن لادنؒ کو شہید کیا، اس موقع پر (ISI) کی جو درگت بنی ہوئی تھی وہ قابل دید تھی، جو لوگ پاکستان پاکستان کا نعرہ لگاتے ہیں، انکا یہ اعتراض تھا کہ اسامہ پانچ سال سے پاکستان میں رہ رہا تھا، اور وہ دنیا کا مطلوب ترین انسان ہے تو (ISI) کو اسکا علم کیوں نہ ہو سکا؟ اور اگر انہیں علم تھا تو پھر اسے کیوں گرفتار نہیں کیا؟ اور جن لوگوں کو اسامہ بن لادن سے محبت تھی تو انہوں نے یہ سوال اٹھایا کہ کیسے امریکی ہیلی کاپٹر پاکستانی حدود میں داخل ہوئے اور یہاں پر کاروائی کی جو کہ کافی وقت جاری رہی اور آپ لوگوں کو کسی طرح کا علم نہیں ہو سکا، اسامہ کی خاطر تو افغانوں نے اپنی پوری حکومت قربان کی اور تم لوگوں نے اسے امریکہ کی خاطر قربان کیا۔ یہ دین دشمن ادارہ اس وقت اتنی پریشانی کے عالم میں تھا کہ اسکے ڈائریکٹر جنرل شجاع پاشا نے استعفی دینے کا بھی سوچا، لیکن پھر بڑوں نے سمجھایا کہ ایسا نہ کرنا۔

رسوائی میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب اس ادارے کے غنڈوں نے اڈیالہ جیل کے سامنے سے ان گیارہ افراد کو اٹھایا جنہیں پاکستانی عدالت نے بری کیا تھا، پاکستانی قانون کی رو سے تو وہ بری ہو چکے تھے لیکن چونکہ انکے دلوں کی چنگاری ابھی بجھی نہ تھی

اسلئے انہیں پکڑ کراپنے عقوبت خانوں میں ڈالا تا کہ وہاں ان پر مزید ظلم کیا جاسکے۔ان بری ہونے والے قیدیوں کے اقرباء نے درخواست دی کہ عدالتی احکامات کے باوجود انکے رشتہ دار ابھی تک لاپتہ ہیں،عدالت نے خفیہ اداروں کے اہلکاروں کوطلب کیا ،شروع میں توانہوں نے لیت ولعل سے کام لیالیکن چونکہ ان قیدیوں کو(ISI) نے دن دیہاڑے اغواء کیا تھااسلئے یہ ممکن نہ رہا کہ انکوغائب کیا جاسکے،لہٰذا مجبوراًان گیارہ افراد میں سے سات کوعدالت میں حاضر کیا گیا جبکہ بقیہ چار کے بارے میں کہا گیا کہ وہ دوران تفتیش مختلف بیماریوں کا شکار ہوکر مر گئے،لیکن دیگر سات قیدیوں نے صحافیوں سے باتیں کرتے ہوکہا کہ یہ فوجی بالکل جھوٹ بول رہے ہیں ان چار ساتھیوں کوانہوں تشدد کر کے شہید کیا۔

لاپتہ افراد کے کیسسز میں انکو جوذلّت اٹھانی پڑی وہ شاید اس سے پہلے نصیب ہوئی ہو۔بلوچستان کے عوام نے جب حکومت کے خلاف آواز بلند کی توانکے خلاف بھی یہ لوگ غیظ وغضب کا شکار ہوگئے اورانکی آواز کودبانے کے لئے انہیں گرفتار کر کےعقوبت خانوں میں ڈالکرانہیں دوران اسارت قتل کیااورقتل کرنے کے بعد انکے چہروں پر تیزاب اوردیگر کیمیکل چھڑک دیتے تا کہ یہ بلوچ عوام اس بات کوسمجھ سکے کہ اس ملک میں وہی قانون چلے گا جوافواج پاکستان کی مرضی ہواورآئیں پاکستان کے لفظ سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے بلکہ یہ توایک شوپیس(show piece) کی طرح ہے۔ان بلوچوں کے قتل بارے ان خفیہ اداروں نے عوام کے سامنے کوئی معقول بات ابھی تک نہیں کہی کہ یہ لوگ کیوں قتل ہورہے ہیں۔آخر کار وزیرداخلہ نے یہ راز معلوم کر کے عوام کے سامنے اس معمہ کوحل کیااورکہا کہ اس میں غیر ملک ملوث ہیں یعنی دوسرے ملکوں کے لوگ یہاں آکر بلوچستان کے عوام کوقتل کر کے انکے چہروں کومسخ کردیتے ہیں،کیونکہ پاکستان کے دشمن بہت زیادہ ہیں اوروہ چاہتے ہیں کہ پاکستانی حکومت بدنام ہوجائے۔یہ توجیہ ہم نے اپنی طرف سے مارڈالی آپ اگر چاہیں تو وزیر داخلہ کے اس بیان کی اپنی توجیہ بھی کرسکتے ہیں۔

تادمِ تحریر یہ بات بھی سامنے آئی کہ سپریم کورٹ کے بڑے جج نے یہ دھماکہ خیز بیان بھی جاری کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ فوج کے سربراہ کیانی کوعدالت میں طلب کیا جائے کہ یہ ملک کیااس طرح چلایا جاتا ہے۔یہ تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ کسی پاکستانی جج نے فوج کے سربراہ کوان الفاظ میں مخاطب کیا ہو،کیونکہ آج تک فوج کوتقدس وتکرم کے اس مرتبہ پر فائز سمجھا جاتا تھا کہ نہ توفوج پر تنقید کی اجازت تھی اورنہ انکے کسی معاملے میں جواب دہی ہوسکتی تھی۔

اب آپ اسے جونام دینا چاہے دے سکتے ہیں،قریب نظری(جوصرف قریبی اشیاءکودیکھ سکتا ہو) میں مبتلاء شخص تو یہ کہے گا کہ عدلیہ مضبوط ہےاورجمہوریت کی گاڑی صحیح انداز میں چل رہی ہے وغیرہ وغیرہ،لیکن دوراندیش اورماضی پرنظر رکھنے والے کو یہ بات باآسانی معلوم ہوسکتی ہے کہ اب تک افواج پاکستان نے جوکارنامے انجام دئے تھےان میں مدمقابل یا توسیاستدان ہوتے یا کوئی اور،لیکن اب کی باران کا مقابلہ اسلام سے ہورہا ہےاورظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ جنگ اورمقابلہ کرنے کا یہی نتیجہ ہوگا کہ دنیا میں ذلیل اورآخرت میں دائمی عذاب۔ارشاد باری ہے﴿ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴾ ترجمہ: توجوتم میں سےایسی حرکت کریں ان کی سزااس کےسوااورکیا ہوسکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تورُسوائی ہواورقیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں اورجوکام تم کرتے ہواللہ تعالیٰ ان سے غافل نہیں ہے۔

پاکستان کا اصل محافظ کون؟ افواجِ پاکستان یا تحریک طالبان پاکستان؟

قاضی محمد ثاقب صاحب محتسب اعلیٰ حلقہ مہمند ایجنسی دوسری قسط

پچھلے حصے میں آپ حضرات پڑھ چکے ہیں۔ کہ بنگلہ دیش بننے میں اصل کردار افواجِ پاکستان نے ادا کیا جو محمود الرحمٰن کمیشن اس پر گواہ ہے۔ اور یہ رپوٹ پاکستانی اداروں نے چھپا رکھی تھی لیکن ہمارے پڑوس میں پاکستان کے روایتی حریف انڈیا نے اپنے سرکاری ٹیلی وژن پر نشر کی اس رپوٹ سے پاکستانی فوج کی مملکت سے محبت کا پتہ لگ جاتا ہے خلاصہ یہ ہوا کہ یہ مملکت خداداد ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں جس نقشے پر یہ انڈیا سے الگ ہوئی تھی آج اس نقشے پر نہیں۔ قدیم پاکستان کا جغرافیہ کس نے تقسیم کیا ،افواج پاکستان نے یا تحریک طالبان نے یا مذہبی لوگوں نے ،ایک دشمن فوج کے سامنے جو ۹۰ ہزار فوج نے اسلحہ رکھا اور تسلیم ہوئی یہ ۹۰ ہزار لوگ تحریک طالبان کے کا رکن اور ممبر تھے یا افواج پاکستان کے؟؟؟ پاکستان کے دولخت کرنے میں افواج پاکستان نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ پاکستان اور انڈیا کی جو جنگ ۱۹۶۵ء میں ہوئی تھی یہ جنگ انڈیا سے اقوام پاکستان نے جیت لی اور انڈیا سے تقریباً ۱۰۰ اکلومیٹر مربع رقبہ کھیم گرن شہر قبضہ کیا اس جنگ کے جیتنے میں اہم کردار مذہبی لوگوں نے ادا کیا اور اس وقت کے مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے فدائی حملوں کے حق میں فتوی دیا۔ اس فتوے کے بعد بہت سے لوگ فدائی حملوں کے لیے تیا رہوئے اور بہت سے لوگوں نے فدائی حملے کیے آخر کار انڈیا فرار ہونے میں کامیاب ہوا اور مجاہدین کی برکت سے انڈیا سے مجاہدین نے ایک علاقہ کھیم گرن قبضہ کیا۔ بعد میں امریکہ نے پاکستان اور انڈیا کے درمیان مذاکرات کے نام سے ایک فراڈ شروع کیا ۔

اس فراڈ میں امریکہ اور انڈیا کامیاب ہوئے اور مجاہدین کے یہ مفتوحہ علاقہ اور جیتی ہوئی جنگ جنرل ایوب خان نے مذاکرات کے ٹیبل پر ہاری اور افواج پاکستان نے وہ قلعہ انڈیا کے حوالہ کر دیا اور پاکستان کے جغرافیہ سے غداری کی۔ یہ غالباً ۱۹۹۸ء کا واقعہ ہے جب پاکستان اور انڈیا کے درمیان کارگل کے مقام پر جنگ شروع ہوئی اس جنگ میں مجاہدین اور پاکستانی قوم نے انڈیا سے کارگل چھین لیا۔ امریکہ نے ایک بار پھر آ کر مذاکرات کے نام سے پاکستانی جرنیلوں اور حکمرانوں کو حکمرانی کی لالچ دیکر اور کارگل ان سے خالی کرادیا یہ جیتی ہوئی جنگ ایک امریکہ نواز حکمران نواز شریف اور ایک فوجی جرنیل پرویز مشرف نے شکست میں بدل دی۔ اور کارگل انڈیا کو حوالہ کر دیا۔ پاکستان کے ساتھ یہ غداری کس نے کی۔ افواج پاکستان اور حکمرانان پاکستان نے یا تحریک طالبان نے؟۔

ایک رپوٹ کے مطابق پاکستانی سرزمین پر امریکہ کے اتنے خفیہ اداروں کے دفاتر ہیں جتنے پاکستان کے اپنے خفیہ اداروں کے نہیں یعنی پاکستان میں امریکہ کے خفیہ اداروں کی تعداد پاکستان کے اپنے اداروں سے زیادہ ہے۔ ایک خفیہ رپوٹ کے مطابق پاکستان کے اپنے خفیہ اداروں میں سے ۱۰،۱۵ فیصد تک CIA کے اہل کار موجود ہیں جو پاکستان کے خلاف سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور امریکی مفادات کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۹۸ء میں نواز شریف کی حکومت تھی پنجاب کے وزیر اوقاف بنیامین رضوی نے بیان دیا تھا کہ پاکستان میں این جی اوز کے نام پر تقریباً ۱۹۰۰ تنظیمیں ملک کے خلاف سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور بیرونی خفیہ ایجنسوں کے لیے کام کر رہی ہیں بنیامین نے اس وقت ان پر پابندی لگائی۔
لیکن جلد ہی نواز حکومت ختم ہوگئی اور جنرل مشرف حکومت پر قابض ہوئے پرویز مشرف نے اپنی مرکزی کابینہ اور صوبائی سطح پر سارے ایسے لوگ کابینہ میں شامل کیے جو کسی ایک ایسی، این جی او، کے سربراہ تھے جو بیرونی ایجنسیوں کے لیے کام کر رہے تھیں اور ان کو اس حکومت میں اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے خوب مواقع مل گئے اور ملک میں بدامنی اوارہ گردی، فحاشی، عریانی، مادر پدر آزادی، اور حیوانی معاشرے کی طرف گامزن ہوئی ، کیونکہ جنرل پرویز مشرف امریکی ایجنڈے پر آئے تھے امریکہ نے اس سے اس خطہ میں بہت سے کام لیے آج جو ملک میں بدامنی ہے آئے روز دھماکے ہو رہے ہیں حکومت پاکستان اپنے دیس والوں پر شلینگ ، جیٹ طیاروں کی بمباری کر رہی ہے یہ تمام اس بیرونی خفیہ اداروں کی کارستانی ہے آج جو ہمارے ملک میں طالبان شہید ہو رہے ہیں یا پاکستانی فوج مر رہی ہے اور پاکستانی عوام نشانہ بن جاتی ہے تو ہر طرف کسی نہ کسی شکل میں پاکستانی کا خون بہہ رہا ہے یہ افواج پاکستان اور حکمرانان پاکستان کی وجہ سے، ہم افواج پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ اپنی قیادت سے بغاوت کریں کیونکہ یہ بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے آپ کو استعمال کر رہے ہیں۔
اوران کی وجہ سے پاکستان ایک امریکی کالونی بن گئی ہے انہوں نے پاکستانی قوم کی عزت سے کھیلنا شروع کیا ہے ملک اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ بیرونی مبصرین کہتے ہیں کہ پاکستان کے لیے پانچ سال تک وجود برقرار رکھنا مشکل ہے کیونکہ پاکستان غیر اعلانیہ طور پر امریکہ کے قبضے میں ہے۔ یہاں سے امریکی جہاز اڑتے ہیں اور اسی پاکستانی علاقے میں بمباری کرتے ہیں نوبت این جا رسید کہ پاکستانی فوجی چوکیاں ان کے نشانے میں آ گئی لیکن اس سے بھی ہمارے حکمرانوں نے کوئی غیرت نہیں کی محض اعلان کیا کہ نیٹو کی سپلائی ہم نے بند کی لیکن ایک سمجھ دار انسان کیسے دھوکہ کھا سکتا ہے کیونکہ طورخم کے راستے افغان ٹرانزٹ کے نام سے امریکی سامان کی سپلائی ہوتی ہے

اورجلال گمرک کےقریب جوامریکہ کا بیس ہیں اس میں خالی ہوجاتی ہیں اورنیٹو کی تقریباً ساری ضروریات اس سے پوری ہوجاتی ہیں محض نعروں سےقوم کی آنکھوں میں خاک ڈالتی ہے۔اس حقیقت سے ذرا برابر عقل رکھنے والا انسان اورقوم انکارنہیں کرتی ہے کہ ایک ملک کی جس طرح زمین اہم ہوتی ہے اسی طرح اس کی فضاء بھی قابل عزت ہوتی ہے اورکوئی قوم اپنی فضاء کی پامالی داشت نہیں کرتی ہے جس طرح وہ اپنے زمین کی پامالی برداشت نہیں کرسکتی لیکن افسوس ہمارے حکمرانوں اور جرنیلوں کے ہاں ملک کی حریم کی کوئی اہمیت نہیں ہے اوران کےضمیر سرد ہوچکی ہے آئے روزامریکہ پاکستان کی حریم پر حملے کررہاہے اور پاکستانی حکمران کہتے ہیں نہیں ہونا چاہئے بہت براہوایہ حملےتو عوام کے لیے ہیں حکمران کس وجہ سے کہتے ہیں کہ براہوا انکے پاس قوت ہے ڈرون مارنے کی صلاحیت ہیں یہ کیوں قوت سے جواب نہیں دیتے؟ یہ فوج اسلحہ اورایٹم بم اور یہ مختلف فورس کس مرض کی دواہے اگر ملک کی حریم کو یہ فورس حفاظت دلانے میں ناکام ہےتو پھرامریکہ یا انڈیا کے ساتھ الحاق کا اعلان کریں پھرتو عوام کی معاشی حالت بہتر ہوجائے گی۔
اگرحکمران امریکہ کے ساتھ الحاق کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں تو پھر چین کے ساتھ الحاق کریں چین آج دنیا میں نمبرا معاشی ملک ہے ہمارے مذکورہ جملوں کا مطلب یہ نہیں کہ ہم محبِ وطن نہیں یہ جملے ان بے غیرت بےضمیر حکمرانوں میں غیرت دلانے کے لیے کہے، کیونکہ ابتدا سے علماءدیوبند اورجمیعت علماء ہند تقسیم ہند کے مخالف تھے ۔لیکن جب برٹش نے اسلام کے نام ایک نمائندہ جناح پیدا کیا اورگمراہ کن نعرہ استعمال کیا کہ مسلمانوں کے لیے ایک الگ ریاست کی ضرورت ہے جہاں وہ اسلامی نظام کے مطابق زندگی بسر کریں لیکن جناح نے یہ نعرہ تحریک کے لیے استعمال کیا جب پاکستان ہندوستان سے الگ ہواتو پھرشیخ العرب والعجم مولانا سیدحسین احمد مدنیؒ نے کہا کہ پاکستان کی مثال ایک مسجد کی طرح ہے کہ مسجد بنانے میں اختلاف جائز ہے لیکن ایک بارمسجد بن جائےتو پھراس کی مرمت مسجد کی طرح ہے اوراس کی حفاظت لازمی ہےتو پھرہم پر پاکستان کی حفاظت لازمی ہے لیکن یہ ملک پاکستان کس نے تقسیم کیا؟ جواب واضح ہے:افواج پاکستان نے۔ظاہر ہوا کہ حکمران ان پاکستان پاکستان کے غدار ہیں اورطالبان ملک کے محافظ ہے۔اگر انڈیا کی طرف سے ایک جہاز اڑکر پاکستانی حدود میں گھس کر اندرآئے، پاکستانی خلائی اورفضائی حدود دومنٹ کے لیے استعمال کریں اوریہ بھی غلطی سےتو پوری میڈیا آسمان سرپراُٹھاتی ہے۔قوم جلوس نکالتی ہے ،اسمبلیاں قرارداد خدمت پیش اور پاس کرتی ہیں،حزب اقتدار اورحزب اختلاف سِول حکومتیں فوج سارے یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہیں انڈیا کے ہائی کمشنر کواحتجاج کے لیے بلایا جاتا ہے سارے ملک میں احتجاج شروع ہوجاتا ہے دوسری طرف امریکہ کے ڈرون طیارے کئی سالوں سے پاکستان میں بےخوف وخطر پاکستان کی حدود میں اڑتے ہیں پاکستانی فضاءاستعمال کرتے ہیں۔اور پاکستانیوں پر بمباری کرتی ہیں لیکن یہ فوج ٹھس سے مس نہیں ہوجاتی ہیں، کیا ہمارے مغربی سرحدوں کی کوئی حرمت نہیں؟ کیا یہ پاکستان کا حصہ نہیں؟ کیا یہ ہمارے فوجیوں کی ذمہ داری سے خارج ہے؟ بلکہ معاملہ برعکس ہے یہ بات روزروشن کی طرح واضح ہے کہ میرانشاہ بازار کےقریب جوفوجی قلعہ ہےاس میں ڈرون کے جاسوس بھرتی ہوتے ہیں اور یہاں سے جاسوسی سم کارڈ تقسیم ہوجاتی ہے ان تمام دلائل سے واضح ہوا کہ ہماری عسکری قوت ہماری سیاسی حکومتیں ہمارے انٹیلی جنس ادارے تحفظ پاکستان کے بجائے امریکہ کے محافظ بن گئے ہیں ان لوگوں کی معلومات اکٹھی کرتے ہیں جوامریکہ کے دشمن ہواور پھرسیاسی قوت اپنی عسکری قوت کے ذریعے اس کوچھل دیتی ہے اس کو پکڑتی ہے اورامریکہ کے حوالے کردیتی ہے آج ہمارے سارے ادارے امریکہ کیلئے مصروف عمل ہیں اس کی واضح دلیل ریمنڈ ڈیوس ہے جو پاکستانیوں کا قاتل تھا اس نے یہ جرم پاکستان ہی میں کیا زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں،معاملہ واضح ہے امریکہ نے کہا کہ یہ ہمارا سفارتکار ہے اس کے ساتھ کوئی سفارتی دستاویز نہیں تھے اس کی گواہی اس وقت کے وزیرخارجہ شاہ محمود قریشی نے دی جوحقیقت کہنے پراپنے عہدے سے معزول ہوا، اورآخرکاراس کو پارٹی چھوڑنی پڑی،اس(ریمنڈ ڈیوس) کی رہائی کیلئے پاکستان مسلم لیگ(ن) جوکہ عوام میں امریکی مخالفت کیساتھ مشہور ہے اوراسی طرح پاکستان پیپل پارٹی اور پاکستانی ''عدلیہ'' نے اپنی بھرپور کوشش کی،اورآخرکار یہ پاکستانی عوام کا بےباک وسفاک دشمن بڑے پروٹوکول کیساتھ رہا کردیا گیا ان بزدل حکمرانوں کے دلوں میں اپنے رعایا کی کوئی قدر نہیں یہ امریکی غلام ہیں اوران کے مفادات کیلئے کام کررہے ہیں پاکستانی عوام کوان غدار حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہونا ہوگا لوگوں کی نظروں میں ہے کہ مسلم لیگ امریکی مخالف نظر رکھتی ہے لیکن یہ امریکی حکومت کی دوغلی پالیسی ہے کہ پاکستانی عوام امریکہ مخالف جذبہ رکھتی ہے ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں میں ایک ایسی جماعت لازمی ہے کہ اس کے ساتھ اینٹی امریکہ نظریہ والے لوگوں کی رہنمائی کرے اوراینٹی امریکہ ووٹ کا صحیح حقداران کومل جائے وہ جماعت بھی امریکہ کی ایماء پرست ہوتو عوام کیلئے اٹھ کھڑا ہونا پڑیگا۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ پاکستان میں جتنی سیاسی جماعتیں ہیں یا سیکورٹی ادارے ہیں یااس کے علاوہ سیکولرتعلیمی ادارے ہیں سب کے سب ایک ہی نظریے اورفکر کے لئے کام کررہے ہیں اورایک ہی منزل کی طرف دوڑ رہے ہیں اوروہ ہے ارض پاکستان پرطاغوتی نظام کو جمانا اوراس کومستحکم کرنا۔

مسلم قیدیوں کودشمن کے ہاتھوں سے چھڑانا امت مسلمہ پر فرض ہے

مولانا زبیر صاحب فک اللہ اسرہ

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دنیا میں مغلوب ہونے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ اسلام ایک عزت وعظمت والا دین ہے۔ اور جو شخص اس کو قبول کرتا ہے اور مسلمان ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی عزت وعظمت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کو مخاطب کر کے فرمایا: **والذی نفس محمد بیده لحرمة المؤمن أعظم عندالله حرمة منک ماله و دمه.** (سنن ابن ماجه رقم الحديث: ۳۹۲۲)

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ مومن کے خون اور اس کے مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بڑھ کر ہے۔

اسی طرح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **کل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله وعرضه.**

ترجمہ: مسلمان کا مال، جان اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

چونکہ مسلمانوں کی عزت وحرمت کے ذریعے ہی اسلام کی عزت وحرمت کا ظہور ہوتا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کی خاطر اپنے آپ کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانوں کو خطرے میں ڈالا۔ اور آپ ﷺ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے جب تک ایک ایک مسلمان کا بدلہ نہیں لیا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر صرف ایک مسلمان یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لئے آپ ﷺ نے چودہ سو صحابہ کرام سے موت پر بیعت لی تھی اور خون کے آخری قطرے تک لڑنے کا عزم فرمایا تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ مسلمان کی قدر و قیمت جانتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَـذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا (النساء: ۷۵)

ترجمہ: اور تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس شہر سے، جس کے رہنے والے ظالم ہیں، نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **فأوجب تعالى الجهاد لاعلاء كلمته واظهار دينه واستنقاذ المؤمنين الضعفاء من عباده، وان كان في ذلك تلف النفوس، وتخليص الأسارى واجب على جماعة المسلمين امابالقتال واما بالأموال ...**

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے جہاد کو اپنے کلمے کے بلند کرنے، اور اپنے دین کے ظاہر کرنے اور کمزور مسلمانوں کو کفار کی قید سے چھڑانے کیلئے واجب کیا، اگر چہ اس میں جانیں چلی جاتی ہوں۔ اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے قیدیوں کو دشمن سے چھڑائیں چاہے وہ لڑ کر ہو یا اموال دیکر۔

قیدیوں کو چھڑانا مال وجان دونوں کے ذریعے واجب ہے لیکن مال کے ذریعے چھڑانے کی وجوب کچھ زیادہ مؤکد ہے اس لئے کہ مال خرچ کرنا جان کا نذرانہ دینے سے آسان ہے، امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ قیدیوں کو چھڑائیں خواہ انہیں اپنا سارا مال دینا پڑے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو چھڑانے کا حکم دیا ہے۔

> رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے دشمنوں کے ہاتھوں سے کسی مسلمان قیدی کو فدیہ دیکر چھڑایا گویا اس نے جناب رسول اکرم ﷺ کو چھڑایا۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ ﴿وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾ ترجمہ: اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنی لازم ہے (سورہ انفال: ۷۲) کے تحت لکھتے ہیں: اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ وہ مسلمان جنہوں نے دارالاسلام کی طرف ہجرت نہ کی ہو اگر دارالاسلام کے مسلمانوں کو اپنی مدد کیلئے پکاریں کہ لشکر یا مال کے ذریعے ہمیں کافروں سے چھڑاؤ تو مسلمانوں پر ان کی مدد کرنا فرض ہوجاتا ہے۔

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ اگر کمزور مسلمان اپنی آزادی اور رہائی کیلئے بلائیں تو مسلمانوں پر ان کی مدد کرنا لازم ہے، کیونکہ مسلمانوں کے درمیان رشتہ ولایت قائم ہے، پس مدد کی پکار سننے کے بعد کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ آرام سے سو جائے بلکہ اگر ممکن ہو تو ان کی مدد کیلئے نکل پڑنا چاہئے یا اپنا سارا مال خرچ کر دینا چاہئے یہاں تک کہ کسی مسلمان کے پاس ایک درہم بھی نہ رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے دشمنوں کے ہاتھوں سے کسی مسلمان قیدی کو فدیہ دیکر چھڑایا گویا کہ جناب رسول اکرم

ﷺ کو چھڑانے جیسا ہے۔ سبحان اللہ اس سے بڑھ کر عمل کی اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے اور اور اس سے بڑھ کر اس عمل کی اور کیا تاکید ہو سکتی ہے حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں ایک مسلمان کو مشرکوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں تو یہ مجھے پورے جزیرۂ عرب سے زیادہ محبوب ہے (ابن عساکر) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ قسطنطنیہ میں قید مسلمانوں کے نام خط میں لکھتے ہیں امابعد! معاذ اللہ آپ لوگ خود کو قیدی شمار کرتے ہیں [ایسا ہرگز نہیں] آپ تو اللہ کے راستے میں روکے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ بات آپ کے علم میں رہنی چاہئے کہ میں جب اپنی رعایا کے درمیان کچھ تقسیم کرتا ہوں تو آپ لوگوں کے گھر والوں کو دوسروں سے زیادہ اور بہتر چیزیں دیتا ہوں میں فلاں آدمی کے ہاتھ آپ لوگوں کیلئے پانچ دینار بھیجوار ہا ہوں اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ ظالم رومی آپ لوگوں تک یہ مال نہیں پہنچنے دیں گے تو میں اس سے زیادہ بھیجتا میں نے آپ تمام لوگوں کو منہ مانگا فدیہ دیکر چھڑانے کیلئے فلاں آدمی کو بھیجوا دیا آپ لوگ خوش ہو جائیں اور خوش خبری پائیں۔ (ابن عساکر)

مگر افسوس صد افسوس کہ آج مسلمانوں نے رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث کو بھلا دیا ہے، جس میں رسول اکرم ﷺ نے ایک مسلمان قیدی کی آزادی کو اپنی آزادی فرمایا ہے۔ انہوں آپ ﷺ کی خوشی اور آپ کے غم کی پروا کرنی چھوڑ دی ہے، اور اب وہ ایک جسم کی طرح نہیں رہے بلکہ جسم کے فالج زدہ حصوں کی طرح ایک دوسرے سے کٹ چکے ہیں، اور بے حس ہو چکے ہیں آج لاکھوں مسلمان کافروں کی قید میں جانوروں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں، ان کی داڑھیاں نوچی جاتی ہیں، ان کے ناخن کھینچے جاتے ہیں، اور لوہے کی گرم سلاخوں سے انہیں داغا جاتا ہے۔ اور ہر وہ ظلم ڈھایا جاتا ہے جو کوئی جانور بھی دوسرے جانور پر نہیں ڈھا سکتا، آج صرف ہمارے پاکستان کی ناپاک فوج کی جیلوں اور ٹارچر سیلوں میں انصار اور مہاجرین کے ہزاروں مجاہدین قید ہیں اور ان مجاہدین کے رشتہ دار مائیں، بہنیں، بچے ہزاروں کی تعداد میں قید ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس بے غیرت اور ناپاک فوج نے جس بے عزتی، ذلت، بے حیائی اور بے دردی کیساتھ مجاہدین کی گرفتاریاں شروع کی ہیں ان کے بارے میں زبان میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ان مظالم کو بیان کر سکے اور نہ قلم میں اتنی سکت ہے کہ وہ اس کو نقشِ قرطاس کر سکے۔ نمونہ مشت از خروار کے طور پر ایک واقعہ جو ماہنامہ "نوائے افغان جہاد" نے نقل کیا ہے، پیش خدمت ہے: ۲۵ جنوری ۲۰۱۱ء کو پاکستانی خفیہ اداروں نے ایبٹ آباد کے علاقے سے مجاہد عمر پاتک کو مقابلے کے بعد زخمی حالت میں گرفتار کیا: عمر پاتک کا تعلق انڈونیشیا سے ہے، وہ الجماعۃ الاسلامیۃ انڈونیشیا سے وابستہ ہیں۔ اب ذرا دل تھام کر عمر پاتک کی روداد ملاحظہ کیجئے:

پاکستانی فوج اور اس کے خفیہ اداروں نے ۲۵ جنوری ۲۰۱۱ء کو ایبٹ آباد میں ایک مکان پر چھاپہ مارا جس کے جواب میں اس نے سیکورٹی اہلکاروں پر گرنیڈ سے حملہ کیا بعد ازاں کلاشنکوف سے ان کا مقابلہ کرتا رہا اس دوران آپ شدید زخمی ہو گئے اور غلامانِ صلیب نے آپ کو گرفتار کر لیا اس کے بعد پاکستانی خفیہ اداروں نے جہاد و مجاہدین کے ساتھ اپنے بغض و عناد کا اس طرح اظہار کیا جو مستقبل میں ان پر بطور اتمام حجت پیش کیا جائے گا، عمر پاتک کی گرفتاری کے بعد ان کی اہلیہ کو بالکل برہنہ کیا گیا اور گرفتار کر کے اسی حالت میں انہیں اس علاقے سے پیدل گزارا گیا ایسی حیوانیت، اور بے غیرتی کو کن الفاظ میں بیان کیا جائے۔

اہل کفر اور ان کے غلام، ان فی سبیل اللہ مجاہدین کا بھلا کیا بگاڑ ہی سکتے ہیں؟ وہ انہیں قید کر سکتے ہیں، بدترین تشدد اور تعذیب کا نشانہ بنا سکتے ہیں، انہیں قتل کر سکتے ہیں، ان کی خواتین اور اہل خانہ کی چادر کی تقدس کو بظاہر پامال کر سکتے ہیں۔ لیکن ان فرزانوں اور دیوانوں کی خوشی، راحت آسودگی تواضع، مہمان داری اور آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے تو ان کے رب نے وہ کچھ مہیا کر رکھا ہے جو مرتدین اور کفار کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آ سکتا یہ فی سبیل اللہ مجاہدین ہی تو ہیں جو اپنا کل متاع لے کر دین ہی کی حفاظت کیلئے میدانِ جہاد میں نکلے ہیں تو پھر ان کا رب انہیں کیوں کر فراموش کرے گا، اور بھولے گا۔

....

بقیہ:

جمہوریت پر ایک تبصرہ (صفحہ ۲۰ سے)

اور کمال کی بات یہ ہے جو انتہائی حیرت ناک اور عبرت ناک بھی ہے کہ جس معاشرے میں زنا اور بدکاری اتنی سستی اور آسان بھی، عورت کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، بر سرِ عام طوائفوں کا سلسلہ بے روک ٹوک جاری ہے، بعض ملکوں میں قانوناً عصمت فروشی کی اجازت ہے۔ عصمت فروشی کی باقاعدہ کمپنیاں بنی ہوئی ہیں، اس کے باوجود امریکہ میں زنا بالجبر کے جتنے واقعات ہوتے ہیں، دنیا میں کہیں نہیں ہوتے۔ جہاں رضامندی کیساتھ یہ عمل کرنا اتنا آسان ہے، وہاں زنا بالجبر کی شرح تمام دنیا سے زیادہ ہے۔ تعدد ازواج منع ہے، جسے ایک گالی بنا دیا گیا ہے۔ ایک سے زیادہ شادی کر لیں تو قید ہو جائیں، اور دس فاحش عورتوں کے ساتھ تعلق قائم کر لیں تو اجازت ہے، اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ سارا نتیجہ عوام کی اس بے لگام حاکمیت کے اس تصور کا ہے جو سیکولر جمہوریت نے پیدا کیا ہے۔

(ماخوذ از: اسلام اور سیاسی نظریات)

جہاد کے لئے رکاوٹ بننے والے امور

مولانا زہیر سواتی

الحمد للّٰہ و کفٰی و الصلاۃ و السلام علیٰ رسولہ المجتبیٰ ،أما بعد :فأعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ،بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم .﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .....الاية .﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک خاص مقصد کیلئے پیدا کیا ، پھر ان کو اپنے اس مقصد سے ہٹانے والا اور کجھ روی کی طرف مائل کرنیوالا دشمن بھی دکھلایا کہ یہ دشمن آپ کو اپنے مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکے گا، اور عبادات میں بھی پھر مختلف درجات ہیں، بعض تو ایسے ہیں کہ جو نفس پر اتنے شاق نہیں، لیکن شیطان انہیں ادا کرنے میں بھی رکاوٹیں ڈالتا رہتا ہے اور جن عبادتوں میں نفس کو مشقت اُٹھانی پڑتی ہے، اور اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور حفاظت کے لئے ضامن کی حیثیت رکھتے ہیں، تو وہاں شیطان اپنی بھرپور کوشش کرتا ہے کہ مسلمانوں کو اس عبادت کی ادائیگی سے روکے اب یہ رکاوٹ کبھی تو اہل وعیال کی شکل میں، کبھی کسی سیاسی لیڈر کی شکل میں ،اور کبھی کسی اور شکل میں ظاہر ہوتی ہے، بہرحال شیطان کی پوری دوڑ دھوپ اسی مقصد کیلئے ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے مسلمان کو اس عمل کی ادائیگی سے روکے ،اسی مقصد کیلئے شیطان اپنے بہت سارے آلات کو استعمال کرتا ہے ،ان آلات میں وہ برائے نام مولوی بھی شامل ہیں جو چند ٹکوں کی خاطر قرآن کریم کی آیات میں تحریف کر کے اور لوگوں کے ذہنوں میں مختلف اشکالات ڈال کر ان کو راہ راست سے ہٹانے اور جہاد سے منحرف اور متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔آئندہ سطور میں ان تأویلات فاسدہ اور اشکالات باطلہ کا بیان ہوگا جس کے ذریعے یہ لوگ عوام الناس کو دھوکے میں ڈال کر ان کو راہ جہاد سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ا۔آج کل جہاد فرض کفایہ ہے نہ کہ فرض عین : پہلا اعتراض مجاہدین پر یہ ہوتا ہے کہ جہاد تو آج کل فرض عین ہے ہی نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک جماعت کے ادا کرنے سے فریضہ سب سے ساقط ہوجاتا ہے لہذا سب کیلئے نکلنا کوئی ضروری نہیں اور جو لوگ نکل رہے ہوں ان کیلئے والدین کی اجازت لازمی ہے ۔مندرجہ بالا حکم کلمة حق أرید بها الباطل کے باب سے ہے یعنی فرض کفایہ کا حکم تو صحیح بیان کرتے ہیں لیکن اس پر ایک ایسے جزئیے کو متفرع کرتے ہیں جو اس کے مطابق نہیں ۔اس لئے کہ جہاد اس وقت فرض کفایہ ہوتا ہے جبکہ مسلمان اپنے ملک میں امن کی زندگی بسر کررہے ہوں اور ان کو دشمن کے حملے کا کوئی ڈر نہ ہو، مسلمان غالب ہوں، کفار مغلوب ہوں اور مسلمان اقدامی جہاد کرتے ہوئے ان پر حملہ آور ہوں ۔جہاد فرض عین ہونے کی صورت یہ ہے کہ مسلمان مغلوب ہوں اور دفاعی حالت میں ہوں اور کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں ۔اب موجودہ دور میں اگر ہم دیکھیں تو تمام عالم میں جہاں جہاں بھی جہاد ہورہا ہے وہ جہاد اقدامی نہیں دفاعی ہے اس لئے کہ کافر حملہ آور ہوکر آئے ہوئے ہیں اور مسلمان ان کو اپنے ممالک سے نکالنے کیلئے ان کے ساتھ برسرپیکار ہیں ،علماء نے جہاد کے فرض عین ہونے کی تین صورتیں بیان کی ہیں :

ا۔جب کفار مسلمانوں کے کسی علاقے پر حملہ آور ہو ۔

۲۔جب مسلمانوں کا امیر نفیر عام کا اعلان کرے ۔

۳۔مظلوم و بے بس مسلمانوں کی فریاد پہنچ جائے ۔ (فتاوی تاتارخانیہ)

اسی طرح فقہاء کرام نے اسی مضمون کے تحت یہ جملہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ:ان سبیت المرءۃ فی المشرقِ فوجب علیٰ اہل لمغربِ أن یستنقذوھا" یعنی اگر مشرق میں کوئی مسلمان خاتون قید ہوجائے تو مغرب کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے چھڑائے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! آج اگر ہم صرف پاکستان پر نظر ڈالیں تو پاکستانی جیلیں انہی لوگوں سے پُر نظر آئیں گی جنہوں نے اسلام یا شریعت کا نعرہ لگایا تھا۔ہمیں فقہاء کرام کی مذکورہ بالا عبارات پر ایک بار پھر غور کرنا چاہئے کہ کیا اب بھی وہ حالات نہیں جن میں جہاد وہ صورت اختیار کرلیتا ہے کہ پھر والدین کی اجازت ضروری نہیں ہوتی۔

۲ ."افواج پاکستان مسلمان ہیں"

شیطان اپنے وسوسے مختلف حیلوں بہانوں سے بنی نوع انسانی میں پھیلاتا رہتا ہے ،تاکہ کسی طرح سے وہ مسلمانوں کو گمراہ کرے، اسی طرح پاکستانی استخبارات بھی مختلف ذرائع کا استعمال کر کے لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شیطانی وسوسے ڈالتے رہتے ہیں، اسلام کے یہ خطرناک دشمن کبھی یہ بات عوام کے اذہان میں ڈال دیتے ہیں کہ پاکستانی فوج ایک مسلمان فوج ہے اور اسکے خلاف لڑنا حرام ہے۔کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور بہت سارے دینی امور کو ادا کرتے ہیں اور یہ علامت ہے اس بات کی کہ یہ پکے مسلمان ہیں۔

قارئین کرام! ہمیں سب سے پہلے اس بات پر سوچنا چاہئے کہ اسلام صرف زبان پر کلمۂ اسلام کی رٹ لگانے کا نام نہیں، کہ ایک طرف تو انسان ہزار کفریہ امور میں دن رات مصروف ہو، اور دوسری طرف کلمۂ شہادت کہہ رہا ہو، اور اس کے

اسلام میں الف، با تک کا فرق نہ آتا ہو، آیئے سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیتے ہیں کہ کفریہ کاموں میں مگن رہنے کے ساتھ ساتھ صرف کلمہ اسلام سے کوئی مسلمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟ ایک مشہور منافق ہے ''عبداللہ ابن ابی بن سلول'' یہ شخص روزہ بھی رکھتا تھا، نماز بھی پڑھتا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بھی بیٹھتا تھا اور ظاہر ہے کہ کلمہ بھی پڑھتا تھا لیکن اسکے باوجود امت کی چودہ سو سالہ تاریخ میں اسے مسلمان ماننے والا کوئی نہیں ملے گا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے نکالنے والے کچھ اعمال ہیں اگر انسان انکا ارتکاب کرے اور ان پر مصر رہے تو پھر کلمہ شہادت پڑھنے سے انسان مسلمان نہیں رہتا۔ ہمارے حلقہ سوات کے مسئول حضرت مولانا فضل اللہ صاحب اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ جس طرح وضو کے لئے کچھ نواقض ہیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح ایمان اور کلمہ کے لئے بھی نواقض ہیں جن کے ارتکاب سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے، کلمہ کہنا تو آسان ہے لیکن اس کے تحت زندگی گذارنا اور اپنے ایمان کو بچانا ایک مشکل کام ہے۔ پاکستانی فوج اور دیگر اداروں کی حالت دیکھ لینی چاہیئے کہ وہ کس طرح اسلام دشمنی میں لگے ہوئے ہیں اور اسلام کی تنفیذ کو روکنے کے لئے اپنے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں، اپنا خون بہاتے ہیں، اپنی جوانیاں خرچ کر رہے ہیں ان تمام مشکلات اور تکالیف کو سہنے کے لئے تو تیار ہیں لیکن یہ بات انکو منظور نہیں کہ کہیں اسلام کا بول بالا ہو اور قرآن وسنت کی روشنی میں فیصلے ہو۔ اس غرض کے لئے یہ لوگ مساجد کو بمبار کرنے، مدارس کو ویران کرنے اور عزت مآب خواتین کی عصمت دری سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ کیا اسلام کی اتنی واضح اور کھلی دشمنی کے باوجود یہ لوگ اسلام اور کلمہ کے غلاف میں باقی رہینگے؟ اور انہیں مسلمان کہنا صحیح ہوگا؟ اور کیا اب بھی ان اسلام دشمنوں کو قتل کرنا حرام ہوگا؟

۳۔ ''یہ مسلح جہاد کا زمانہ نہیں''

عصر حاضر میں کچھ لوگ ایسے بھی ملیں گے جو انتہائی جرأت اور ڈھٹائی کے ساتھ کہینگے کہ یہ دور اب جہاد کا دور نہیں رہا، بلکہ اب پرامن رہ کر دین اسلام کی خدمت کرنی چاہیئے۔ لیکن ان لوگوں سے ہمیں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ نبی الملاحم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے اس اعتراض اور پروپیگنڈے کا جواب ارشاد فرمایا ہے، مشارق الاشواق میں منقول نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد مبارک پر غور کرتے ہیں ''جب تک آسمان سے بارش جاری ہوگا تو یہ جہاد اس وقت تک تروتازہ اور میٹھا ہوگا، اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس زمانے کے لکھے پڑھے لوگ کہینگے کہ یہ جہاد کا زمانہ نہیں۔ سو جس نے یہ زمانہ پایا تو یہ جہاد کے لئے بہترین زمانہ ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ بات بھی کوئی کہہ سکتا ہے؟ نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، یہ بات وہ لوگ کہینگے جن پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہو'' (مشارق الاشواق)

۴۔ ''کیا آپ جہاز کا مقابلہ کلاشنکوف سے کر سکتے ہیں؟''

یہ بات بھی آجکل بڑے زور وشور کیساتھ کہی جاتی ہے کہ یہ لوگ امریکہ پاکستان اور دیگر ایٹمی طاقتوں کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم یہ عرض کرینگے کہ بیشک ہمارے پاس اتنے ہتھیار نہیں ہیں جتنے کہ امریکہ اور اسکے اتحادی امریکہ کے پاس ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم جہاد ہی کو معطل کر دیں کیونکہ اسلام میں اگرچہ اسباب اختیار کرنے کا حکم موجود ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿و اعدّو لھم ما ستطعتم من قوّۃ﴾ کہ ان کفار کے خلاف اپنی قوت تیار رکھو اپنی وسعت کے مطابق۔ لیکن جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ اسباب اپنی طاقت اور رسائی کی حد تک ضروری ہیں اور دشمن کے برابر قوت ہرگز مقابلہ اور جہاد کے شرائط میں سے نہیں ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات اس کے خلاف ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگِ بدر میں تین سو تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لیکر ایک ہزار کفار کا مقابلہ کیا اور جس طرح افرادی قوت میں نمایاں فرق تھا اسی طرح مالی اور مادی اشیاء میں بھی کفار کا پلڑا بھاری تھا لیکن نبی ﷺ نے اس کے باوجود انکے خلاف قتال کیا۔ اور دوسری بات یہ ہے ہم کئی سالوں سے دشمن کے خلاف لڑ رہے ہیں جو ہم سے کئی گنا بڑھ کر ہے لیکن الحمدللہ ہم ابھی تک ڈٹے ہوئے ہیں اور اکثر دشمن ہی کے اسلحہ سے ان کے خلاف لڑ رہے ہوتے ہیں اگر ہمارے پاس بھی اتنے وسائل ہوتے جو ہمارے مخالفین کے پاس ہیں تو پھر شاید ہماری توجہ اور انابت اللہ تعالیٰ کی طرف کم ہوتی، لہٰذا یہ ایک امتحان خداوندی ہے کہ اللہ ہمیں اس حالت میں رکھتا ہے۔

۵۔ ''پہلے اپنی نفس سے جہاد کرو پھر کفار سے''

کچھ موسوسین ایسے ہیں جو یہ بات عوام کے ذہن میں ڈالتے ہیں کہ پہلے اپنے نفس سے جہاد کرو، اپنے ایمان کو مضبوط کرو اور پھر کہیں جا کر کفار کے خلاف اگر لڑنا چاہو تو پھر لڑ سکتے ہو۔ ان بہانہ ساز قسم کی ذہنیت رکھنے والوں سے تو پہلی عرض یہ ہے کہ کیا ایمان کے لئے کوئی پیمانہ ہے جس سے ہمیں اندازہ ہو کہ اب ایمان اتنا مضبوط ہو چکا ہے کہ اس سے آپ جہاد کر سکتے ہیں؟ مثلاً کوئی کہے کہ دس سال میں، پندرہ سال میں ایمان مضبوط ہوتا ہے یا اتنی نمازیں پڑھنے سے ایمان کامل ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایمان مضبوط ہوتا ہے اعمال سے اور جہاد ایک عمل ہے، جس میں ایمان کی مضبوطی ایک واضح امر ہے کیونکہ میدان جہاد میں مومن کی نظریں صرف اللہ ہی پر لگی ہوتی ہیں اور باقی تمام اسباب ووسائل سے امیدیں کٹ جاتی ہیں۔

۶۔ ''اگر میں جہاد کے لئے چلا جاؤں تو میری بیوی بچے کیا کھائینگے؟''

شیطان بعض لوگوں کے ذہن میں یہ وسوسہ بھی ڈالتا ہے کہ اگر آپ جہاد کے لئے چلے گئے تو اولاً تو امکان یہ ہے کہ آپ خود مر جائینگے، اور اگر بچ گئے بھی تو کیا آپ اپنے بیوی

بچوں کو خالی پیٹ چھوڑ کر جا رہے ہو، اس سے تو بہتر ہے کہ آپ انکا پیٹ پالیں۔

اس وسوسہ کی وجہ سے بھی بہت سارے لوگ جہاد سے بیٹھ جاتے ہیں ،حالانکہ یہ ایک انتہائی کمزور بات ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی صریح آیات میں انسان کی روزی کا ذمہ لیا ہے ارشاد پاک ہے ﴿ومامن دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقھا﴾۔ اور مشاہدہ بھی یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ رہے ہیں انکو اللہ اور لوگوں سے اچھی طرح سے رزق دے رہے ہیں اور انکی بیوی بچے بھی الحمد للہ کسی قسم کی تنگئ رزق کے شکار نہیں ہیں۔

۸۔''طالبان کے امراء حکومت کے ایجنٹس ہیں''

یہ پروپیگنڈہ بھی اس دور میں کافی مقبول ہوا ہے کہ یہ طالبان اسلام کا نام تو لے رہے ہیں لیکن یہ لوگ حقیقت میں حکومت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، اور انکے امراء کو حکومت کی طرف سے بڑی بڑی کوٹھیاں ملی ہوئی ہیں اور انکی پرکشش تنخواہیں مقرر ہیں۔

یہ باتیں حکومتی لوگ عوام کے ذہن میں وقتاً فوقتاً ڈالتے رہتے ہیں کہ لوگوں کو کس طرح طالبان سے بدظن کیا جائے۔ لیکن ان باتوں کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ ذرا سا سمجھ رکھنے والا بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ طالبان اگر حکومت کے ایجنٹ ہوتے تو پھر وہ پررونق شہروں کو چھوڑ کر پہاڑوں میں اپنی زندگی کیوں گذارتے، جگہ جگہ ان کا خون کیوں بہتا طالبان تحریک کے بانی بیت اللہ محسود شہید نہ ہوتے، اور دیگر بڑے بڑے کمانڈر حضرات شہید نہ ہوتے۔

۸۔''والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں نکلنا صحیح نہیں ہے''

بعض لوگ یہ بات بھی کرتے ہیں کہ جہاد کے لئے تو والدین کی اجازت ضروری ہوتی ہے اور انکی اجازت کے بغیر جانا صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ بات تو اس لئے غلط ہے کہ ہم پہلے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ اس وقت جہاد فرض عین ہے اور فرض عین اعمال میں والدین کی اجازت ضروری نہیں ہوتی جیسا کہ نماز، روزہ وغیرہ میں والدین، شوہر اور مالک وآقا کی اجازت ضروری نہیں ہوتی اسی طرح فرض عین جہاد میں بھی مذکورہ افراد کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

۹۔''جہاد کے لئے امیر کا ہونا شرط ہے جبکہ اس دور میں مسلمانوں کا کوئی خلیفہ اور امیر نہیں ہے''

یہ بات بھی اسی لئے کہی جا رہی ہے کہ جہاد سے مسلمانوں کو روکا جائے اور جہاد معطل ہو جائے لیکن یہ بات اس لئے بیجا ہے کہ ہمارا خلیفہ اور امیر موجود ہے یعنی امیر لمؤمنین ملا محمد عمر مجاہد، اور پاکستان کی سطح پر ہماری قیادت شیر اسلام حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ سوالات کوئی معنی نہیں رکھتے۔ اسی طرح فقہاء کرام کی درج ذیل عبارتوں سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ موجودہ دور میں اگر کچھ لوگ کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں تو یہ شرعاً جائز ہے اور وہ شخص شرعی امیر کے قائم مقام شمار ہوگا۔

(۱) شیخ الاسلام علامہ بلقینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں ''اگر مسلمانوں کا کوئی بادشاہ جہاد چھوڑے اور کچھ اور لوگ اس فرض کو زندہ کر رہے ہیں تو یہ شرعاً جائز ہے کیونکہ یہ لوگ ایک متروکہ فرض کو زندہ کر رہے ہیں۔ (دعوت جہاد)

(۲) اسی طرح علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ المغنی میں لکھتے ہیں کہ اگر امام یا خلیفہ موجود نہ ہو تو اس عذر کی وجہ سے جہاد مؤخر نہیں ہو سکتا اور مال غنیمت کی تقسیم مجاہدین شرعی اصول کے مطابق کریں گے۔

(۳) ایک بات یہ ہے کہ عباسی دور میں جتنی جنگیں ہوئی ہیں وہ اکثر اقدامی جنگیں تھیں، جو کسی امیر اور خلیفہ کی امارت میں ہوتی تھیں، اور فقہی کتابوں کی تدوین اکثر اس زمانے میں ہوئی ہے، اس لئے یہ شرط انہوں نے ذکر کی ہے، ورنہ دفاعی جہاد میں امیر کی شرط کسی معتبر کتاب میں نہیں ملتی۔ البتہ انتظامی طور پر ایک فرد کو امیر بنانا چاہئے کہ وہ اس جماعت کی قیادت کرے اور الحمد للہ یہ کام ہم کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انسی وجنی شیطانوں کے وسوسوں اور انکے مکر وفریب سے بچائے۔ آمین

بقیہ:

افواج پاکستان کے نام (صفحہ ۲۵ سے)

چنانچہ ہر فوجی جوان سوچے کہ ڈنمارک بھی اس کفریہ اتحاد میں ہے جو بار بار ہمارے آقا ومولا ﷺ کے کارٹون شائع کر رہے ہیں، اور اسکا وزیر اعظم کہتا ہے کہ ہم اس پر پابندی نہیں لگائیں گے یہ کیسا ایمان ہے کہ اسی ابلیسی اتحاد میں ہماری پاک فوج فرنٹ لائن اتحادی ہے؟ سب سے زیادہ جانوں کی قربانی دے رہی ہے کس کے لئے؟ کس کے اتحاد کو مضبوط کرنے کے لئے؟

میرے پیٹی بند ساتھیو! سوچو تنہائی میں بیٹھ کر سوچو نفل پڑھ کر اللہ سے رو رو کر دعا کرو اے اللہ! جو بھی حق والی جماعت ہے ہمیں اس میں شامل فرما دیجئے۔ (آمین)

پتھر پر لکیر

جناب یوسف صاحب مہمند ایجنسی

برادرانِ اسلام! آپ نے نماز روزہ حج زکوٰۃ اور کلمہ طیبہ کے بارے میں بہت سارے بیانات سنے ہونگے، کتابوں اور رسالوں میں مضامین پڑھے ہونگے کہ یہ پانچ احکام فرض ہیں، اور یہ ایک مستحسن بات ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی احکامات کے بارے میں معلومات حاصل ہوں، تا کہ اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں، لیکن میرے محترم بھائیوں ان پانچ فرائض کے علاوہ ایک فرض اور بھی ہے جسے جہاد کہتے ہیں۔ اسلام کی مثال ایک باغ کی سی ہے کہ اگر اس کے گرد ایک مضبوط باڑ نہیں ہوگی تو پھر ہر وقت یہ خدشہ موجود رہتا ہے کہ کہیں کوئی اس میں گھس کر اسے نقصان نہ پہنچائے، اسی طرح اگر اسلام کی یہ باڑ جہاد مضبوط نہیں ہوگا تو پھر ہر کوئی اسے آسان سمجھ کر اپنے لئے تختۂ مشق بنائے گا پھر یہی کچھ ہوگا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام کی بیٹیوں کی عزتیں محفوظ نہیں ہوں گی اور نہ ہی مسلمانوں کے پیغمبر کی شان میں کوئی گستاخی کرنے میں جھجک محسوس کریگا، پھر قرآن کریم یونہی نجس امریکیوں کے ہاتھوں گندی نالیوں میں گرتا رہیگا پھر مسلمان قیدیوں کے کپڑے اُتار کر ان پر کتوں کو چھوڑنا بھی ایک معمولی سی بات سمجھی جائیگی۔

مسلمانانِ عالم کچھ وجہ تو تھی کہ قرآن میں اس کے بارے میں ۴۸۵ آیات کریمہ نازل ہوئیں، جسے پیغمبر اسلام نے اپنے لہو کیساتھ زندہ کیا۔ جس کی خاطر صحابہ کرام نے اپنی قیمتی زندگیاں قربان کی، دس ہزار صحابہ کرام میدان جنگ میں شہید ہوگئے تا کہ قرآن کا یہ حکم ضائع نہ ہوجائے۔

دنیا جانتی ہے کہ روس کے خلاف لڑتے ہوئے مجاہدین کو امریکہ اور پاکستان نے بیک زباں ہوکر مجاہد کہا، کیونکہ وہ ایک کافر کے خلاف لڑ رہے تھے جبکہ وہی مجاہد جب ایک اور کافر امریکہ کے خلاف لڑنے لگا تو پاک امریکہ نے مل کر اسے دہشت گرد کہا، اور انکے جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کیا، پاکستانی حکومت نے امریکہ کیساتھ مل کر پوری طرح ان ''دہشت گردوں'' کو ختم کرنے کی کوشش کی، امریکیوں کو تمام سپلائی پاکستان کے راستے سے ہونے لگی، انہیں ڈرون طیاروں کے اڈّے فراہم کئے، اور پھر پاکستان کی حیثیت ایک امریکی کالونی سے بڑھ کر نہ رہی کہ جہاں امریکہ جب چاہے حملہ کرے اور جسے چاہے پکڑ کر لیجائے۔ شروع شروع میں تو پاکستان یہ کہہ کر عوام کو ٹال دیتا کہ یہ کاروائیاں ہم خود کرتے ہیں، لیکن جب بات حد سے بڑھ گئی تو پھر انہوں نے کہا کہ یہ کاروائیاں ہماری اور امریکہ کی مشترکہ ہیں، اور یہ War on terror یعنی دہشت گردی کے خلاف جنگ کا حصہ ہیں، اور جب کبھی امریکہ پر اپنے احسانات جتاتے تو انہی عملیات کی ایک لمبی فہرست پیش کرتے جو انہوں نے اسلام کے خلاف کی تھی۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص کسی کے ساتھ محبت کریگا، قیامت میں اس کا حشر اسی کیساتھ ہوگا، تو ہم پوچھتے ہیں کہ کیا دس سالہ امریکی دوستی کے باوجود یہ زرداری، گیلانی اور کیانی کا حشر امریکیوں کیساتھ نہیں ہوگا؟ کیا یہ لوگ ان مظالم میں امریکہ کیساتھ شریک نہیں ہیں؟ کیا ۴۰ فیصد پاکستانی فوج امریکی مفادات کی خاطر نہیں لڑ رہی؟ کیا پاکستانی حکمران اس جمہوریت کے دعویدار نہیں ہیں جس کی خاطر امریکہ نے امارتِ اسلامی افغانستان کو گرادیا؟

پاکستانی فوج اور حکمران امریکہ کے اتحادی ہیں، اور انکے ساتھ برابر مظالم میں شریک ہیں، عافیہ صدیقی اگر امریکی جیل میں قید ہے تو اسے پاکستانی افواج نے ہی گرفتار کیا تھا؟ اگر امریکہ نے افغانستان پر چڑھائی کی ہے تو اسکے فضائی اڈے پاکستان ہی میں تھے، اگر امریکہ نے عرب مجاہدین کو کیوبا کے قیدخانوں میں بند کر رکھا ہے تو انکی بھاری تعداد پاکستانی حکومت نے پاکستان ہی سے گرفتار کی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو جب گرفتار کیا گیا تو قیدخانے کے محافظوں میں سے کسی محافظ نے ان کے پاس آکر پوچھا کہ وہ حدیث جو ظالموں اور انکا ساتھ دینے والوں کے بارے میں ہے، کیا وہ مستند ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، محافظ نے اگلا سوال کیا کہ کیا میں ظالموں کا ساتھ دینے والا سمجھا جاؤں گا؟ امام نے جواباً ارشاد فرمایا: ظالموں کا ساتھ دینے والے تو وہ ہوتے ہیں جو انکے بال کنگی کرتے ہیں، انکے کپڑے دھوتے ہیں، ان کے لئے کھانا پکاتے ہیں، اور انکے لئے ضروریات زندگی خریدتے اور فروخت کرتے ہیں اور جہاں تک تمھارا تعلق ہے تو تم خود ان ظالموں میں سے ایک ہو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص کسی ظالم کے لئے درازیٔ عمر کی دعا کرے یا کسی فاسق کی تعریف کرے، اللہ تعالیٰ کو اس شخص پر غصہ آتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس شخص نے کسی ظالم کا اکرام کیا تو اس نے دین ڈھانے میں اسکی اعانت کی۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے ضمیر کی آواز کو دبانے کے لئے حیلے بہانے تراشتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ پاکستانی فوج طالبان کے خلاف مجبوراً لڑ رہی ہے کیونکہ وہ اپنے بڑوں سے مجبور ہوتے ہیں، لیکن اگر ہم بالفرض والمحال اس بات کو تسلیم بھی کریں (اگرچہ مجبوری کے اپنے احکام ہیں جن کی رو سے قطعاً کسی مسلمان کا قتل مجبوراً بھی جائز نہیں) تو پھر بھی ان کا حشر ان عالمی ظالموں کیساتھ ہوگا۔

(بقیہ صفحہ 60 پر)

فقہ الجہاد

مولانا قاضی حماد صاحب حفظہ اللہ

۱۔ جہاد کی تعریف:

جہاد لغت میں مشقت اور طاقت کو کہتے ہیں، لسان العرب میں ہے:

الجهاد فی اللغة بذل الطاقةفی الحرب (لسان العرب صفحہ نمبر ۱۳۵ جلد نمبر ۳)

ترجمہ: جہاد لغت میں جنگ کے اندر اپنی طاقت صرف کرنے کو کہتے ہیں، اور اصطلاح میں اللہ کی راہ میں جنگ کے اندر اپنی طاقت و استطاعت کو اپنی جان، مال اور زبان کے ذریعے استعمال کرنا، بدائع الصنائع میں ہے :بذل الوسع و الطاقة بالقتال فی سبیل اللّٰه عزوجلّ بالنفس و المال و اللسان أوغیر ذلك و المبا لغة فی ذلك ۔(بدائع الصنائع صفحه ۵۷ ،جلد ٦)

ترجمہ: اللہ کی راہ میں جنگ کے اندر اپنی طاقت و استطاعت کو صرف کرنا اپنے نفس ،مال، زبان یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے سے اپنی طاقت و استطاعت کو صرف کرنا اور اس کے اندر مبالغہ کرنا۔

اللباب فی شرح الکتاب صفحہ نمبر ۱۱۴، تحفۃ الفقہاء صفحہ نمبر ۲۹۳ جلد ۳ میں ہے :

الدعاء الی الدین الحق وقتال من لم یقبله . ترجمہ : دین حق کی دعوت دینا اور قبول نہ کرنیوالوں کے خلاف لڑنا۔

۲۔ مشروعیّت جہاد:

جہاد کی مشروعیّت ہر تین قرآن، حدیث، اجماع سے ثابت ہے :

۱۔ قرآن سے ثبوت :کتب علیکم القتال وهو کره لّکم (البقرة :٦ ١ ١ ٢)

ترجمہ: (مسلمانو) تم پر (اللہ کے رستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے۔

۲۔ حدیث سے ثبوت : عن أنس أنّ النّبیّ صلیّ اللّٰه علیه و سلّم قال : جاهدوا المشرکین بأموالکم و أنفسکم و ألسنتکم۔ (مسند أحمد صفحه نمبر ١٢٤ جلد ٣ ،نسائی جلد٦ صفحه ٧ ، حاکم جلد ٢ صفحه ٨١)

ترجمہ :حضرت اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :مشرکین کے ساتھ اپنے مال، جان اور زبان سے جہاد کرو۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ستائیس (۲۷) غزوات میں بنفس نفیس شرکت فرمائی ہے جس میں آپ ﷺ زخمی بھی ہوئے (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

۳ ۔ اجماع سے ثبوت :

أجمعت الأمّة علی فرضیة الجهاد (سیر اعلام النبلاء صفحه ١٨٤ جلد ١٨)

ترجمہ: فرضیّت جہاد پر پوری امت کا اجماع ہے۔

جس آدمی کو ایسی حالت میں موت آ جائے کہ وہ نہ تو جہاد کرے نہ اس کی نیت ہو جہاد کرنے کی تو وہ نفاق کے ایک درجے پر مرا۔

حدیث شریف میں ہے: من مات ولم یغزولم یحدث به نفسه مات علی شعبة من نفاق (مسلم :١٩١)

فرضیت جہاد کا منکر کافر ہے ،چنانچہ الاختیار لتعلیل المختار میں ہے :

الجهادفریضة محکمة یکفر جاحدها (الاختیار لتعلیل المختار صفحه ١٢٤ جلد ٤)

ترجمہ : جہاد ایک محکم فریضہ ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

۳ ۔ اقسام الجہاد :

جہاد کی چار قسمیں ہیں :

۱۔ جہاد النّفس ۲۔ جہاد الشّیطان ۳۔ جہاد البغاۃ والفجّار ۴۔ جہاد الکفّار والمنافقین

جہاد النفس :دین کی تعلیم حاصل کرنے، اس پر عمل کرنے، اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینے اور اس کی راہ میں تکالیف اور مشقتوں کو برداشت کرنے کو کہتے ہیں ۔

قال ﷺ فی حجۃ الوداع : المجاہد من جاہد نفسہ فی طاعۃ اللہ۔

ترجمہ : مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے ۔

۲۔ جہاد الشیطان :شکوک وشبہات کو دفع کرتے ہوئے اور شہوات سے بچتے ہوئے شیطان کے خلاف جہاد کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وجعلنا منهم أئمّة یهدون بأمرنا لما صبروا ---الآیة (السجدة ٢٤)

ترجمہ :اور ان میں سے ہم نے پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جب وہ صبر کرتے ۔

۳۔ جہاد البغاۃ والفجّار: باغیوں ظالموں کے خلاف ہاتھ، زبان یا دل سے جہاد کرنا ،حدیث شریف میں ہے : من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده ،فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذلك أضعف الایمان ۔ (مسلم ٤٩)

ترجمہ : تم میں سے جو آدمی کسی منکر (ناجائز) کام کو دیکھ لے تو چاہئے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے، اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے (اس کو برا سمجھے) اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے ۔

۴۔ جہاد الکفار والمنافقین وأہل الکتاب (یعنی کفار، منافقین ، اہل کتاب کے خلاف اپنے نفس، مال یا زبان سے جہاد کرنا) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

یا أیھاالنبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ومأواھم جھنم۔۔۔التوبۃ ۷۳

ترجمہ: اے نبی ﷺ کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کیجئے اور ان کے ساتھ سختی کیجئے ۔

﴿ آلات کے اعتبار سے جہاد کی قسمیں ﴾

الات کے اعتبار سے جہاد کی چار قسمیں ہیں:

۱۔جہاد القلب ۲۔جہاد باللسان ۳۔جہاد بالمال ۴۔جہاد بالنفس

۱۔ جہاد بالقلب کا مطلب یہ ہے کہ کسی خلاف شرع کام کو اپنے دل سے برا مان لیا جائے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے : من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك أضعف الایمان ۔

ترجمہ : تم میں سے جو آدمی کسی منکر (ناجائز) کام کو دیکھ لے تو چاہئے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے، اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے (اس کو برا سمجھے) اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے ۔

۲۔جہاد باللسان کا مطلب یہ ہے کہ کسی خلاف شرع اور ناجائز کام کو زبان سے روکا جائے اور اس کی تردید کی جائے ، جہاد باللسان کی مشروعیّت پر استدلال گزشتہ حدیث شریف سے بھی ہوسکتا ہے اور اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے :أفضل الجھاد کلمۃ حق عند سلطان جائر.(الحدیث) ترجمہ :سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے ۔

۳۔جہاد بالمال :جہاد بالمال کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان مجاہدین کے ساتھ مالی تعاون کر کے ان کیلئے سامان جہاد مہیّا کرے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے : من جھز غازیاً فی سبیل اللہ فقد غزا ۔۔۔الحدیث ترجمہ: جس نے کسی مجاہد کو سامان جہاد فراہم کیا تو اس نے جہاد کیا۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :جاھدوا المشرکین بأموالکم وأنفسکم وألسنتکم ۔۔۔الحدیث ترجمہ: مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں، جانوں، اور زبانوں سے جہاد کرو ۔

۴۔جہاد بالنّفس :یعنی جہاد میں بذات خود شریک ہو کر بارگاہ خداوندی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا اور اپنی جان کو اپنے دین پر نچھاور کرنا، جہاد بالنفس کی مشروعیت کا ثبوت ان تمام ایات واحادیث سے ہوتا ہے جن میں اپنی جان سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بذات خود ستائیس غزوات میں شرکت فرمائی ہے جن میں آپ ﷺ زخمی بھی ہوئے، آپ ﷺ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے ،رحم اللہ الجبناء المتقاعسین عن الجھاد !!!

﴿فرضیت جہاد کے مراحل ﴾

۱۔اذن بالقتال : پہلے مرحلے میں مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی چنانچہ ایت نازل ہوئی : أذن للّذین یقاتلون بأنّھم ظلموا ...الایۃ .

ترجمہ: جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے۔

۲۔صرف لڑنے والوں کے خلاف لڑنا :دوسرے مرحلے میں صرف ان لوگوں کے خلاف لڑنے کی اجازت ہوئی جو کفار مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہوں ارشاد باری تعالیٰ ہے : وقاتلوا فی سبیل اللہ الّذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ....الایۃ (البقرۃ:۱۹۰)

ترجمہ : اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں اُن سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

تیسرے مرحلے میں تمام عالم کفر کے خلاف جہاد کرنے اور ان پر اقدام کرنے کا حکم ہوا چاہے وہ مسلمانوں کے خلاف لڑیں یا نہ لڑیں یہاں تک کہ وہ یا تو دین اسلام کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور یا جزیہ دیکر اسلامی امارت کے سائے تلے اسلامی قوانین کو ملحوظ رکھتے ہوئے زندگی بسر کریں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :قاتلواالذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرّمون ما حرّم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحقّ من الّذین أوتوا الکتاب حتّٰی یعطواالجزیۃ عن یدٍ وّھم صاغرون .(التوبۃ:۲۹)

ترجمہ: جو لوگ اہلِ کتاب میں سے اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روزِ آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے : وقاتلواالمشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ .(التوبۃ:۳٦) ترجمہ :اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب کے

جہاد

عن عبادۃ بن صامت عن النبی ﷺ قال و جاھدو ا فی سبیل اللہ فانّ الجھاد فی سبیل اللہ باب من ابواب الجنۃ ینجی اللہ بہ من الھم و الغم۔ترجمہ :عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ھے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایك دروازہ ھے ،اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ غم اور پریشانی سے نجات دلاتا ھے ۔(الجھاد لابن ابی عاصم، اسنادہ حسن لغیرہ)

سب تم سے لڑتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ (10) تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ(۱۱)

(الصف : ۱۰، ۱۱) ترجمہ : مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے خلاصی دے؟ (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

﴿ جہاد کے فضائل ﴾

جہاد کے فضائل تو قرآن وسنّت میں بکثرت وارد ہوئی ہیں تاہم ان میں سے یہاں صرف دو بیان کیے جارہے ہیں :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ (10)تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ(الصّف آیت نمبر ۱۰،۱۱) ترجمہ :مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے خلاصی دے؟ ۱۰۔(وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ : انّ فی الجنّة مائة درجة أعدّها اللّٰہ للمجاهدين فی سبیله مابین الدّرجتين كما بين السّماء وا لأرض. (صحيح البخارى رقم الحديث : ۲۷۹)

آپ ﷺ نے فرمایا : جنت میں سو درجے ہیں جس کو اللہ نے مجاہدین کیلئے تیار کر رکھا ہے دو درجوں کے درمیان فاصلہ آسمان وزمین کے فاصلے جتنا ہے۔

فائدہ : قرآن وسنّت میں جہاں بھی فی سبیل اللّٰہ کا کلمہ آجائے تو مراد (صحیح قول کے مطابق) جہاد ہوگا ۔قرآن کریم میں جہاد کا ذکر ۴۸۴ آیتوں میں صراحتاً ہوا ہے ۔

﴿جہاد کے اہداف﴾

ا۔ جہاد کا اولین ہدف اعلاء کلمة اللّٰہ یعنی اللہ کے کلمے کو بلند کرنا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے : وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ
(الأنفال : ۳۹)

ترجمہ :اور اُن لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب اللہ ہی کا ہوجائے ۔

۲۔ جہاد کا دوسرا ہدف کفری قوانین کو ختم کر کے اللہ کے قانون کو نافذ کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : قاتلوا الّذين لا يؤمنون باللّٰه ولا باليوم الآخر

(التوبة ۲۹)

(جاری ہے)

بقیہ

میڈیا کے میدان میں دشمن کی تیاریوں کی ایک مختصر سی جھلک (صفحہ 19 سے)

اگر ہم نے انکو منہ توڑ جواب دینے کی سعی نہ کی تو پھر اسی طرح انکے مقرر کردہ سچ کو سچ اور جس کو وہ جھوٹ کہے اسے جھوٹ کہیں گے۔ مجاہد کو چاہئے کہ وہ کردار کا غازی ہو اور اس کے دن رات کسی نہ کسی جہادی کاوش میں مصروف ہوں، علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں ؎

صوفی کی طریقت میں فقط مستیٔ احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستیٔ گفتار
شاعر کی نوا مردہ وافسردہ وبے ذوق
افکار میں سرمست نہ خوابیدہ نہ بیدار
وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ وپے میں فقط مستی کردار

[مضمون کی تیاری میں مولانا عبدالبصیر قاسمی صاحب کی کتاب ''جہاد حریّت اور دہشت گردی'' سے اکثر موقعوں پر مدد لی گئی ہے]

پتھر پر لکیر (صفحہ 57 سے)

کیونکہ ابرہا جب کعبۃ اللہ کو گرانے کی غرض سے آیا تھا تو اس کے لشکر میں ایسے لوگ بھی تھے جو مجبور ہو کر آئے تھے لیکن اس کے باوجود وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے

ہم اپنے اس عزم کا ایک بار پھر اعادہ کرتے ہیں کہ تحریک طالبان پاکستان ان ظالموں کے خلاف اس وقت تک برسرِ پیکار رہے گی جب تک کہ

(۱) پاکستان میں اسلام کا عملی نفاذ نہ ہوجائے، کیونکہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلامی نظام ہی اس کا مقدر ہے۔

(۲) پاکستان امریکہ کے اتحاد سے مکمل طور پر جدا نہیں ہوتا۔

(۳) پاکستانی فوج ان تمام قیدیوں کو رہا نہیں کرتی جنہیں بے گناہ جیلوں میں بند رکھا ہے۔

(۴) پاکستانی حکمرانوں نے علی الاعلان اسلام دشمنی شروع کی ہے، پاکستانی خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے بارہا طالبان قیدیوں کے سامنے قرآن کریم، اسلام، پیغمبرِ اسلام اور اللہ تعالیٰ کی توہین کی ہے، لہٰذا جب تک یہ لوگ از سرِ نو اسلام میں داخل نہیں ہوتے، تب تک انکے خلاف جہاد جاری رہیگا۔ انشاءاللہ

نواقضِ ایمان

مولانا گل محمد صاحب باجوڑ ایجنسی

نواں ناقضِ ایمان (ایمان کی عمارت کوڈھادینے والانواں امر)

اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت سے نکلنا ہے۔یعنی آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق اللہ کی بندگی نہ کرے بلکہ کسی اور پیغمبر کی شریعت کے مطابق عبادت کرے تو وہ شخص کافر ہے۔کیونکہ اللہ کا فرمان ہے(۱)﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾(سورۃ آل عمران ۸۵)اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے علاوہ دوسری شریعت اللہ کو قبول نہیں۔(۲) ﴿فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً﴾(سورۃ النساء ۶۵)اس آیت میں اللہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ محمد ﷺ کو ہر چھوٹے بڑے تنازعہ میں فیصل نہ بنائے۔(۳)مسند احمد کی روایت میں آتا ہے"لو کان موسیٰ حیاما وسعه الا اتباعی"اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو اس کیلئے بھی میری تابعداری کے علاوہ کسی اور کی شریعت پر عمل کرنا جائز نہیں تھا۔جب موسیٰ علیہ السلام کیلئے آپ ﷺ کی شریعت کی موجودگی میں اپنی شریعت پر عمل کرنا جائز نہیں تو کسی اور کے لئے دوسری شریعت پر عمل کرنا کیسے جائز ہوگا؟اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت باقی تمام شریعتوں کیلئے ناسخ ہے اسی وجہ سے جب عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آئیں گے تو وہ بھی آپ ﷺ کی شریعت پر فیصلہ کریں گے اپنی شریعت پر نہیں کیونکہ اسکی شریعت منسوخ ہوچکی ہے۔

اس مسئلہ سے اصل مقصد بعض صوفیائے کرام پر رد ہے کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ بعض لوگوں کیلئے جائز ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کی شریعت سے نکلیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح خضر علیہ السلام کیلئے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے نکلنا جائز تھا۔تو اسی طرح بعض لوگوں(صوفیاء)کیلئے آپ ﷺ کی شریعت سے نکلنا جائز ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت کو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کی شریعت عام ہے ہر کسی کیلئے ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعاً﴾ (سورۃ الاعراف ۱۵۸)اور حدیث میں آتا ہے "بعثت الی الناس عامة" یعنی میں تمام لوگوں کیلئے بھیجا گیا ہوں اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت خاص بنی اسرائیل کیلئے تھی۔دوسری وجہ یہ ہے کہ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی شریعت اور تابعداری کے مکلّف نہیں تھے۔کیونکہ خضر علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے اور ہم نبی علیہ السلام کی شریعت ماننے پر مکلّف ہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نبی تھے(یہ اصح قول ہے)اسے وحی ہوتی تھی۔اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام اس سے علم حاصل کرنے کیلئے آئے۔تو خضر علیہ السلام کی اپنی شریعت تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی اپنی۔

دسواں ناقضِ ایمان

آپ ﷺ کے دین سے اعراض کرنا ہے۔جیسا کہ ایک آدمی اللہ کے دین اور آیتوں سے دل سے اعراض کرے کہ نہ وہ دین سیکھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے تو وہ شخص کافر ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے(۱) ﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ﴾(سورۃ الم السجدہ) اس آیت میں اعراض کرنے والے کو بڑا ظالم کہا گیا ہے۔(۲)﴿والذین کفروا عماانذروا معرضون﴾۔اس آیت میں اعراض کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے اور ایسے شخص کو بعض لوگ ملحد کہتے ہیں اور بعض لوگ متحلل من الادیان کہتے ہیں۔

اعراض کی اقسام:اعراض دو قسم پر ہے(۱)اعراض اکبر(۲)اعراض اصغر؛اعراض اکبر اس کو کہا جاتا ہے کہ ایک شخص نہ اللہ کا دین سیکھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے اور یہ کفر ہے۔اور اعراض اصغر اس کو کہا جاتا ہے کہ آدمی قرآن وحدیث کا عقیدہ رکھتا ہے مگر سیکھنے اور عمل کرنے سے اعراض کرتا ہے۔تو یہ قسم کفر نہیں ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔اور جتنی مقدار سے اعراض کرتا ہے اتنی ہی مقدار میں گنہگار رہوگا مثلاً ایک آیت یا ایک حدیث سے اعراض کرے تو ایک گناہ ہے اور اگر دو آیتوں یا حدیثوں یا زیادہ آیتوں اور حدیثوں سے اعراض کرے تو اتنا ہی گنہگار رہوگا۔

دوسری تقسیم:اس تقسیم کے اعتبار سے اعراض دو قسم پر ہے(۱)اعراضِ اعتقادی(۲)اعراضِ عملی۔اعراضِ اعتقادی اس کو کہا جاتا ہے جو پہلے ذکر ہوا اور اعراضِ عملی اس کو کہا جاتا ہے کہ عمل کرنے سے اعراض کرے اور یہ دو قسم پر ہے(۱) اعراضِ عملی کلی(۲)اعراضِ عملی جزئی۔اعراضِ عملی کلی اس کو کہا جاتا ہے کہ سرے سے عمل ہی نہیں کرتا اور یہ کفر ہے۔

اور اعراضِ عملی جزئی اس کو کہا جاتا ہے کہ بعض اعمال کرتا ہے اور بعض سے اعراض کرتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے اور جتنی مقدار میں اعراض کرتا ہے تو اتنی مقدار میں گنہگار رہوگا۔حاصل یہ کہ اعراضِ اکبر،اعراضِ اعتقادی اور اعراضِ عملی کلی کفر ہے اور اعراض اصغر،اعراض عملی اور اعراضِ عملی جزئی کفر نہیں ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔

آج کل پہلی قسم کے لوگ بہت زیادہ ہیں کہ اللہ کے دین، اس کی آیتوں اور حدیثوں سے اعراض کرتے ہیں۔ اللہ کے دین کیلئے ان کے پاس وقت نہیں ہوتا نہ دین سیکھتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں بلکہ دنیاوی کاروبار اور دنیوی علوم سکول کالج وغیرہ کیلئے ان کے پاس وقت ہوتا ہے اور دین کیلئے نہیں۔ عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ دینی درس گاہیں صرف طالبان کیلئے ہیں ہمارے لئے نہیں، بعض اوقات جب امام نماز سے سلام پھیرتا ہے اور قوم کی طرف دیکھے تو آدھے نمازی مسجد سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں اور جب درس یا تعلیم وغیرہ شروع کرتا ہے تو باقی آدھے لوگ بھی چلے جاتے ہیں بہت تھوڑے لوگ ایسے ہیں کہ قرآن اور حدیث کے درس یا تعلیم کیلئے بیٹھتے ہیں حالانکہ بہت ایسے علوم ہیں کہ ان کا سیکھنا ایک فرد کے ساتھ خاص نہیں ہوتا بلکہ ہر کسی کیلئے اس کا سیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ بعض چھوٹے چھوٹے رسالے ہوتے ہیں جن میں عقیدہ کی بحثیں یا ضروری مسائل ہوتے ہیں ان کے پڑھنے یا سیکھنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا لیکن بدقسمتی سے اس کے پڑھنے کیلئے بھی کسی کے پاس وقت نہیں ہوتا۔

فالی الله المشتکی، والله المستعان، وانالله واناالیه راجعون

شیخ محمد بن عبدالوہاب کا وصیت نامہ

کتاب کے آخر میں شیخؒ فرماتے ہیں ''ولافرق فی جمیع هذه النواقض بین الهازل والجاد والخائف الا المکره'' ان نواقضِ ایمان میں سے ایک کام بھی جس نے کیا وہ کافر ہوجاتا ہے چاہے وہ کام اس نے مذاق یا گپ شپ میں کیا ہو یا حقیقۃً دل سے کیا ہو یا خوف کی حالت میں کیا ہو جیسا کہ علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں ''من تکلم بکلمة الکفرهازلًااو لاعبًاکفر عند الکل و لااعتبار باعتقاده''

(البحر الرائق ۱۳۴/ ۵) اس مسئلہ کی تفصیل: اس مسئلہ میں پانچ حالتیں ہیں۔
چار حالتوں میں آدمی کافر ہوتا ہے اور ایک میں نہیں۔

(۱) پہلی حالت یہ ہے کہ آدمی کفر کا کام یا ناقضِ ایمان دل سے کرے تو کافر ہوتا ہے۔

(۲) دوسری حالت یہ ہے کہ مذاق اور گپ شپ میں کہے یا کرے تو بھی کافر ہوجاتا ہے۔

(۳) تیسری حالت یہ ہے کہ کفر کا کام خوف اور ڈر سے کرے تو بھی کافر ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی حالت یہ ہے کہ کفر کا کام مجبور ہوکر کرے اور پھر اس پر باقی رہے تو بھی کافر ہوتا ہے۔

(۵) پانچویں حالت یہ ہے کہ کفر کا کام مجبور ہوکر کرے مگر دل ایمان پر مطمئن ہو تو اس حال میں کافر نہیں ہوتا اس شرط کے ساتھ کہ اکراہ کامل (اکراہ ملجی) ہو۔

اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے ﴿مَن كَفَرَ بِاللّهِ مِن بَعْدِ إيمَانِهِ إِلاَّ مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإِيمَانِ وَلَـكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْراً فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (سورۃ النحل ۱۰۶) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف ایک حالت کو مستثنیٰ کیا ہے اور وہ یہ کہ کسی پر زبردستی کفر کا کام یا کلمہ کہا جائے لیکن اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور علماء کرام کہتے ہیں کہ اکراہ کامل ہو یعنی قتل کرنے یا کسی عضو کے کاٹنے کی دھمکی دی جائے اور جو دھمکی دے وہ قدرت اور طاقت کا مالک ہو کہ اس اکراہ کو عملی کرسکتا ہو اس کو اکراہ کامل کہا جاتا ہے جس کی تفصیل اصول اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے مثلاً G3 یا کلاشنکوف کسی کی طرف کرکے کہا جائے یا کسی کی گردن پر چھری یا تلوار رکھی جائے۔ اور کہا جائے کہ یہ کفر کا کلمہ کہو یا کام کرو ورنہ تجھے قتل کروں گا یا تیرے ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹوں گا اور دھمکی دینے والا اس کام پر قادر ہو تو اس صورت میں اگر کسی نے وقتی طور پر کفر کا کلمہ کہا یا کفر کا کام کیا اور بعد میں فوراً کلمہ شہادت کہہ کر مسلمان ہوجائے تو کافر نہیں ہے۔ تو اس آیت میں صرف یہ ایک حالت کو مستثنیٰ کیا ہے اور اس کے علاوہ باقی تمام صورتوں میں آدمی کافر ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی اپنے گھر، کاروبار اور نوکری کے ختم ہونے کے ڈر سے کفر کا کام کرے یا طالبان کے خلاف لشکر کا ساتھ دے تو کافر ہوتا ہے۔ یا کوئی اپنی عزت، مرتبہ اور منصب پر ڈرتا ہے جیسا کہ آج کل بہت لوگ امریکہ اور حکومت کے ساتھ ہوتے ہیں ان کیلئے مسلمان کو قتل کرتے ہیں یا ان پر چھاپے مارتے ہیں مجاہدین کے گھروں کو مسمار کرتے ہیں لشکریں اور کمیٹیاں بناتے ہیں ان کے دفاع اور حفاظت کیلئے پہرہ اور چوکیداری کرتے ہیں اور یہ کفر کے کام خوف اور ڈر کی وجہ سے کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اگر میں یہ کام نہ کروں تو گھر مسمار کردیا جائے گا یا میرا درجہ ومرتبہ (خانی وملکی) ختم ہوگا یا کاروبار نوکری وغیرہ خراب ہوں گی تو ہر کوئی جو خوف اور ڈر کی وجہ سے یہ کام کرتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اور پہلے ذکر ہوا کہ یہ آیت ان الذین توفتهم الملائكة (الآیۃ) ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جنہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نہیں کی اور پھر جنگ بدر میں کفار نے جبراً ان کو اپنے ساتھ ملالیا جیسا کہ آج کل بہت لوگ ایسے ہیں جو ہجرت نہیں کرتے تو حکومت انہیں سرنڈر (تسلیم کرنے) یا لشکر بنانے اور پہرہ کرنے کیلئے مجبور کرتی ہے تو شرعاً ان لوگوں کا کوئی عذر عنداللہ نہیں ہے وہ فوراً توبہ کرکے کلمہ شہادت کہہ کر ایمان کی تجدید کرے۔ اور ان باتوں کو جانیں کیونکہ دین کھیل تماشا نہیں اور نہ گپ شپ ہے ۔ سورۃ التوبہ ۲۴ میں اللہ نے آٹھ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ (۱) باپ (۲) بیٹے (۳) بھائی (۴) بیویاں (۵) رشتہ دار (۶) اموال (۷) تجارت (۸) گھر۔ اور فرمایا اگر ان آٹھ چیزوں کی وجہ سے تم سے جہاد رہ گیا تو اللہ کے عذاب کا انتظار کرو یہ چند باتیں ہم نے نصیحت اور خیر خواہی کی خاطر لکھیں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے صدقہ جاریہ فرمائے اور ہمیں اور قارئین کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مردِ مجاہد کے پانچ صفات

مولانا غالب صاحب

قال اللّٰہ تعالیٰ : إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَاناً وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (2)الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (3)أُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقّاً لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (4)۔مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اُس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ۔۲۔(اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اُس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں، یہی سچے مومن ہیں اور ان کیلئے اللہ کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے ۔۴۔(سورہ انفال ایت: ۲،۳،۴)

مذکورہ آیات میں ان صفات کا بیان ہے جو ہر مومن میں ہونی چاہئیں، آیت کریمہ میں اس بات کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ ہر مومن مجاہد کو اپنے ظاہری اور باطنی تمام احوال و کیفیات کا جائزہ لینا چاہئے کہ وہ ان صفات سے متصف ہے کہ نہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور اگر نہیں یا موجود تو سہی لیکن کمزور درجے میں ہیں تو ان سے اپنے آپ کو سجانے کی کوشش کرنی چاہئے، وہ صفات مندرجہ ذیل ہیں:۔

خوفِ خدا:۔

پہلی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں رچی بسی ہوئی ہے جس کا تقاضا خوف و ہیبت ہے، چونکہ اس خوف کا منشأ ذکر الٰہی اور محبت الٰہیہ ہے اس لئے یہ خوف اس خوف سے مختلف ہے جو کسی مؤذی جانور سے ہوتا ہے اور اس بات کی تائیدآیت کریمہ : الَّذِينَ آمَنُواْ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللّهِ أَلاَ بِذِكْرِ اللّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ(الرعد:۲۸) ترجمہ :(یعنی) جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور جن کے دل یادِ الٰہی سے آرام پاتے ہیں (اُن کو)۔سن رکھو کہ اللہ کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خوف الٰہی اطمینان قلب کے خلاف نہیں اور یہ اس خوف سے بالکل مختلف ہے جو کسی مؤذی جانور سے پیدا ہو کر اطمینان قلب کو تباہ و برباد کردے، اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں خوف کے بجائے ''وجلت'' کا صیغہ استعمال فرمایا اور ''وجل'' اس خوف کو کہتے ہیں جو کسی کی عظمت اور جلالت شان کی وجہ پیدا ہوتا ہے۔اور بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ کے ذکر اور خوف سے مراد یہ ہے کہ کوئی بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے اور فوراً اسکو اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے اور وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اس گناہ سے باز آجائے۔تو یہاں خوف سے مراد خوف عذاب ہوگا۔

۲۔ ایمان کا بڑھ جانا:

مردِ مجاہد کی دوسری صفت یہ بتلائی کہ جب اس کے سامنے اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔اور ایمان بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کی قوت و کیفیت اور نور ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔اور یہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اعمال صالحہ سے ایمان میں قوت پیدا ہوتی ہے اور مومن کا ان اعمال پر ایسا شرح صدر ہوتا ہے کہ وہ اس کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے اور گناہ سے اس کو نفرت ہونے لگتی ہے۔اور اسی مقام کو احادیث مبارکہ نے حلاوت ایمان کیساتھ موسوم کیا ہے، کسی نے خوب کہا ہے۔

و اذا حلت الحلاوة قلباً نشطت فی العبادة الأعضاء

یعنی جب کسی مسلمان کے دل میں حلاوت ایمان جگہ پکڑ لیتی ہے تو اس کے ہاتھ پیر عبادت کے لئے چست ہو جاتے ہیں، سوخلاصہ آیت یہ ہوا کہ جب کسی مردِ مؤمن کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو اس کے ایمان میں رونق و ترقی ہوتی ہے اور اعمال صالحہ کی طرف رغبت بڑھ جاتی ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عوام الناس کا اس طرح قرآن پڑھنا یا سننا کہ نہ تو ادب و احترام کی کوئی رعایت ہے نہ معنی و مفہوم کی طرف کوئی توجہ اور نہ دل میں اللہ تعالیٰ کی جلالت و عظمت پیدا ہو تو ایسی تلاوت کوئی اچھے نتائج پیدا کرنے والی نہیں ہے گو ثواب سے وہ بھی خالی نہیں۔

۳۔ توکّل علی اللہ : مؤمن مجاہد کی تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ اللہ پر توکل کرنے والا ہوتا ہے، توکل کے معنی اعتماد اور بھروسے کے ہیں مطلب یہ ہوا کہ مؤمن کے تمام احوال و افعال میں اس کا مکمل اعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات عالیہ پر ہوتا ہے، حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ : توکل کے معنی یہ نہیں کہ آدمی اپنی ضرورت کیلئے مادی اسباب و تدابیر کے استعمال کو ترک کرکے بیٹھ جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مادی اسباب و آلات کو کامیابی کا محور نہیں سمجھنا چاہئے اور بقدر استطاعت و ہمت مادی وسائل کو استعمال کرکے اس کے نتائج کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے اس لئے کہ اسباب بھی تو اسی کی پیدا کئے ہوئے ہیں تو اس کے اندر تاثیر ڈالنے والی ذات بھی وہی ہے اور ہوگا تو وہی جو مشیت ایزدی کے مطابق ہوگا چنانچہ حدیث شریف میں ہے :**أجملوا فی الطّلب و توکّلوا علیه** . یعنی رزق اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے متوسط درجہ کی طلب اور کوشش کرو پھر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو اور اپنے ذہن کو صرف مادی اسباب و تدابیر میں نہ الجھاؤ۔

۴۔ اقامت صلوٰۃ: مومن مجاہد کی چوتھی صفت اقامت صلوٰۃ بتائی۔ یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ یہاں ذکراداءِصلوٰۃ کانہیں بلکہ اقامت صلوٰۃ کا ہے،اوراقامت کےلفظی معنی کسی چیز کوسیدھا کھڑا کرنے کے ہیں مراد یہ ہے کہ نمازاپنے پورے آداب وشرائط کے ساتھ اس طرح ادا کی جائے جس طرح رسول کریم ﷺ نے اپنے قول وفعل سے بتلا کر دکھایا،اداب وشرائط میں کوتاہی کے ساتھ جونمازادا کی جائے اسے اداء صلوٰۃ سے تو تعبیر کر سکتے ہیں لیکن اقامت صلوٰۃ سے نہیں،اورقرآن کریم میں نماز پڑھنے کے جوفوائد وثمرات بیان کئے گئے ہیں جیسے فرمایا: **ان الصلوۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر** (یعنی نماز روکتی ہے بےحیائی اور ہرگناہ سے) وہ بھی اقامت صلوٰۃ ہی کے ہیں۔نماز کے اداب میں اگرکوتاہی ہوتوفتوے کی رو سے اسکی نماز اداتو ہو جائے گی مگرنماز کی برکات وثمرات سے محرومی ہوگی۔

۵۔ انفاق فی سبیل اللہ: مجاہد کی پانچویں صفت یہ بیان فرمائی کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے،اور یہ انفاق فرض،واجب،نفلی صدقات مہمان نوازی وغیرہ تمام مالی تبرعات کوشامل ہے۔

مذکورہ بالا پانچ اوصاف بیان کرنے کے بعد ارشادفرمایا: **أولئک ھم المؤمنون حقا** یعنی ایسے ہی لوگ سچے مومن ہیں جن کا ظاہروباطن یکساں اورزبان ودل متفق ہیں اور جن لوگوں میں یہ صفات نہیں پائی جاتیں وہ زبان سے تو لاالہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں مگران کے دلوں میں توحید نہ انکےاوپر اطاعت رسول کا رنگ ہے اورانکے اعمال انکےاقوال کی تردید کرتے ہیں،پھرفرمایا **لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم** اس آیت کریمہ میں مومن مجاہد کے لئے تین انعامات کا وعدہ فرمایا:

۱۔ درجات عالیہ ۲۔ مغفرت ۳۔ عمدہ رزق

بحرمحیط میں ہے کہ ان آیات میں سچے مومنوں کی جوصفات بیان کی گئی ہیں وہ تین قسم کی ہیں،ایک وہ ہے جن کا تعلق قلب اور باطن کے ساتھ ہے جسے ایمان خوف خدااور توکل علی اللہ،دوسرے وہ جن کا تعلق جسمانی اعمال سے ہے جیسے نماز وغیرہ،تیسرے وہ جن کا تعلق انسان کے مال کیساتھ ہے جیسے انفاق فی سبیل اللہ۔

انہی تین صفات کے بدلہ میں تین انعامات کوذکر کیا ہے۔درجات عالیہ قلبی اور باطنی صفات کے بدلہ میں اورمغفرت انسان کے ظاہری اعمال جیسے نمازروزہ وغیرہ کے بدلہ میں ذکر کیا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ نماز گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

اوررزق کریم انفاق فی سبیل اللہ کے بدلہ میں ذکر کیا ہے کہ جو کچھ اللہ کے راستہ میں خرچ کیا جائے اسکواس سے بہترآخرت میں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ تمام مجاہدین کوان صفات سے آراستہ فرمائے۔آمین

مدینہ کے شب وروز — شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ ہوازن میں

علامہ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنھایہ میں حضرت شجاع رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔آپ کو نبی علیہ السلام نے ۲۴ ساتھیوں سمیت ہوازن کی طرف بھیجا۔مجاہدین کی یہ مختصر جماعت اپنے مشن کی طرف روانہ ہوئی،رات کو یہ جماعت سفر کرتی اوردن کوکسی محفوظ جگہ کا انتخاب کرتی،جہاں دشمن سے محفوظ رہ سکے۔ آخر اپنی منزل مقصودتک پہنچے۔اوراس قوم کے خلاف انہوں کارروائی کی۔اس مشن میں اللہ تعالیٰ نے انکو بہت سارامال غنیمت ہاتھ آیا۔ اس مال غنیمت کولیکر یہ حضرات مدینہ منورہ پہنچے۔یہ غنیمت اس جماعت میں تقسیم کیا گیااورایک روایت کے مطابق پندرہ ،پندرہ اورایک دوسری روایت کے مطابق بارہ بارہ اونٹ ہرایک کے حصہ میں آئے۔

کچھ عرصہ بعدوہ لوگ مسلمان ہوکرآگئےاوراورآپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ انکے جواہل وعیال ہیں انکوواپس کردے،تمام صحابہ نے انہیں اپنے غلام اورلونڈیاں واپس کیں،آپ ﷺ کی ملکیت میں جوباندی تھی آپ نے اسے اختیار دیا کہ اگراپنے قبیلے والوں کے ساتھ جائے یایہاں ہی رہے۔اس نے آپ ﷺ کے ساتھ رہنے کوترجیح دی۔

یہ واقعہ اگرآج کے اس دور میں ہوتا تو پتہ نہیں کہ صحابہ کی اس جماعت کودہشت گردی کے کس کیٹگری میں رکھتے کہ جنہوں نے پیغمبر ﷺ کے حکم سے کفار پر یلغار کیا اورانکے بچے اور بیویوں کوپکڑ کرلائے اورانکے اموال کو مالِ غنیمت بنا کرلائے۔

تحریک طالبان پاکستان کے مرکزی ترجمان کا ای میل ایڈریس درج ذیل ہے۔

E-mail:ihsan_ttp@yahoo.com

اسلام کے سپاہی یا شیطان کے سپاہی

حذیفہ صاحب مسئول حلقہ سلارزئی باجوڑ ایجنسی

یہ ایک حقیقت ہے کہ آج پوری دنیا دوصفوں میں تقسیم ہوئی ہے ایک صف اللہ والوں کی ہے جو انبیاء کے وارثین اور ان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں اور دوسری وہ ہے جو شیطا ن اور اس کے ساتھیوں اور تابعداروں کی ہے جو حق کے مقابلے میں شیطان سے بھی آگے نکلے ہیں اور شیطان ان سے چند قدم پیچھے رہ گیا ہے۔ پہلی صف مجاہدین کی ہے جس کے سرخیل امیر المؤمنین ملا محمد عمر، أیمن الظواہری، حکیم اللہ مسعود اور اُن جیسے جنود اللہ کے قائدین ہیں اس صف نے اپنی پوری طاقت کو دین کی سربلندی کے خاطر استعمال میں لایا ہے اور ہر قسم قربانی کو لبیک کہہ رہے ہیں اور سربکف ہو کر میدان میں نکلے ہیں شیطان کے ساتھیوں نے جتنے بھی مادی آلات وآسباب استعمال میں لائے ہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور خالی ہاتھوں سے میدان میں اترے ہیں اپنے بدن کے ٹکڑوں سے دشمن کو نیست و نابود کرتے ہیں۔

اور دوسری صف سیکولر مذہب کے خدمت گاروں کی ہے جس کا سرغنہ بش اوباما مشرف زرداری، کرزئی اور ان جیسے جمہوریت کے داعی، نام نہاد مذہبی پارٹیاں، مرتد افواج، قومی لشکر ہیں جس نے نمرود، فرعون، اور ابوجہل کی سنت کو تازہ کیا اور حق کا ہر طریقے سے مقابلہ کیا اور اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے مختلف قسم کے تدابیر نکالے ہیں جیسا کہ عصری تعلیم اور سکول کا ذریعہ ہے (جس کی وجہ سے امت سے اسلامی تعلیمات بالکل ختم ہوگئی ہیں اور امت جہل کے سمندر میں غرق ہوگئی ہے) یا سیاسی پارٹیوں کی مصیبت ہے کہ اس نے امت کو دنیا اور سربراہی کی حرص میں دیوانا کر دیا ہے اس کی معیشت کو سودی بنایا ہے اور اسلام کے پاک نظام کو سیکولر نظام سے تبدیل کیا ہے عدالتوں میں قرآن مجید کی بجائے انگریز کے ناپاک قوانین پر فیصلے کرتے ہیں یہا ں تک کہ انہوں نے اسمبلی کے ممبروں کو اللہ کے سوا خدا بنایا ہے اور قوانین بنانے کا اختیار ان کو دیا ہے میڈیا کے ظلم اور جھوٹ حد سے تو باہر ہے ہی اور مرتدوکا فر فوج کا کیا کہنا کہ مسجدوں کو گرا دیا قرآن مجید اور مدارس کو جیٹ کے بمباری سے تباہ کر دیا ،عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سے جیلوں کو بھر دیا اور بے رحم شہادتوں کی تصاویر تو ہر کسی کے پاس موبائلوں میں ثبت ہے گھروں کو ویران کر دیا اور مومنوں کو صرف ایمان کے جرم پر شہید، زخمی، قیدی، اور مہاجر بنا دیا۔ اس وقت بھی بعض ایسے لوگ موجود ہیں کہ خاموش بیٹھنے میں خیر سمجھتے ہیں اور امت کی تباہی میں اپنا بچاؤ تلاش کرتے ہیں اسلام کی خاطر قربانی دینے کی ضرورت اس وقت سے زیادہ کب آئے گی؟ اور کونسے اعذار اور بہانے جو منہ سے نکلیں گے آیا قیامت کے دن اللہ کے سامنے یہ قبول کیا جائے گا؟

لیکن الحمد اللہ باجوڑ کے مخلص مجاہدین نے امیر محترم مولانا داد اللہ کی رہنمائی میں شیطان اور اس کے مرتد فوجی جو کفر کے صف اول میں کھڑے ہیں اور حقیقت میں کفر کے صفوف کے امام ہیں کے لیے باجوڑ کو جہنم بنا دیا ہے۔ اگرچہ مرتدین نے دوسرے محاذوں کی بنسبت باجوڑ میں زیادہ قوت جمع کی ہے لیکن اس سے ہمارے حوصلے پست نہیں ہو سکتے، سلارزئی کا لشکر تقریباً ختم ہو چکا ہے چھوٹے اور بڑے ماموند چارمنگ ماندل کے لشکر ختم ہونے والے ہیں انشاء اللہ جلد ہی ختم ہو جائینگے۔

میں اپنے مجاہد بھائیوں کو وصیت کرتا ہو کہ بنیان مرصوص کی طرح ایک جسم اور ایک قوت بن جائیں اور شرعی احکام کی پوری پابندی کرے تقویٰ اور سچ کو اپنا شعار بنائیں اور حرام سے اپنے آپ کو بچائے رکھے جہاد کے مسائل کو سیکھیں غنیمتوں میں خیانت نہ کریں شرعی اوامر کی پابندی کریں اور بدنظمی اور بے اتفاقی سے اپنے آپ کو بچائیں اور ہر حال میں ساتھیوں کی خدمت کریں اور مجاہدین کے دلوں کو نہ دُکھائیں۔

کفار کیساتھ سختی، قرآن کریم کیا کہتا ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿محمد رسول الله والذین معهُ اشداءُ علی الکفار ﴾ یعنی محمد ﷺ کے جو صحابہ ہیں وہ کفار کے بارے میں سخت رویہ رکھے گے، دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿جاهدو الکفار والمنفقین واغلظ علیهم و ماواهم جهنم وبئس المصیر ﴾ **''کفار اور منافقین کیساتھ جہاد کرو اور ان پر سختی کرو، جبکہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ ایک بہت بری جگہ ہے''** اسی طرح سورہ توبہ میں ارشاد ہے ﴿قاتلو الذین یلونکم من الکفار ولیجدو ا فیکم غلظة﴾ **''جو آپ کے قریبی کافر ہیں ان کیساتھ قتال کرو اور چاہئے کہ وہ آپ کے اندر سختی محسوس کریں''** ان آیات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کفار کیساتھ سختی کا معاملہ کرنا چاہئے، اور انکے ساتھ کسی قسم کی دوستی اور ملاطفت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلمانوں کے فرنٹ لائن کے اتحادی بنائے نہ کہ کفار اور امریکہ کے۔ آمین

شیروں کی یلغار

۲مارچ خیبرایجنسی وادی تیراہ میں امن لشکر کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوگئی، جس سے امن فورس کے ۲رضا کاروں کے ہلاک اور ۲کے زخمی ہونے سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲مارچ خیبرایجنسی وادی تیراہ میں مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے درمیان شدید جھڑپ میں سیکورٹی ذرائع نے ۱۰فوجیوں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

۲مارچ پشاور پشاور کے علاقے ورسک روڈ پر آئی بی (IB) کے انسپکٹر بشیر خان کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

۴مارچ ڈیرہ اسماعیل خان ٹاؤن ہال چوک کے قریب فدائی حملے میں ڈی ایس پی صلاح الدین کنڈی شدید زخمی ہوگیا۔

۶مارچ مہمند ایجنسی بارودی سرنگ دھماکے میں لانس نائیک کے ہلاک اور دیگر فوجی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق سرکاری ذرائع نے کی۔

۸مارچ ضلع دیر تھانہ منڈہ کی حدود میں فائرنگ سے متعدد پولیس اہل کار شدید زخمی ہوئے، جن میں سے ۲کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۹مارچ اورکزئی ڈبوری میں ایک چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں دو سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۹مارچ اورکزئی فیروزخیل میں مجاہدین نے فائرنگ کر کے حکومت کی طرف سے ''نشان امتیاز'' حاصل کرنے والے امن لشکر کے سربراہ ملک وارث خان کو ہلاک کر دیا۔

۱۰مارچ خیبرایجنسی باڑہ کے علاقے علم گودر میں مجاہدین کے خلاف آپریشن کی عرض سے آنے والی فوجی پارٹی پر مجاہدین کے حملے میں ایک اعلیٰ فوجی آفسر سمیت ۴سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۷زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۱مارچ مہمند ایجنسی تحصیل بائزئی کے علاقے طورخیل میں سڑک کنارے نصب بارودی سرنگ کے دھماکے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی تصدیق سرکاری ذرائع نے کی۔

۱۴مارچ پشاور متنی میں چوکی پر راکٹ حملے میں ۴سیکورٹی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۴مارچ باجوڑ امن لشکر کے رضا کار ایک بس میں جاتے ہوئے ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کی زد میں آ گئے۔اس کاروائی میں ۶رضا کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۵مارچ پشاور پشتہ خرہ چوک میں SP رورل کالام خان کو ۴دیگر پولیس اہل کار سمیت فدائی حملے میں ہلاک کر دیا گیا۔یاد رہے کہ کالام خان طالبان مخالف کاروائیوں میں پیش پیش رہتا تھا۔

۱۸مارچ ضلع صوابی یار حسین میں فائرنگ سے زخمی ہونے والا اسپیشل برانچ کا اہل کار ہلاک ہوگیا۔

۲۰مارچ پشاور کوہاٹ روڈ پر پولیس وین کے قریب دھماکے سے ایس ایچ او سمیت دو پولیس اہلکاروں کے ہلاک جبکہ ۲کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۱مارچ کرم ایجنسی وسطی کرم کے علاقے جوگی میں مجاہدین اور فوج کے درمیان جھڑپ کے نتیجے سرکاری ذرائع نے سیکورٹی فورسز کے دو اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

۲۳مارچ ژوب ایف سی کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ۶ایف سی اہل کاروں کے ہلاک ہونے اور ۷شدید زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی جب کہ ۵ایف سی اہل کاروں کو مجاہدین نے گرفتار کر لیا

۲۳مارچ جنوبی وزیرستان وانا میں ریڈیو سیٹ میں نصب بم پھٹنے سے فوج کا حوالدار اصغر غلام ہلاک ہوگیا۔

۲۴مارچ اورکزئی ایجنسی خادیزئی میں مجاہدین اور فوج میں جھڑپ کے دوران میں ۳فوجی اہل کاروں کی ہلاکت کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کیا۔

۲۴مارچ جنوبی وزیرستان شین ورسک میں مجاہدین اور فوج کے درمیان جھڑپ میں ۴سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ایک زخمی ہونے کی تصدیق۔

۳۰مارچ اورکزئی بلراس میں مجاہدین سے جھڑپ کے دوران میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور ۴شدید زخمی ہونے کی سرکاری طور پر تصدیق کی گئی۔

۳۰مارچ اورکزئی خادیزئی میں مجاہدین سے جھڑپ میں سیکورٹی فورسز کے

۱۲اہل کاروں کے ہلاک اور ۳ شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲ اپریل مہمند ایجنسی تحصیل بائیزئی اتم کلی میں سیکورٹی فورسسز پر طالبان کا حملہ ،کئی سیکورٹی اہلکار ہلاک، چار کی شناخت شاکراللہ، عمر، رفیق اور ایک کو گرفتار کر کے لائے جس کا نام صدیق عاجز ہے ،طالبان کے ہاتھوں بہت سارا اسلحہ بھی لگا، جس میں ایک عدد زیکوویک ایک عدد ہاون اور درجن سے زیادہ G3 شامل ہیں ایک پرانا ساتھی شمشیر خالداس کاروائی میں جام شہادت نوش کر گئے

۶اپریل کراچی ایس ایس پی (SSP) ملیر ہالٹ راؤانور کے قافلے پر فدائی حملہ، مطلوبہ گاڑی کو شدید نقصان، البتہ ایس ایس پی بچ گیا۔

۶اپریل بنوں ایف آر بنوں میں چیک پوسٹ پر راکٹ لانچروں سے حملہ ،نقصانات کی تفصیل معلوم نہ ہوسکی۔

۶اپریل بنوں جانی خیل قوم کے سربراہ ملک خالد عرف کنگ آف جانی خیل طالبان کاروائی میں قتل، مقتول امن کمیٹی کا سربراہ تھا اور کرنل طارق کا بھائی تھا جو پہلے ہی الحمدللہ قتل کیا گیا ہے۔

۷اپریل مہمند ایجنسی تحصیل صافی میں ملک زرگر پرائمری سکول کو بموں سے اُڑادیا

۱۲اپریل چارسدہ تحصیل صافی امن کمیٹی کارکن اور پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کے لئے کام کرنے والے ولی محمد کو ضلع چارسدہ کے تحصیل تنگی میں قتل کیا گیا۔

۱۳اپریل مہمند ایجنسی تحصیل صافی کے علاقہ قندھاری میں دو پرائمری اسکولوں کو تباہ کیا گیا۔

۱۴اپریل جنوبی وزیرستان رات ۹ بجے وانا سکاوٹس کے قلعہ پر فدائی حملہ، میڈیا رپورٹس کے مطابق ۱۲۷ہلکار زخمی، لیکن اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے، البتہ علاقے میں دن بھر کرفیو کی وجہ سے صحیح تعداد معلوم نہ ہوسکی۔

۱۵ اپریل بنوں بنوں جیل پر تحریک طالبان پاکستان کے ساتھیوں کا حملہ حکومتی تصدیق کے مطابق ۳۸۴ قیدی رہا۔

۱۵اپریل مہمند ایجنسی سیکورٹی فورسسز کے ۲ چیک پوسٹوں پر یلغار، میڈیا رپورٹس کے مطابق ۴ اہلکار ہلاک اور ایک زخمی، حملہ میں شریک تمام ساتھی محفوظ رہیں۔

۱۷اپریل باجوڑ ایجنسی تحصیل سلارزئی میں سیکورٹی فورسسز اور امن لشکر پر حملہ تلافات کی تفصیل معلوم نہ ہوسکی۔

۱۸اپریل مہمند ایجنسی تحصیل ناواگئی میں ایک گرلز پرائمری سکول تباہ۔

۲۱ اپریل راولپنڈی مہمند ایجنسی کی تحصیل خویزئی امن کمیٹی کے سربراہ ''شلتالوگل ولد ریدی'' کو راولپنڈی میں ساتھیوں نے قتل کیا۔

۲۲اپریل پشاور، ڈی آئی خان پشاور، ڈی آئی خان میں دو سکولوں کو دھماکہ خیز مواد سے اُڑادیا گیا۔

۲۵ اپریل مہمند ایجنسی تحصیل بائیزئی میں سیکورٹی فورسسز کیساتھ شدید جھڑپ، ایک ساتھی شہید۔

۲۵اپریل درہ آدم خیل درہ آدم خیل میں امن کمیٹی کے تین رضا کار ہلاک

۲۶اپریل چارسدہ تحصیل شبقدر میں ایک گرلز پرائمری سکول کو تباہ کیا گیا۔

۲۸اپریل مہمند ایجنسی تحصیل پنڈیالی کے علاقہ دویزئی میں امن کمیٹی کے ۱۲اہلکار ہلاک جنکے نام جہانزیب عرف پیر اور عنایت شامل ہیں

۳مئی مہمند ایجنسی چمرکنڈ میں نام نہاد امن کمیٹی کے اہلکاروں پر مائن کی کاروائی کی گئی، جس میں ۲ کارکن ہلاک ہوگئے، اس کے بعد سیکورٹی فورسسز امن کمیٹی کی مدد کے لئے روانہ ہوگئی جن پر ایک دوسرا مائن بلاسٹ ہوا اور اس میں انکے ۴ اہلکار ہلاک ہوگئے ،اسی طرح کل ہلاکتیں ۶ اور ۳ زخمی ہوئے۔

۴مئی باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی کے صدر مقام خار میں بدنام زمانہ خاصہ دار ماسٹر فضل ربی اپنے دوسرے ساتھی میجر جاوید کے ساتھ فدائی حملہ میں ہلاک ہوگئے، کل سترہ (۱۷) حکومتی لوگ قتل کئے گئے اور اسی طرح بہت سارے خاصہ دار زخمی بھی ہوگئے، واضح رہے کہ میجر جاوید القاعدہ کے اہم رہنما شیخ مروان یمنی رحمہ اللہ کو شہید کرنے میں بھی ملوث تھا۔

۱۱مئی پشاور جی ٹی روڈ پر ڈی ایس پی بنارس خان کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ، ایک اہلکار ہلاک جبکہ دو شدید زخمی ہوئے۔ یہ کاروائی عافیہ صدیقی بریگیڈ نے کی۔

۱۲مئی پشاور آج پھر پشاور میں عافیہ صدیقی بریگیڈ نے ایک پولیس گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ کیا، ایک اہلکار ہلاک جبکہ سات شدید زخمی ہوئے۔ مہمند ایجنسی کے تحصیل خویزئی میں تحریک کے ساتھیوں نے سیکورٹی فورسسز اور امن کمیٹی کے مشترکہ پوسٹوں پر حملہ کیا، اس حملہ میں دشمن کی دو (۲) پوسٹیں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں، بعد میں ان کی مدد کے لئے آنے والے دستہ پر بھی مجاہدین نے حملہ کیا، نتیجۃً

ایک لیوی اہلکار سمیت امن کمیٹی کے ۶ رضا کار ہلاک ہوگئے۔ دو گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں ۔مجاہدین کو ایک راکٹ لانچر ایک پیکہ گن سمیت بہت ساری غنیمت ملی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احیائے خلافت

احیائے خلافت حق وصداقت کی آواز لیکر دجّالی میڈیا کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان صحافت میں نکلا ہے، جو حکمرانوں کے مظالم اسلام دشمنی اور امریکی غلامی کو آشکارا کرتی ہے۔ اسلام پسند حریّت پسند اور آسمانی حقائق پہ یقین رکھنے والے سرفروشانِ اسلام کی حالات ایمان افروز واقعات اور مجاہدانہ کارناموں سے آگہی کے لئے پڑھا کیجئے جاندار تبصروں، تجزیوں اور حقائق پہ مبنی مضامین پر مشتمل ''احیائے خلافت''

ادارہ:۔احیائے خلافت

ہمارا ای میل ایڈریس ہے:

(1)khilafat1@yahoo.com

(2)ihyaekhilafat@yahoo.com

آپ بھی لکھ سکتے ہیں!

احیائے خلافت عصر حاضر کی فحاش اور عریاں میڈیا کے خلاف میدان میں نکلا ہے، اس جنگ میں آپ بھی ہمارا ساتھ دیجئے، تاکہ کفار اور انکی اتحادیوں کی جانب سے پھیلائے گئے پروپیگنڈوں کا درست انداز میں جواب دیا جاسکے۔

١ حکومت پاکستان کے مظالم

٢ پاکستانی جمہوری نظام کے مفاسد

٣ خلافتِ اسلامیہ کی اہمیت

۴ عہد رسالت میں مدینہ منورہ کا جہادی مرکز

۵ جہادِ پاکستان میں پیش آنے والی جہادی کاروائیاں

٦ تذکرہ شہداء

۷ پاکستان میں جہاد کے حوالے سے ہمارا موقف

٨ روشن اسلامی تاریخ

٩ عصر حاضر

اور اسکے علاوہ دیگر اہم موضوعات پر آپ قلم اُٹھا سکتے ہیں اور پاکستان میں شریعت اسلامیہ کی عملی تنفیذ میں ہمارا ساتھ دے سکتے ہیں۔

ادارہ: احیائے خلافت

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ
جس شخص نے اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لایا اور نماز قائم کیا اور
رمضان کے روزے رکھے ،تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اسے جنت
میں داخل کریں، چاہے اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یا اسی
جگہ بیٹھا ہو جہاں اسکی پیدائش ہوئی ہو، صحابہ رضی اللہ عنھم نے
عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہم اس کے بارے میں لوگوں کو خوشخبری
نہ دیں، تو آپ نے فرمایا کہ بیشک جنت میں سو (۱۰۰) درجات ہیں
جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھے ہیں، ہر دو درجات
کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے،
پس جب اللہ سے سوال کرو تو تم اس سے جنت فردوس کا سوال کرو
کیونکہ یہ جنت کا درمیان اور سب سے اوپر کا حصہ ہے
راوی کہتا ہے کہ میرا خیال یہ ہے کہ پھر فرمایا کہ اسکے
اوپر رحمٰن کا عرش ہے جس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں“

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری)

ہمارا عقیدہ

ہم تحریک طالبان پاکستان اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ

(۱) اللہ تعالیٰ ہمارا الہ اور معبود ہے۔

(۲) محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر اور رسول ہیں۔

(۳) کعبہ شریفہ ہمارا قبلہ ہے اور اسکا احترام اور عظمت اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

(۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے لئے معیار حق وصداقت ہیں۔

(۵) ہم چاروں ائمہ کرام امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد ابن حنبل رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کو برحق سمجھتے ہیں، اور ان میں سے کسی کی اقتداء کرنے والے کو گمراہ یا غلط نہیں کہتے۔

(۶) ہم گناہِ کبیرہ کے ارتکاب سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے، الا یہ کہ کوئی گناہ کے ارتکاب کو حلال سمجھے تو باتفاق امت وہ ملتِ اسلام سے خارج ہے۔

(۷) خلافت اسلامیہ کا قیام ہماری منزلِ مقصود ہے۔

(۸) پاکستان میں شریعتِ اسلامیہ کی عملی تنفیذ ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں، اور اس کے لئے مسلح جدوجہد ہم شریعت کی رو سے جائز سمجھتے ہیں۔

(۹) امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ ہمارے قائد اور امیر ہیں، پاکستان میں کمانڈر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ ہمارے مشن کے رہبر و رہنما ہیں۔

(۱۰) کسی بیگناہ مسلمان کے قتل کو ہم حرام سمجھتے ہیں۔

یہ ہمارا عقیدہ ہے اور اسی پر ہمارا مرنا اور جینا ہے۔